سلسلہ اشاعت العلوم حیدرآباد دکن نمبر

احضروا موتاکم وذکروهم فانهم یرون ما لا ترون

الحمد للہ کہ دریں ایام سعادت انضمام کتاب مستطاب

مسمّٰی

عمدۃ القلوب والارواح

فی ادلۃ جواز

شد الرحال الی قبور الاولیاء والارواح

مؤلفہ

مولانا مولوی محمد معوان حسین صاحب عم فیضہ اللہ الوہاب

حسب الحکم

عالیجناب فضیلت مآب حقائق و معارف آگاہ عارف باللہ مولانا مولوی

حاجی حافظ محمد انوار اللہ خان بہادر معین المہام امور مذہبی سرکار عالی

بفرمائش

مولانا ابوالدرجات مولوی حافظ محمد ولی الدین صاحب مہتمم

مجلس اشاعۃ العلوم

در سنہ ۱۳۳۶ھ

بمطبع دائرۃ المعارف النظامیہ واقع شاہ گنج حیدرآباد دکن طبع گردید

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لمن جعل وجود اولیائه واسطة شاملة للارزاق الباطنة

والظاهرة وضرائحهم وسیلة کاملة لامطار الفیضان الالٰھی

بالساھرة بھم ترزقون وبھم تمطرون وافضل الصلوات

واکمل التحیات واجل التسلیمات علیٰ من انوابه مِنَ الاقطاب

والاغواث والابدال خلفاء الله تعالیٰ بالرحمة الباھرة والقدرة

القاھرة فکما لاتھم کما لاته الزاھرة وکراماتھم معجزاته الشاھرة

وعلیٰ آله وعترته الفاھرة واصحابه واتباعه الماھرة

بعد حمد ونعت کے ابوحفص شمس الدین محمد معوان حسین

بن مولی المؤمنین مولا محمد ارشاد حسین قدسنا الله سبحانه بسره الاقدس محبین اولیا

ومعتقدین اصفیا کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ اندنوں ایک استفتا

میرے پاس بنگالہ سے خلاصۂ خاندانِ سیادت وجامع انحای سعادت

مخدومی مکرمی جناب **سید میراں شاہ صاحب** رامپوری کی معرفت پہنچا سید صاحب کے فرمان سے بنظر نفع عام اہل اسلام میں نے اس کا جواب لکھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبولوں کے طفیل سے اس کو قبول فرمائے ویجعلہ خالصًا لوجہ الکریم بوسیلۃ العزیز الرؤف الرحیم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بفضلہ العظیم وکرمہ العمیم

نقل استفتاء

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بہ نیت زیارت حضرت خاتم النبیین محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ والہ وسلم آستانۂ روضۂ منورہ پر حاضر ہونا یا دور ودراز سے سفر کرکے عام اولیا ومشائخ کے مزارات شریفہ پر بقصد زیارت جانا خصوصًا مشاہد متبرکہ حضرت قطب عالم غوث اعظم اور حضرت شیخ المشائخ امام اولیا حضرت شاہ نقشبند اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت نظام الدین اولیا اور شاہ شرف یحییٰ منیری وغیرہم مشاہیر بزرگان پر جانا واسطے حصول فیض وبرکات اور بامید نیل مرادات وانجاح مقاصد وحاجات انکو وسیلہ جانکر اور مقربین بارگاہ قاضی الحاجات مانکر کیسا ہی جائز یا ناجائز اگر جائز ہے تو حدیث شریف لا تشد الرحال کے کیا معنی ہیں اور اس حدیث کو ایسے سفر سے منع کی سند ہیں جو لوگ

پیش کرتے ہیں اسکا کیا جواب ہے بعضے اشخاص کہتے ہیں کہ ایسا سفر کرنے والے مشرک ہیں اور یہ سفر حرام اور شرک ہے اور جو کوئی ایسے سفر کرنے والے کیواسطے خرچ راہ اور مصارفِ زاد کے لئے چندہ کرائے یا کسی قسم کے نقد و جنس سے معاونت کرے تو سخت گنہگار ہے اور ایسوں کو دینا دلانا محض بیکار ہے یہ کہنا ان کا ازروئے شرع شریف درست و صحیح ہے یا غلط و قبیح اور ان کہنے والوں کا شرعاً کیا حکم ہے بینوا بالدلائل توجروا بالجزائل وان اجرکم الا علی اللہ تعالے۔

الجواب واللہ سبحانہ الموفق للصواب

مزارات اولیاء پر دور و دراز سے سفر کر کے جانا بقصد مذکور جائز بلکہ ماموربہ اور مستحب ہے اور اسیطرح اس کی معاونت اور حدیث شد رحال کی نہی سے کچھ تعلق نہیں اور قائلین شرک کا قول باطل ہے بلکہ شرعاً اس عقیدہ سے وہ خود مشرک اور کافر ہو گئے اور جب یہ سفر اور زیارت ماموربہ اور مستحب ہوا تو جملہ بر اور امور خیر سے ہوا اور بر و امور خیر کی معاونت بھی ماموربہا لقول اللہ تعالی تعاونوا علی البر- وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون- پس امر خیر کی معاونت اور اس کو گناہ کہنا اور فاعل خیر کو گنہگار بنانا خود گنہگار بننا اور ولا تعاونوا علے الاثم والعدوان- کی نہی کا مرتکب ہونا اور مناع للخیر کا مصداق بننا ہے۔

مقدمہ اولیاء کو اللہ تعالے نے حصول مقاصد دینی اور دنیوی کیواسطے

واسطہ گردانا ہے بلکہ قیام و انتظام عالم سب انہیں کے وجود باجود سے وابستہ ہے جنکے القاب مبارکہ ابدال اور غوث اور قطب اور نقبا اور نجبا اور اوتاد اور افراد وغیرہا ہیں جیساکہ یہ امر بہترین امت کے بہترین اشخاص تمام اہل اللہ اہل باطن و ظاہر کے نزدیک متفق علیہ ہے اور جریر و علامہ خطیب اور ابن منذر اور امام محقق جلال الدین سیوطی اور صاحب روح البیان اور حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی صاحب فصوص و فتوحات مکیہ وغیرہم نے اپنی اپنی تفاسیر میں تحت آیت کریمہ لولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض اور لولا رجال مؤمنون (الی قولہ تعالیٰ) لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا الخ وغیرہا کے تحت اس مضمون کے متعلق بہت سے احادیث و آثار نقل کیے ہیں جنکے ایراد کی اس مختصر میں گنجایش نہیں **منجملہ اُنکے** وہ حدیث شریف صحیح علی شرط الشیخین ہے جسکو روایت کیا ہے عبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے لم یزل علی وجہ الارض سبعة مسلمون فصاعدا فلولا ذالک ہلکت الارض و من علیہا **اور منجملہ اُنکے** عن ابن عباس بسند صحیح علی شرط الشیخین ما خلت الارض من سبعة یدفع اللہ بہم عن اہل الارض رواہ الامام احمد والامام المستغفری فی دلائل النبوة من جہة البخاری نحوہ **ازانجملہ** عن ابن مسعود قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم للہ عزوجل فی الخلق ثلثمائة قلوبہم علی قلب آدم علیہ السلام وللہ فی الخلق اربعون قلوبہم علی قلب موسی علیہ السلام وللہ فی الخلق سبعة قلوبہم علی قلب ابراہیم علیہ السلام وللہ فی الخلق خمسة قلوبہم علی قلب

جبرئیل علیہ السلام وللہ فی الخلق ثلثۃ قلوبہم علی قلب میکائیل

علیہ السلام وللہ فی الخلق واحد قلبہ علی قلب اسرافیل علیہ السلام

انکا لقب غوث اعظم اور قطب عالم ہے یہ سب اولیاء کے افسر ہوتے ہیں ۱۲

فاذا مات الواحد ابدل اللہ مکانہ من الثلاثۃ واذا مات من الثلثۃ

ابدل اللہ مکانہ من الخمسۃ واذا مات من الخمسۃ ابدل اللہ

مکانہ من السبعۃ واذا مات من السبعۃ ابدل اللہ مکانہ

من الاربعین واذا مات من الاربعین ابدل اللہ مکانہ من

الثلاثمائۃ واذا مات من الثلاثمائۃ ابدل اللہ مکانہ من العامۃ

فبہم یحیی ویمیت ویمطر وینبت ویدفع البلاء رواہ ابونعیم فی الحلیۃ وابن عساکر

مرفوعاً فی تاریخہ والملا علی القاری فی المرقاۃ شرح المشکوٰۃ از انجملہ عن

قتادۃ ماخلت الارض قط من سبعۃ بہم یسقون وبہم یدفع

عنہم کما فی تہذیب التہذیب للحافظ المزی ورواہ الطبرانی فی المعجم الاوسط

مرفوعاً عن انس وغیرہ از انجملہ مشکوٰۃ شریف میں ہے

عن شریح بن عبید قال ذکر اہل الشام عند علی بن ابیطالب رضی اللہ

عنہ وھو بالعراق فقالوا العنہم یا امیر المومنین قال لا سمعت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال بالشام وھم

اربعون رجلا کلما مات رجل منہم ابدل اللہ مکانہ رجلا

یسقی بہم الغیث وینصر بہم علی الاعداء ویصرف عن الشام

العذاب رواہ احمد از انجملہ عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خیار امتی فی کل قرن خمس مائۃ

والابدال اربعون فلا الخمسمائة ينقصون ولا الاربعون كلما مات
رجل ابدل الله من الخمسمائة مكانه وادخل من الاربعين مكانه
رواه الطبراني ازالخفا عن ابي الطفيل الابدال بالشام والنجباء
بالكوفة ازالخفا عن علي كرم الله وجهه الا ان الاوتاد من
ابناء الكوفة ومن اهل الشام الابدال ازالخفا عن انس بن مالك
قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم البدلاء اربعون اثنان
وعشرون بالشام وثمانية عشر بالعراق كلما مات واحد ابدل الله
مكانه آخر فاذا جاء الامر قبضوا كلهم فعند ذالك تقوم الساعة رواه
ابن عدي وغيره وله طرق عن انس اخرجها الطبراني والخلال وابن عساكر وابونعيم
كذا قال الشوكاني- اس حدیث کی نسبت امام حافظ جلال الدین سیوطیؒ نے
تعقبات علی الموضوعات میں لکھا ہے وله طرق بها طريق في معجم الطبراني الاوسط
حسنه الهيثمي في مجمع الزوائد ازالخفا عن ابي الاسود قال الابدال
سبعون فستون بالشام وعشرة بسائر الارض ازالخفا عبدالله
بن محمد قال سمعت الكتاني يقول النقباء ثلثمائة والنجباء سبعون
والبدلاء اربعون والاخيار سبعة والعمد اربعة والغوث
واحد فمسكن النقباء المغرب ومسكن النجباء المصر والعمد [اوتاد ہیں ۱۲] في زوايا
الارض ومسكن الغوث مكة فاذا عرضت الحاجة من امر العامة
ابتهل فيها النقباء ثم النجباء ثم الابدال ثم الاخيار ثم العمد فان اجيبوا
والا ابتهل الغوث فلا تتم مسألته حتى يجاب دعوته

از انجملہ[۱۳] عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان بدلاء امتی لم یدخلوا الجنۃ بکثرۃ صلاتھم وصیامھم ولکن دخلوھا بسلامۃ صدورھم وسخاوۃ انفسھم **از انجملہ**[۱۴] عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الابدال فی ھذہ الامۃ ثلثون مثل ابراھیم خلیل الرحمٰن کلما مات رجل ابدل اللہ مکانہ رجلا اخرجہ احمد بسند صحیح **از انجملہ**[۱۵] ایضا عن عبادۃ بن الصامت رضی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الابدال فی امتی ثلثون رجلا بھم تقوم الارض وبھم یمطرون وبھم ینصرون ثم قال العبادۃ انی ارجو ان یکون الحسن (ای البصری) منھم یعنی روایت ہے حضرت عبادہ بن صامت سے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میری امت میں تیس۳۰ ابدال ہیں انہیں کے سبب سے زمین قائم ہے اور انہیں کی برکت وسبب سے لوگ مینہ برسائے جاتے ہیں اور انہیں کی وجہ سے مدد اور فتح پاتے ہیں پھر فرمایا حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ نے جو صحابی جلیل القدر ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ میں امید کرتا ہوں کہ حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ انہیں ابدالان الٰہی سے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ احادیث ابدال واوتاد واقطاب وغیرہم صحابہ اور تابعین میں شائع ذائع تھے حتیٰ کے ان کے مصادیق کا بھی اظہار صحابہ اور تابعین اور اتباع ومن بعد ہم نے فرمادیا ہے جیسا کہ اس حدیث میں حضرت عبادہ سے

تیس ابدالوں میں سے ہونیکی بہ نسبت حضرت امام طریقت و معرفت
و حقیقت حسن بصری رضی اللہ عنہ کی نسبت ثابت ہوا ایسا ہی امام شعرانی نے میزان
میں امام ابو حنیفہ رح اور دیگر ائمہ مجتہدین کو اوتادوں میں سے گنا اور امام احمد
حنبل اور سری سقطی اور بشر حافی اور منصور بن عمار اور حضرت جنید بغدادی
و سہل بن عبد اللہ تستری وغیرہم قدسنا اللہ باسرارہم کو ان احادیث کے
مصداق ٹھیرایا اور اوتاد و عراق فرمایا اور علی ہذا القیاس ازانجملہ

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم
قال لن تخلو الارض من ثلثین مثل ابراھیم خلیل الرحمن بھم تغاثون
و بھم ترزقون و بھم تمطرون ترجمہ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے کہ زمین تیس مقبولوں سے اللہ تعالیٰ کے خالی نہ ہوگی جو مانند خلیل اللہ
ابراھیم کے ہوں گے کہ انھیں کی بدولت تمکو لڑائیوں میں فتح
و نصرت ملتی ہے اور انہیں کے سبب سے تمکو روزی ملتی ہے
اور انہیں کی برکت اور وجہ سے تم مینہ برسائے جاتے ہو ازانجملہ

عن ابن عمر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزال اربعون
رجلا یحفظ اللہ بھم الارض کلما مات منھم رجل ابدل اللہ مکانہ
آخر و ھم فی الارض کلھا حافظ محقق امام جلال الدین سیوطی رضی اللہ عنہ
نے تعقبات میں لکھا حسن حدیث ابن عمر ولہ ثلث طرق فی المعجم الکبیر
للطبرانی و کرامات الاولیاء للخلال و الحلیۃ لابی نعیم ازانجملہ

عن ابی الدرداء قال ان الانبیاء کانوا اوتاد الارض فلما

انقطعت النبوۃ ابدال اللہ مکانهم قوما من امۃ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم یقال لهم الابدال لم یفضلوا الناس بکثرۃ صوم
ولا صلوۃ ولا تسبیح ولکن بحسن الخلق وبصدق الورع وحسن النیۃ
وسلامۃ قلوبهم والنصیحۃ لجمیع المسلمین اس حدیث کے ثبوت
کی تائید میں قاضی شوکانی نے بعد نقل روایات کے کہا ومن حدیث
ابی الدردا اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول ان احادیث میں جو روایات
مختلفہ اور طرق متعددہ متکثرہ وارد ہیں ان میں سے جو بعض
حدیثوں میں کچھ ضعف ہے وہ منجبر ہو کر عند التحقیق مرتبہ صحیح یا حسن کو
پہونچتی ہیں اور بعضے اسنادوں کے حسن وصحت کی محدثین ماہرین نے
تصریح فرما دی ہے بلکہ متعصبین مخالفین کو بھی اقرار حسن وصحت سے
ان کے چارہ نہ ملا اور ناچار باوجود غایت تعصب اور انکار کے
ان کو اس کا قول کرنا پڑا اور وہ اقرار پر مجبور ہو گئے جیسے قاضی شوکانی
کے قولوں سے اسکی سند گذر چکی جو پیر ہے اصحاب ظاہریہ کا اور سخت
متعصب حتیٰ کہ اس نے اپنے فوائد مجموعہ میں ثبوت ابدال کی تائید میں
یہ لکھدیا قد ورد ذکر الابدال ایضا من حدیث علی رضی اللہ عنہ وسندہ حسن
ومن حدیث عوف بن مالک اخرجہ الطبرانی ومن حدیث معاذ اخرجہ
عبد الرحمن السلمی فی کتاب سنن الصوفیۃ ومن حدیث ابی الدردا اخرجہ
الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول ومن حدیث عمر بن الخطاب اخرجہ ابن عساکر
فی تاریخہ ومن حدیث حذیفۃ اخرجہ الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وعن ابن عباس

موقوفاً اخرجہ احمد فی الزہد قال الفتنی فی موضوعاتہ قلت ہو صحیح وان شئت قلت متواتر انتہی۔ پس مخالفین زمانہ کو اب ثبوت ابدال ان آلہی میں کلام کی گنجائش اصلا نہیں ولنعم ماقیل ؎

والفضل ما شہدت بہ الاعداءُ | واللہ قد شہد العدو بفضلہ

ہمنے دشمن کا گھر جلانے کو | ؎ سنگ در سے ترے نکالی آگ

قطع نظر اس سے کہ حدیث ضعیف فضائل اعمال اور مناقب رجال میں باتفاق محدثین وفقہا تمام اہل سنت کے نزدیک قابل حجت اور تمسک ہے، یہ حدیثیں غوث وقطب وابدال واوتاد ونقیب ونجیب وغیرہم کے ثبوت میں تو صحیح اور حسن حفاظ حدیث کی تصریح سے موجود ہیں بلکہ یقیناً متواتر معنوی ہیں اور یہ تواتر معنوی ان مقبولوں کے ثبوت میں مع قطع النظر عن تصریحات ارباب الباطن والحقائق واصحاب الکشف والشہود والدقائق علمائے ظاہر محدثین معتمدین معتبرین بلکہ مخالفین کی شہادت سے ملکر بداہت کے مرتبہ کو پہنچ گیا ہے فلا ینکرہ الا معاند اعمیٰ وجاہد لہ اخبط العشو او شوط العمہا اور میں نے اس جگہ صرف اٹھارہ حدیثیں لکھیں اور روایتوں کے پتے بتائے بنظر غایت اختصار ورنہ اس باب میں ہمارے یہاں کے محققین کی تالیفات مفردہ بے شمار ہیں۔

اور مخالفین کے تصنیفات کی وہ دھجیاں اُڑائی ہیں کہ باید وشاید چنانچہ امام المحدثین حافظ الحدیث مجتہد العصر وفرید الدہر

؎ حافظ محدثین کی اصطلاح میں اُسے کہتے ہیں جسے لاکھ حدیثیں یا زائد یاد ہوں ۱۲۔

کتاب بن الفتنی کے اصل مصنف ہے شاہ یکدار الفقیہ الحلیم العرف ... سید خواجہ پیر حسینی سرنوی ۱۲

امام جلال الدین سیوطی صاحب تفسیر نصف اول جلالین شریف
اپنے رسالہ تعقبات علی الموضوعات میں تحریر فرماتے ہیں قلت خبر الابدال
صحیح فضلاً عما دون ذالک وان شئت قلت متواتر وفیہ افردبتالیف استوعبت
فیہ طرق الاحادیث الواردۃ فی ذالک والحاصل انہ ورد من حدیث عمر رضؓ[1]
اخرجہ ابن عساکر من طریقین وعلی رضؓ[2] اخرجہ احمد والطبرانی والحاکم وغیرہم من طرق
اکثر من عشرۃ بعضہا علی شرط الصحیح وانس رضؓ[3] لہ ست طرق منہا طریق فی
معجم الطبرانی الاوسط حسنہ الہیثمی فی مجمع الزوائد وعبادۃ ابن الصامت رضؓ[4]
اخرجہ بسند صحیح وابن عمر رضؓ[5] ولہ ست طرق فی معجم الکبیر للطبرانی وکرامات الاولیا
للخلال والحلیۃ لابی نعیم وابن مسعود رضؓ[6] ولہ طریقان فی المعجم الکبیر والحلیۃ
وعوف[7] بن مالک رضؓ اخرجہ الطبرانی بسند صحیح ومعاذ بن جبل رضؓ[8] اخرجہ الدیلمی
وابی سعید[9] الخدری اخرجہ البیہقی فی الشعب وابی ہریرۃ[10] رضؓ ولہ طرق اخری
غیر التی اوردہ ابن الجوزی اخرجہ الخلال فی کرامات الاولیا وام سلمۃ[11]
اخرجہ احمد وابوداؤد فی سننہ والحاکم والبیہقی ومن مرسل الحسن[12] اخرجہ ابن
ابی الدنیا فی السخا والبیہقی فی الشعب ومن مرسل عطا[13] اخرجہ ابوداود ومن مرسل[14]
بکر بن حسن اخرجہ ابن ابی الدنیا فی کتاب الاولیا ومن مرسل شہر[15] بن حوشب
اخرجہ ابن جریر فی تفسیرہ واما الاثار عن الحسن البصری وقتادۃ وخالد بن معدان
وابی الواہریۃ وابن شوذب وعطار وغیرہم من التابعین فمن بعدہم فکثیر جداً[16]
ومثل ذالک بالغ حد التواتر المعنوی لا محالۃ بحیث یقطع بوجود الابدال ضرورۃ انتہی
بقدر الضرورۃ ملا علی قاری مکی رحمۃ اللہ علیہ موضوعات کبیر میں فرماتے ہیں۔

قلت قد وردت الاحادیث والآثار مرفوعا وموقوفا علی الصحابۃ الابرار والتابعین
الاخیار جمعہا الحافظ السیوطی فی رسالۃ مستقلۃ سماہا الخبر الدال علی وجود
القطب والاوتاد والنجباء والابدال انتہی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
محدث ومفسر دہلوی استاذ الہند رحمۃ اللہ علیہ بستان المحدثین ترجمہ امام قعنبی
رضی اللہ عنہ میں ارقام فرماتے ہیں۔ یکبار از بصرہ بمدینہ منورہ آمد وامام
مالک رح را خبر قدوم او رسانیدند امام رح یاران خود را فرمود کہ برخیزید تا نزد بہترین
اہل زمین بردیم وبروے سلام کنیم وہرگاہ بطواف خانہ کعبہ زادہا اللہ تعظیماً
وشرفاً مشغول می شد میگفتند کہ ہیچکس افضل از قعنبی رح طواف ایں خانۂ متبرکہ
نمیکند واو رحمہ اللہ نیز مستجاب الدعوات بود واکثر اہل زمن او را از ابدال
دانستند وبزرگی وصلاح او مجمع علیہ اہل عصر او بودہ ووفات او در مکہ معظمہ
ششم محرم سنہ ۲۲۱ ہجری واقع است انتہی۔ اس سے واضح ہے کہ
حدثین مثبت ابدال دوسری صدی میں جو زمانہ ہے تابعین وتبع تابعین
مشہود لہم بالخیر کا مشہور تھیں اور لفظ ابدال مستعمل اور ان کے مصداق کا وجود
محقق تھا نیز اسی بستان میں ترجمۂ محمد بن اسلم میں ہے ابن خزیمہ وابو بکر وابو داؤد
ازوی شاگردی کردہ اند واز اجلۂ علما واز اولیا وابدال وقت بود یہ تیسری صدی میں
تھے اس سے وجود ابدال تیسری صدی میں ثابت ہے نیز اسی بستان میں
ابن نجید نیشاپوری کے ذکر میں ہے ویکی از اوتاد زمین بود ایضاً
سید ذر وق کے حال میں لکھتے ہیں او از ابدال سبعہ است یہ بزرگ آٹھویں
صدی میں سے تھے انتہی مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے اپنے وصیت نامہ میں

ائمہ اثنا عشر کی نسبت لکھا کہ وہ اقطاب تھے اسکی شرح میں قاضی
ثناء اللہ صاحب پانی پتی تحریر فرماتے ہیں وانچہ حضرت شیخ در اثبات
قطبیت ائمہ اثنا عشر نوشتہ ایں مضمون را حضرت امام ربانی قطب صمدانی
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ در شرح بیت حضرت غوث الثقلین رضی اللہ
عنہ نوشتہ اند **بیت**

افلت شموس الاولین وشمسنا ابداً علی افق العلی لا تغرب

وفقیر آنرا ہم در شمشیر برہنہ نوشتہ انتہی بلکہ پیشوائے وہابیہ ہند مولوی
اسمٰعیل دہلوی نے بھی اولیا اللہ اور ابدالان الٰہی کے واسطہ ہونے کو تصرفات
کونیہ میں تسلیم کرلیا ہے جیسا کہ منصب امامت کے **تنبیہ** در ذکر امامت
خفیہ میں لکھتے ہیں حکیم علی الاطلاق ایشانرا واسطہ در تصرفات کونیہ میگرداند
مثل نزول امطار ونمو اشجار وسرسبزی نباتات وبقاءے انواعِ حیوانات
وآبادی قری وامصار وتقلبِ احوال داد وار وتحول اقبال وادبار سلاطین
وانقلابِ حالات اغنیاء ومساکین وترقی وتنزل اصاغر واکابر واجتماع وتفرق
جنود وعساکر ورفع بلا ودفع وبا وامثال ذالک قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم
الابدال یکونون بالشام وھم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل
اللہ مکانہ رجلاً یُسقی بھم الغیث وینصر بھم علی الاعداء
ویُصرف عن اھل الشام بھم العذاب وساطت ایشان در امور
مذکورۃ الصدر بسہ وجہ متحقق می شود اوّل نزول برکت دوّم ثانی عقد ہمت
وسوم ثالث ورود الہام انتہی اس تحقیق وتنقیح سے باتفاق موافقین

ومخالفین اہل اللہ کا واسطہ اور وسیلہ ہونا واسطے حصول مقاصد ظاہرہ وباطنہ[1] ومطالبِ دنیویہ ودینیہ کے بخوبی ثابت ومحقق ہوگیا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولوں کو اور کاملوں کو عالم کے انتظام اور تصرفاتِ کونیہ کے لئے یعنی جو جو امور عالم میں واقع ہوتے ہیں جیسے مینہ کا برسنا پیڑوں کا بڑھنا سبزوں کی سرسبزی انواع حیوانات کی بقا اور گاؤں اور شہروں کی آبادی اور لوگوں کے احوالوں کا بدلنا اور زمانہ کے انقلابات اور بادشاہوں کا اقبال وادبار کا تبدل وتغیر اور مسکینوں اور غنیوں کے حالات کا انقلاب کہ فقیر ومحتاج کا غنی وتونگر ہوجانا اور تونگر کا محتاج ومفلس بنا دینا اور بڑے چھوٹے منصب والوں کی ترقی اور تنزل ظاہر وباطن میں اور متفرقین کو جمع کر دینا اور مجتمعین کو متفرق کرنا اور لشکروں کو فتح اور شکست دینا۔ اور بلاؤں کا دفع کرنا اور وبا اور بیماروں اور مصیبتوں کا ہٹانا اور مشکل آسان کرنا اور فریاد والے کی فریادرسی کرنی اور مثل ان امور کے غرض جملہ مقاصد ومطالب اور تمام حوادثات رب عالم کے واسطے واسطہ اور وسیلہ اور اسباب اور ذریعہ اولیا کو گردانا اور بنایا ہے بعد انبیاء علیہم السلام جب یہ مقدمہ ممہد ہوچکا تو اب اصل مطلب یعنی جوازِ سفر زیارت وشد رحال کے ادلہ ملاحظہ ہوں۔

پہلی دلیل آیت کریمہ يا ايها الذين امنوا اتقوا الله وابتغوا

[1] مولوی اسمٰعیل صاحب کی عبارت میں عقد ہمت اس مضمون پر نص ہے ۱۲

الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون ترجمہ اے ایمان والو
ڈرو اللہ تعالیٰ سے اور طلب کرو طرف اس کے وسیلہ اور جہاد کرو اس کی راہ
میں ضرور مراد کو پہونچو گے۔ اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے بعد ایمان
کے جسطرح تقوی کا حکم فرمایا اور جہاد کا اسیطرح وسیلہ کے طلب کرنے کا
حکم اور امر فرمایا اور مقدمہ کی تحقیق سے واضح ہو چکا کہ وسیلہ نہیں ہیں مگر اولیاء اللہ
ہر مطلب و مقصد میں پس کوئی مطلب اور مقصد خواہ دنیوی ہو یا دینی بغیر ان کے
وسیلہ کے نہیں ملسکتا اس واسطے ان کی طلب کا حکم فرمایا اور اصل
غرض اس وسیلہ کی طلب سے وصول الی اللہ ہے کہ اعلی مقاصد دینی کا ہے
اور طلب ان کی عام ہے اس سے کہ وہ زندہ ہوں عالم ظاہر میں یا اس عالم
سے رحلت فرما گئے ہوں اس واسطے کہ وصول فیض الٰہی میں ان کا
واسطہ ہونا صرف حیات دنیوی پر موقوف نہیں ہے بلکہ حیاتِ اخروی اور
دنیوی دونوں مساوی ہیں بلکہ کاملین کی توجہ عالم تجرد میں زیادہ اور قوی ہے،
جیساکہ آیندہ اس کی تصریح آئے گی انشاء اللہ تعالیٰ اور نیز عام ہے
اس سے کہ یہ مطلب ساتھ سفر کے ہو یا بلا سفر کے جسطرح ان تبتغوا
فضلا من ربکم عام ہے سفر وحضر سے کما سیاتی اور یہ ممکن نہیں کہ
مراد وسیلہ سے ایمان ہو اس لئے کہ ابتغائے وسیلہ کا خطاب نہیں ہے
مگر مومنین کو بدلیل یاایھا الذین آمنوا اور وسیلہ سے مراد عمل صالح
مانند امر بالمعروف ونہی عن المنکر یا عام طاعات وعبادات بھی نہیں
لے سکتے اس واسطے کہ وہ تقوی میں داخل ہے کیونکہ تقویٰ امتثال اوامر

اور اجتناب عن النواہی کا نام ہے اور ابتغوا معطوف ہے اتقوا
اور اصل عطف میں مغایرت ہے درمیان معطوف علیہ اور معطوف کے
موافق قاعدۂ نحو کے عطف میں اور نیز موافق قاعدۂ اصول کے تاسیس
مقدم ہے تاکید پر اور تاسیس کے بنتے ہوئے تاکید کا اختیار مرجوح
اور خلاف تحقیق اور مخالف اختیار محققین اور ایسا ہی وسیلہ سے مراد
جہاد بھی نہیں ہو سکتا بدلیل مذکور بعینہ اور جب متعین ہوا کہ مراد وسیلہ سے
اولیاء ہیں اور ان کی طلب مامور بہ ہے اور ابتغاء عام ہے سفر و حضر
در زندگی و موت سے تو اولیائے کرام کی زیارت کیواسطے مزارات
شریفہ پر دور و دراز سے جانیوالا ممتثل اور بجالانیوالا ہے امر آلہی کا
اور آئندہ ہم ان کی زیارت کیواسطے جانے کو مستحب و سنت ہونا
ثابت کریں گے انشاء اللہ تعالی اور موافق قاعدہ اصول حنفیہ کہ اصل
امر میں وجوب ہے ظاہراً ابتغاء وسیلہ واجب ہے اور تنزلاً و تبرعاً
اگر واجب نہ کہیں تو استحباب میں شبہ نہیں اور اگر بالفرض استحباب سے
بھی تنزل کریں تو اس کے مباح اور جائز ہونے میں کوئی تردد نہیں
اس لئے کہ ادنیٰ امر کا اباحت ہے اور جب اولیاء اللہ وسیلہ مطلق ٹھہری
بدلائل مذکورہ فی المقدمہ اور ان کی طلب مامور بہ ہوئی اور اس میں شک
نہیں کہ سفر بقصد زیارت و توسل انکی طرف پہونچنے کا وسیلہ ہے تو بالضرور
یہ بھی مامور بہ ہوگا اس لئے کہ وسیلہ کا وسیلہ ہے اور یہ امر اپنے محل
میں ثابت و محقق و مسلم ہے کہ مقدمہ فرض کا فرض اور واجب کا واجب

مستحب کا مستحب اور حرام کا حرام ہے پس اولیائے کرام کی زیارت کے واسطے سفر کے استحباب میں کیا کلام ہے **تفسیر روح البیان** میں ہے یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ ای اخشوا عذابہ واحذروا معاصیہ وابتغوا ای اطلبوا لانفسکم الیہ ای الی ثوابہ والزلفی منہ الوسیلۃ ای القربۃ بالاعمال الصالحۃ قولہ تعالیٰ الیہ متعلق بالوسیلۃ قدم علیہا للاہتمام وہی فعیلۃ بمعنی ما یتوسل بہ ویتقرب الی اللہ تعالیٰ من وسل الی کذا تقرب الیہ وجاہدوا فی سبیلہ بمحاربۃ الاعداء الظاہرۃ والباطنۃ لعلکم تفلحون بالوصول الی اللہ والفوز بکرامتہ ان اللہ تعالیٰ جعل الفلاح الحقیقی فی اربعۃ اشیاء احدہا الایمان وہو اصابۃ رشاشۃ النور فی بدء الخلقۃ وبہ یتخلص العبد من حجب ظلمۃ الکفر وثانیہا التقوی وہو منشاء الاخلاق المرضیۃ منبع الاعمال الشرعیۃ وبہ یتخلص العبد من ظلمۃ المعاصی وثالثہا ابتغاء الوسیلۃ وہو فناء الناسوتیۃ فی بقاء اللاہوتیۃ وبہ یتخلص العبد من ظلمۃ اوصاف الوجود ورابعہا الجہاد فی سبیل اللہ وہو اضمحلال الانانیۃ فی اثبات اللاہوتیۃ وبہ یتخلص العبد من ظلمۃ الوجود ویظفر بنور الشہود فالمعنی الحقیقی یا ایہا الذین آمنوا باصابۃ النور اتقوا اللہ بتبدیل الاخلاق الذمیمۃ وابتغوا الیہ الوسیلۃ فی افناء الاوصاف وجاہدوا فی سبیلہ ببذل الوجود لعلکم تفلحون بنیل المقصود من المعبود واعلم ان الآیۃ الکریمۃ صرحت بالامر بابتغاء الوسیلۃ ولابد منہا البتۃ فان الوصول الی اللہ تعالیٰ لا یحصل الا بالوسیلۃ وہی علماء الحقیقۃ ومشائخ الطریقۃ انتہیٰ

بیان مفسر سے یہ مضمون مفسر اور واضح ہو گیا ہے کہ آیت کریمہ نے وسیلہ کی

طلب کے امر کی تصحیح فرما دی جس سے مبرہن ہوا کہ طلب وسیلہ کی
مامور بہ ہے اور وسیلہ کا ہونا ضرور ہے اسواسطے کہ وصول الی اللہ
بغیر وسیلہ کے ممکن نہیں اور وہ وسیلہ جس کی طلب کا امر در حکم صراحۃً
فرمایا ہے اور اس کے بغیر چارہ نہیں ہے وہ اولیاء ہیں اللہ تعالیٰ
کے اور مشائخ طریقت حتیٰ کہ ابو الوہابیہ مولوی اسمٰعیل دہلوی جیسے بڑے
ماہر اپنی کتاب صراط مستقیم مین اس کے قائل ہوئے کہ وسیلہ سے
مراد مرشدِ راہ خدا کا ہے اور اسکی تلاش ضروری ہے اور موجب
فلاح اور اسی آیت کو اپنے مدعا کی دلیل میں پیش کی حیث قال مرشد
بلاریب وسیلۂ راہ خدا یتعالیٰ است قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین امنوا
اتقوا اللہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ وجاھدوا فی سبیلہ لعلکم تفلحون
اے مومنان[1] پرہیز کنید از خدا و طلب کنید بسوئے وے وسیلہ را
و جہاد کنید در راہ وے شاید کہ شمار ستگار شوید درین آیت برائے فلاح
چہار چیز مقرر فرمودہ ایمان و تقویٰ و طلب وسیلہ و جہاد در راہ وے
اہل سلوک ایں آیت را اشارت بسلوک می فہمند و وسیلہ مرشد را می دانند
پس تلاش مرشد بنا بر فلاح حقیقی و فوز تحقیقی پیش از مجاہدہ ضروری است
و سنۃ اللہ برہمیں منوال جاری است لہذا بدون مرشد راہ یابی نادرست
انتہیٰ اقوال سابقاہم نے برہان قاطع بوجوہ متعددہ اسپر قایم کردی کہ آیت

[1] اے مومنان پرہیز کنید از خدا تعالیٰ اتقوا کا ترجمہ پرہیز کنید صحیح نہیں بلکہ صحیح بترسید ہے اسیطرح لعل کا ترجمہ شاید یہاں غلط ہے ۱۲ محمد وزیر عفی عنہ

مسطورہ میں وسیلہ سے مراد اولیاء کرام اور مشائخ عظام ہیں اس کے بعد
بیان صاحب روح البیان اس کا تبیان ہوگیا اور احادیث مرقومہ
مقدمہ ان سب کی جان ہے اور اس تقدیر پر کہ وسیلہ سے مراد آیت
میں اولیاء ہوں مطابقت کا درمیان آیت و احادیث مذکورہ کے پورا
نشان ہے اور ابتغاء وسیلہ کا امر صریح ماموریت سفر زیارت کے لئے
کامل پہچان ہے ان سب سے قطع نظر اگر وسیلہ کے معنی لغوی لئے
جاویں بمعنی مایتوسل و یتقرب بہ موافق مسلک ارباب ظاہر کے جیسا کہ جلالین
و بیضاوی و کشاف وغیرہ میں مذکور ہے الوسیلۃ مایتوسلون بہ الی ثوابہ
والزلفی منہ تو اس تقدیر پر بھی ہم کہیں گے کہ اولیاء اور مشائخ مایتوسل بہ
و یتقرب بہ الی اللہ کے اعلی افراد اور شامل شمول اولی معنی مرادیں ہونگے
بدلیل احادیث مسطورہ کے منجملہ ان کے بہم ترزقون و بہم تمطرون ہے
جسکے معنی شامل ہیں رزق ظاہر و باطن اور مینہ ظاہر اور باران فیض باطن کو
اور جن تفسیروں میں مایتوسل بہ و یتقرب کے معنی کا بیان فعل الطاعات
و ترک المعاصی واقع ہوا ہے وہ محمول ہے مثلاً پر نہ اس سے حصر ہے
نہ مایتوسل کا صرف فعل طاعت اور ترک معصیت پر قصر اور اسپر دلیل
کر یہ فرمانا مفسرین کا بطور مثال کے واقع ہے نہ بطور حصر لفظ والزلفی کا
ہے بعد ثوابہ کے انہیں کے کلام میں پس اس سے حصر و قصر سمجھنا
فہم کا قصور ہے اور انصاف سے دور پھر ہم کہتے ہیں کہ آیت کریمہ میں
جو ترتیب بیان رکھی گئی ہے اس میں عجیب نکات اور لطائف معنی

حقیقی کی بلاغت کے مقتضا سے کہے گئے ہیں نکتۂ اولیٰ ابتغوا الیہ

الوسیلۃ سے پہلے ایمان اور تقوی کا وصف ذکر فرما کر یہ جتایا کہ ہماری

مقبولوں اولیاؤں کی زیارت طلب ایمان اور تقوے کی نشانی ہے

ان کا طالب نہ ہوگا مگر سچا مومن متقی و پرہیزگار ہوگا کیونکہ ان کی طلب حقیقت

میں ہماری طلب ہے کہ وہ ہمارے قرب اور تقرب کا وسیلہ ہیں نکتۂ ثانیہ

اس مضمون کے اشارہ سے سمجھایا کہ جو اولیاء کا طالب نہ ہو ان کی زیارت

و ملاقات انکی طرف سفر کو منع کرے اُسے بدعت یا شرک جانے اُسکے

ایمان میں نقصان ہے وہ متقی نہیں بلکہ فاسق فاجر ہے کہ ہمارے قرب

اور وسیلے سے زاجر ہے ایسوں سے دور بھاگو اُن کا کہنا مت مانو

ہشیار ہو جاؤ خواب غفلت سے جاگو اولیاؤں کی زیارت کرو انکو ہمارے

قرب کا وسیلۂ کامل جانو اس سے مدد مانگو انکی طرف دوڑو کہ تمہارے ایمان کی نشانی تقوی کی علامت

اسی میں اسلام و ایمان سلامت ہے نکتۂ ثالثہ لفظ وسیلہ پر اکتفا نکیا بلکہ اُسکے

ساتھ الیہ کا کلمہ بھی ضم کیا جسکی ضمیر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہے اس سے

یہ بتایا کہ اولیاء ہماری طرف تم کو لانیوالے ہیں تم کو ہم تک پہونچانیوالے

ہیں اسیواسطے ہم نے ان کو تمہارے لئے اپنا وسیلہ خاص بنایا ہے

کہ ان کے واسطہ اور ان کے ذریعہ اور انکی توجہ اور ان کے فیض سے

تم ہماری طرف کھچ آؤ گے اور وہ تمکو ہماری طرف جذب کرینگے انکی قرب جہانتک ممکن ہو ڈھونڈھو انکی

تلاش کرو دور دور ملکوں سے اُن کے طالب شیدائی بنکر اُن کے

آستانہ پر حاضر ہو ان کی طرف جانا ہماری طرف آنا ہے نکتۂ رابعہ لفظ وسیلہ

پر الیہ کو مقدم کر کے اہتمام شان اور علو مکان اولیاء کا اظہار کیا طالبین زیارت
اولیا کو اس سے شوق دلا کر بیقرار کیا منکروں کو خوار بے اعتبار نگون سار
کیا نکتۂ خامسہ جسطرح تقدیم ذکر ایمان وتقوے اور الیہ میں وہ نکات
لطیفہ ودیعت رکھے اسیطرح تاخیر ذکر جہاد اور اس کا امر جاھدو فی سبیلہ
فرما کر یہ اسرار خفیہ امانت کے طور پر پوشیدہ اور محفوظ فرمائے کہ
ابتدا وسیلہ یعنے اولیاء کی طلب میں مجاہدہ نفس کے ساتھ ضرور ہے
ساتھ اوٹھانے مشقت سفر اور تکالیف مہاجرت عزیز وقریب و مفارقت
وطن وغیرہا کے اس کو ایسا سمجھو کہ گویا تم ہماری راہ میں جہاد کر رہے
ہو بلکہ جہاد ظاہر سے بڑھکر کیونکہ نفس آرام وچین اور وطن کا اطمینان
اور گھر بار کا عیش وعشرت اور یاروں کی صحبت دوستوں کے جلسے
اون کے ساتھ مواکلت ومشاربت چاہتا ہے اور تم ہمارے
اولیاء کی زیارت کے شایق ہوکر وطن سے سفر کرتے ہو نفس کو
قتل کرتے ہو یہ جہاد اکبر ہے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان
واجب الاذعان کے موافق کہ رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد الاکبر جلبے
تم نے جب یہ سفر اختیار کیا مجاہد اور غازی حقیقی ہو گئے تم پر یہ
صادق آیا کہ تم نے ہماری راہ میں جہاد کیا تم مجاہد فی سبیل اللہ کا مصداق
قرار پائے مجاہدین حقیقت کے دفتر میں تمہارا نام لکھدیا گیا۔
اللہ والوں کی طلب اور اون کی زیارت کیواسطے جب تم گھر سے
نکلے اللہ والوں میں شامل ہو گئے ہماری محبت میں کامل ہو گئے

کہ محب کا محب محب ہوتا ہے اور محبوب کا محبوب محبوب المرء مع
من احب کے حکم سے تم ان کے ساتھ وہ ہمارے تم ان کے
ہم تمہارے نکتہ سادسہ اولیاء اللہ کی طلب اور انکی زیارت کے
بیان میں حق تعالیٰ نے اتنے ہی پر اکتفا نفرمایا جو ان پانچ نکتوں کے
تحت بیان میں آیا بلکہ اسپر مزید اہتمام اور ان کے طالبین و مشتاقین
زیارت کے لئے عجیب اکرام اور اعظم احترام اور اعلیٰ انعام عطا فرمایا کہ انکو
فلاح دارین اور فوز کونین کا مژدہ سنایا اور خاتمۂ بیان کو اس سے مہر اور
ختم فرمایا کہ لعلکم تفلحون اے تفوزون بخیر الدارین نکتہ سابعہ فلاح
کی جو ان کو خوشخبری اور بشارت دی تو کیسی فلاح جو یقینی حتمی قطعی ہے
جس میں کسی طرح کا ریب و شک اور شبہ و تردد اور اٹک نہیں لعلّ
کے ساتھ اس کو مصدر و مزین فرمایا جو اصل میں ترجی یعنی امیدواری کے
لئے موضوع ہے اور کلام الٰہی میں یقین پر محمول اور تحقق کیواسطے
موضوع ہے اور کیوں نہ ہو اولیاء کے طالب اللہ کے مطلوب
اہل دل کے مقبول ہیں کہ ان کی محبت میں مست و سرشار انکی زیارت
اور مزار کی طرف سفر کرنے کو تیار سامان سفر میں مشغول ہیں اہل اللہ کی
زیارت کا اشتیاق ان کی طرف سفر کرنیکے مشاق سفر کے مشاق کو اٹھانے کی
لئے دوسرونکو شوق دلانیکے لئے محبت کی راہ پر چلانے کیلئے
اللہ اور اللہ والوں کا شیدائی بنانیکے لئے وہ مخلوق ان کے قلوب
ازل سے اسی کام کے لئے مفطور اور مجبول ہیں فطرۃ اللہ الحق

فطر الناس علیہا لا تبدیل لخلق اللہ ذالک الدین القیم

بیت۔ ہر کسے را بہر کاری ساختند   میل اورا در دلش انداختند

منکرین مخذولین کو محرومی کے لئے پیدا کیا اولیا اور انکی زیارت کے انکار پر انہیں شیدا کیا حافظ رحمۃ اللہ علیہ سے

کلید گنجِ سعادت قبول اہل دل است   مبادکس کہ دریں نکتہ شک و ریب کند

دوسری دلیل آیت کریمہ۔ لا جناح علیکم ان تبتغوا فضلا من ربکم تیسری دلیل قولہ تعالیٰ۔ اُخرِجوا من دیارہم واموالہم یبتغون فضلا من اللہ ورضوانا الی قولہ تعالیٰ اولٰئک ہم الصادقون چوتھی دلیل قولہ عزوجل وابتغوا من فضل اللہ ان آیات میں صراحۃً ابتغائے فضل رب کی اجازت ہے اور تیسری آیت میں ابتغائے فضل کے ساتھ صحابہ کی مدح بھی فرمائی ہے اور ابتغائے فضل عام ہے ظاہر وباطن سے اور اہل اللہ کے پاس اور ان کے مزارات پر حاضری توسل اور دعا کے واسطے بالضرور ابتغائے فضل اللہ ہے

فان العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب پانچویں دلیل آیت شریفہ

اولٰئک الذین یدعون یبتغون الی ربہم الوسیلۃ ایہم اقرب ویرجون رحمتہ ویخافون عذابہ اس آیت میں بیان ہے حضرت عیسٰی اور ان کی والدہ شریفہ اور عزیر اور ملائکہ کرام علیہم السلام کے ابتغائے وسیلہ کا اس سے معلوم ہوا کہ طلب وسیلہ مقربین الٰہی کا کام ہے اور اللہ تعالیٰ کو مقبول اور پسندیدہ ہے اور مزارات اولیاء پر جانا

نہیں ہے مگر واسطے توسل اور ابتغائے فضل آلہی کے وہو سنۃ الانبیاء والملائکۃ بنص ھذہ الآیۃ قال ابن عباس رضی اللہ عنہ فی تفسیر ہذہ الآیۃ الذین یدعوہم المشرکون آلہۃ ویعبد ونہم ہم عیسے وامہ وعزیز والملائکۃ یبتغون الی ربہم الوسیلۃ ای یطلبون الی ربہم الوسیلۃ کلما یتقرب بہ الی اللہ ایہم اقرب ای ینظرون ایہم اقرب الی اللہ فیتوسلون بہ کذا فی معالم التنزیل للبغوی **چھٹویں دلیل** قول عز من قائل قل بفضل اللہ وبرحمتہ فبذالک فلیفرحوا وفی قراۃ اخری فلتفرحوا اس آیت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل ورحمت کے ساتھ خوشی کرنا چاہیئے اور جس کسیکو حق تعالیٰ توفیق دے اولیاء سے ملاقات کی اور ان کی زیارت کا شوق عطا کیا اور اُن کے آستانے پر حاضری کا اشتاق ہوا تو یہ عین فضل ورحمت ہے اللہ تعالیٰ کا اُسپر جس پر خوشی کرنیکا امر ہے **ساتویں دلیل آیت کریمہ** والنازعات الی قولہ تعالیٰ فالمدبرات امرا مولانا شاہ عبد العزیز صاحب اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں از سابقات قلوب واصلین مراد است کہ بعد از قطع منازل سلوک باقصے مراتب قرب ووصال برسیدہ اند واز مدبرات امرا قلوب کاملین مکملین کہ بعد وصول برائے دعوت خلق بحق نزول می فرمایند وبصفات آلہیہ متصف شدہ رجوع میکنند یعنی پس قسم می خورم بہ تدبیر کنندگان ما از کارہا کہ جماعات مذکورۃ الصدر ہمہ بہ تدبیر وکنگاش آنہا رجوع می نمایند وحل مشکلات آن کار از ایشان

میسجونید انتہی اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ متصف بصفات الٰہیہ اور مدبر
کارہائے عالم اور مشکل آسان کرنے والے ہیں پس بقصد توسل و زیارت
و حصول مقاصد ان کی بارگاہِ عالم پناہ میں حاضر ہونا موافق فرمان الٰہی
اور فرمودہ حضرت رسالت پناہی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہے جیسا کہ اس کی
تفصیل آئندہ آتی ہے انشاء اللہ تعالیٰ پس ایسے امر کو جو خدا اور رسول
کے فرمانیکے موافق ہو شرک اور اس کی معاونت کو حرام و بیکار نہ کہیگا
مگر وہی شخص جو جاہل محض ہوگا خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے اور معاند اولیاء
الرحمٰن کا اور دوست اولیاء الشیطان کا۔ **آٹھویں دلیل آیت**

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر
لہم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما اس کے متعلق ہم آئندہ
کلام کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ بسند نقل اقوال محققین یہاں صرف اس پر
اکتفا کرتا ہوں کہ **جذب القلوب** میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ
علیہ تحریر فرماتے ہیں و تاج الدین سبکی بیان فضیلت و قربت زیارت
آنحضرت را باصول ادلۂ شرع بیان کردہ **اما کتاب اللہ** قول حق
سبحانہٗ و تعالیٰ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الآیۃ گفتہ است
کہ ایں آیت کریمہ دلالت دارد بر حث و ترغیب حضور درگاہ رسالت
پناہ در سوال مغفرت در آں جناب اجابت مآب و طلب استغفار
از وے صلی اللہ علیہ وسلم و ایں رتبہ عظیمہ است کہ ابدا انقطاع
پذیر نیست از جہت استواء حالت موت و حیات نسبت

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وثبوت استغفار آن حضرت مرامت را بعد از موت نزد عرض ملائکہ اعمال ایشاں را بر وی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چنانچہ در فصل سابق بوضوح پیوست دم جواز کمال رحمت وغایت رافتے کہ آنحضرت باست دارد آنست کہ استغفار او مر بندہ راکہ در جناب او استغفر آید او کد و ابلغ بود از دیگراں وجمیع علمار ازیں آیت مجیدہ استواے حالت موت وحیات فہم نمودہ تا در آداب زیارت حکم کردہ اند کہ ایں را بخوانند واستغفار کنند وحکایت اعرابی کہ بعد از رحلت آنحضرت بزیارت آمد وایں آیت را خواند مشہور است (الی قولہ) و منصوری کہ از متاخرین ائمہ شافعی است قبور اولیا و صالحین را نیز ملحق باں گردانیدہ۔ وثبوت زیارت سیدۃ النسار فاطمۃ الزہرہ مرشہدائے اُحُد را وآمدن او بزیارت سیدالشہدا بعد از ہر چند روز چنانچہ در باب فضل بقیع وقبور آں مذکور شدہ ودر روایت زیارت ام المومنین عائشہ صدیقہ مرقبر عبدالرحمن بن ابی بکر را بمکہ موید ایں قول ومشہور است انتہی وسیاتی المزید انشاء اللہ تعالیٰ فیما بعد۔ **نویں دلیل آیت**

دکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا فلما جاءھم ما عرفوا کفروا بہ فلعنۃ اللہ علی الکافرین تفسیر کبیر میں امام فخر رازی تحریر فرماتے ہیں ان الیہود من قبل مبعث محمد صلی اللہ علیہ وسلم ونزول القرآن کانوا لیستفتحون ای یسألون الفتح والنصرۃ وکانوا یقولون اللھم افتح علینا وانصرنا بالنبی الامی درمنثور علامہ سیوطی میں ہے عن ابن عباس رض کان الیہود

من اہل المدینۃ قبل قدوم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستفتحون اللہ ای یدعو ن

علی الذین کفروا یقولون اللھم انا نستنصرک بحق النبی الامی الا نصرتنا

علیہم فینصرو ن فلما جاءہم ما عرفوا یرید محمدا صلی اللہ علیہ وسلم ولم یشکوا کفروا

اخرجہ ابونعیم فی الدلائل واخرج الحاکم والبیہقی فی الدلائل کانت یہود خیبر

تقاتل غطفان فعاذت بہذا الدعاء اللھم انا نسئلک بحق النبی

الامی الذی وعدتنا ان تخرجہ آخر الزمان الا نصرتنا علیہم

فکانوا اذا التقوا ھزموا غطفان انتھی اس آیت اور ان احادیث

سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک موجب

فتح ونصرت اور سبب ہے حصول مقاصد کا اور اسیطرح آنحضرت کے

جو پر تو کامل ہیں ان کے اسماء مبارک بھی اور ان سے توسل اور

آستانۂ مبارکہ پر حاضر ہوکر عرض معروض موجب ہے حصول مقاصد

دارین اور مطالب کونین کا کما سنبینہٗ انشاء اللہ تعالیٰ اور حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک سے غم غلط ہوتا آدم علیہ السلام کا

اور حضور کے توسل سے قبول توبہ ہونا مشہور ہے اور کتب سیر

(مانند مواہب لدنیہ وسیرت شامی وسیرت حلبی وشفاء وغیرہا) میں مسطور ہے

اور حضور کی تشریف آوری سے قبل یہود ونصاریٰ اور احبار ورہبان

اور ملائکہ اور جنات وانسان بلکہ عرش رحمان کی مشکل کشائی ان کے نام

نامی اور اسم گرامی سے ہمیشہ ہوتی رہی اور قیامت تک ہوتی رہے گی

بلکہ ابدالآباد تک

مثنوی شریف

بود در انجیل نام مصطفیٰ	آن سرِ پیغمبران بحرِ صفا
طائفۂ نصرانیاں بہر ثواب	چوں رسیدندی بداں نام خطاب
بوسہ دادندی براں نامِ شریف	رو نہادندی براں وصفِ لطیف
اندریں فتنہ کہ گفتم آں گروہ	ایمن از فتنہ بدند واز شکوہ
نسلِ ایشاں نیز ہم بسیار شد	نام احمد ناصر آمد یار شد
نام احمد چوں چنیں یاری کند	پس چہ باشد نورِ آں نورِ صمد

دسویں دلیل آیت لولا رجال مومنون ونساء مومنات (الی قولہ تعالیٰ) لعذبنا الذین کفروا منہم عذابا الیما گیارھویں دلیل آیت وما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم ان میں سے بعض آیتوں کے ساتھ استدلال میں بعضے مقدمات کی جو مسلّم اور مجمع علیہا اہل اللہ کے نزدیک ہیں ضرورت پڑے گی جیسے کل مقام

کان لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یجوزان یکون لخواص امتہ کما فی المیزان الکبریٰ للامام العارف الشعرانی اور اسیواسطے حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ میرے نام میں حق تعالیٰ نے اثر اسم اعظم کا بخشا ہے مراد کے حصول کے لئے اور مصیبت میں مشکل کشائی کیواسطے بارھویں دلیل قولہ تعالیٰ وافعلوا الخیر لعلکم تفلحون بزرگوں کی زیارت جملہ خیر سے ہے کہ مستحب ہے۔

اور فعل خیرات مامور بہ ہے **تیرھویں دلیل قولہ تعالیٰ**
فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ درمنثور فی تفسیر القرآن
بالماثور میں مرقوم ہے اخرج ابن المنذر عن محمد بن علی بن الحسین
بن علی قال لما اصاب آدم الخطیئۃ عظم کربہ واشتد ندمہ فجاء جبرئیل فقال
یا آدم ہل اعلمک دعاء اللہم اسئلک بجاہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم عبدک وکرامتہ علیک ان تغفر لی خطیئتی
الحدیث واخرج الدیلمی فی مسند الفردوس عن علی قال سالت
رسول اللہ عن قول اللہ تعالیٰ فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب
علیہ فقال قال اللہم اسئلک بحق محمد سبحانک لا الہ
الا انت واخرج الحاکم فی صحیحہ والبیہقی فی دلائل النبوۃ عن عمر بن
الخطاب ان آدم لما اقترف الخطیئۃ قال یارب اسئلک بحق محمد صلی اللہ
علیہ وسلم لما غفرت لی قال اللہ یا آدم کیف عرفت محمداً ولم اخلقہ
قال لانک یارب لما خلقتنی بیدک ونفخت فی من روحک رفعت
راسی فرائیت علی قوائم العرش مکتوبا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ
فعلمت انک لم تضف الی اسمک الا احب الخلق الیک قال اللہ تعالیٰ
یا آدم اذا سالتنی بحقہ غفرت لک ولولا محمد ما خلقتک **چودھویں دلیل**
قولہ تعالیٰ ولولا دفع اللہ الناس بعضہم ببعض لھدمت
صوامع وبیع الآیۃ **پندرھویں دلیل** ویستجیب الذین آمنوا
وعملوا الصالحات یشفعہم فی اخوانہم ویزیدہم من فضلہ یشفعہم فی اخوان

اخوانہم کما فی معالم التنزیل للبغوی - یہ آیات شریفہ اور اُن کے سوائے
اور بھی بہت سے آیات قرآنیہ سب دال ہیں ہمارے مدعا پر بانضمام مقدمات
ضروریہ جنکی تفصیل میں خوف سآمت اور تطویل ہے پہلی آیت کے متعلق
جو میں نے کلام کیا وہ بمنزلہ مشتے نمونہ از خروارے سمجھنا چاہیئے
اور اسی قیاس پر اور آیات کریمہ کے معانی اور مطالب کی تفصیل
اور نکات ہیں مگر نہ ضروریات مشاغل سے ان کے لکھنے کی فرصت
نہ بخوف ملال ناظرین اظہار کی اجازت الحاصل اولیاء اللہ کا قرب
اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت اور کرامت کا عمدہ سبب ہے۔ بلکہ
بجز عنایت حق تعالیٰ اور اس کے مقبولوں کے اور تیسرا کوئی
سبب نہیں ہے اعمال صالحہ اور تقویٰ سب بواسطہ عنایت و فضل
وکرم و توجہ و التفات اہل اللہ ہے اگرچہ عامل اس سے خبردار نہ ہو۔
انبیاء و اولیاء کی خلقت اور پیدائش اللہ تعالیٰ نے واسطے واسطہ بنانیکے
درمیان اپنے اور خلق کے کی ہے باطن میں اور حقیقت کے لحاظ
سے ان کا توسط اٹھ نہیں سکتا گو کسی پر ظاہر نہ ہو اور قرب جسمانی
اور روحانی اہل اللہ سے فی الحیات و بعد الممات ان کے مزارات
مقدسہ منورہ اور اجساد مخفیہ منتقلہ جو آنکھوں سے چھپے ہیں موجب ہے
یقیناً انکی نظر عنایت خاص ہونیکا زائر پر ان سے قرب ان کی زیارت
انکی توجہ باعث ہوتی ہے حصول توبہ و استقامت فی الدین کی اور
سبب قرب رب العالمین کی انسان تو انسان ہے اُن کے

قرب سے ہر چیز فیضیاب ہوتی ہے مدر، حجر، شجر پر اُن کے قرب سے
وہ آثار مرتب ہوئے ہیں جو عقول متوسط اس کی کنہ وادراک سے عاجز
ہیں عقول عالیہ کو حیرت ہوتی ہے سافلہ کس گنتی میں ہیں۔ ؎

سگ اصحاب کہف روزی چند　　پے نیکاں گرفت مردم شد

مثنوی شریف

استن حنانہ از ہجر رسول　　نعرہا می زد چو ارباب عقول

احدٌ جبلٌ یحبنا ونحبہ کیا نہیں سنا لاکھوں اس کی نظیر کتب سیر واحادیث واحوال مشائخ میں محرر ہیں روح البیان میں تحت آیت خامسہ مرقوم ہے اما الانبیاء و وَرَثتهم الکمل فوسائط بین اللہ تعالیٰ وبین الخلق ولابد من طاعتهم من حیث نبوتهم ووراثتهم ومن التقرب الیهم لتحصیل الزلفی۔
یعنی اہل اللہ کا قرب ڈھونڈھنا اللہ تعالیٰ کے قرب کیلئے ضروری امر ہے ۱۲

وفی المثنوی

از انس فرزند مالک آمدست　　کہ بمہمانِ او شخصے شدست
او حکایت کرد کز بعد طعام　　دید انس دستارخوان را زرد فام
چرکن و آلودہ گفت ای خادمہ　　اندر افگن در تنورش یکدمہ
در تنورے پر ز آتش در فگند　　آں زماں دستارخواں را ہوشمند
جملہ مہماناں دراں حیراں شدند　　انتظارِ دودِ کندوری بدند
بعد یکساعت برآورد از تنور　　پاک و اسپید و ازاں اوساخ دور
قوم گفتند ای صحابیِ عزیز　　چوں نہ سوزید و منقی گشت نیز

گفت زانکہ مصطفیٰ دست ودہان | پس بمالید اندریں دستار خوان
ای دل ترسندہ از نار وعذاب | باچناں دست ودہاں کن اقتراب
چوں جمادی راچنیں تشریف داد | جانِ عاشق راچہا خواہد کشاد
مر کلوخِ کعبہ راچوں قبلہ کرد | خاکِ مرداں باش ای جان نبرد
بے عنایاتِ حق وخاصان حق | گرملک باشد سیاہستش ورق

اضافہ وایضاح افاضہ وانشراح

آیہ کریمہ فتلقیٰ آدم من ربہ کلمات کی تفسیر میں روایات متعددہ مختلف صحابہ سے مروی ہیں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اسئلک بحق محمد ان غفرت لی فاوحی اللہ الیہ ومن محمد فقال تبارک اسمک لما خلقتنی رفعت الی عرشک فاذا فیہ مکتوب لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ فعلمت انہ لیس احد اعظم عندک قدرا ممن جعلت اسمہ مع اسمک الخ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی ایک روایت میں ہے اللھم انی اسئلک بجاہ محمد عبدک وکرامتہ علیک ان تغفرلی خطیئتی دوسری روایت میں ہے اللھم انی اسئلک بحق محمد وآل محمد سبحانک لا الہ الا انت عملت سوء وظلمت نفسی فاغفرلی انک انت الغفور الرحیم اللھم انی اسئلک بحق محمد وآل محمد سبحانک لا الہ الا انت عملت سوء وظلمت نفسی فتب علی انک انت التواب الرحیم حضرت عبداللہ ابن عباس رض کی روایت

میں اسطرح واقع ہے سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الکلمات

التی تلقاہا آدم من ربہ فتاب علیہ قال سال بحق محمدؐ وعلی وفاطمہ والحسن

ان تبت علی فتاب علیہ ان دو روایتوں آخیرین سے یہ ثابت ہے

کہ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے نامِ مبارک کے ساتھ

توسل اور دعا مانگنا جائز اور موجب حصول مقصود ہے اسیطرح جو

حضور کے آل ہیں عموماً یا خصوصاً جس میں تمام سادات کرام اور

اہلبیت عظام اور اولیاء اللہ علیہم السلام داخل ہیں ان کا توسل

اور ان کے نام مبارک کو ذریعہ اور وسیلہ گردانا دین و دنیا کے

مطالب کے حصول کے واسطے جائز بلکہ ابوالانبیاء کی سنت اور

خاتم الانبیاء کی تعلیم بلکہ حق تعالی کی تعلیم اور انبیاء کی ترویج ہے

اور یہ توسل تعلیم الہی سے وہ توسل ہے جو قبل خلقت وجود بشری

محمدیؐ اور آل محمدؐ ہی سے واقع ہوا ہے وابتغوا الیہ الوسیلۃ

میں اسی توسل کا امر ہے تمام امت کو جس سے مراد ذوات ہیں

پس وسیلے سے مراد خاص نیک افعال واعمال صالحہ محض بے دلیل

و برہان ذوات انبیاء و اولیا کو اعمال عامہ پر بدرجہا تفضیل ہے خصوصاً

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل کو ان کی ذوات کو ان کے

اعمال سے کچھ نسبت نہیں نور و ظلمت کا تفاوت آسمان و زمین کا فرق

کاش ذوات و اعمال سے عام کا قول کیا جاتا تو اس میں گنجایش تھی

ابوالوہابیہ ہندو مولوی اسماعیل دہلوی نے منصب امامت میں

لکھا ہے کہ مراد از وسیلہ شخصے است کہ اقرب الی اللہ باشد در منزلت
مگر مخالفین کے پر دادا ابن عبدالوہاب نجدی نے تو کتاب التوحید
میں مطلقاً توسل کی نفی کرکے اپنا ایمان کھویا ہے اور بے دینی و گمراہی
کا بیج بویا ہے اس کا مقولہ مخذولہ ہے ایہا الجاہلین لما تقولون یا اللہ
فای حاجۃ الی محمد والرجوع الیہ اس میں صریح انکار وابتغوا
الیہ الوسیلۃ اور ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک
فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول لوجدوا اللہ
توابا رحیما کا ہے فاستغفروا اللہ کے ساتھ واستغفر
لہم الرسول اور اس پر ترتب لوجدوا اللہ توابا اس منکر کے
نزدیک بیکار ہے معاذ اللہ حالانکہ اس عطف میں اظہار ہے کمال
عظمت شان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بیان حضور کے توسل کا
اور اس امر کا کہ حضور کا توسل موجب ہے قبول توبہ اور رحمت
حق تعالیٰ کا اور حضور کی طرف رجوع کرنا سبب ہے بخشش الٰہی کے
پانیکا موافق محاورہ کلام عرب کے جسکو بدوی اور گاؤں کے رہنے والے
بھی جانتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور اسی واسطے بعد رحلت حضرت ختم نبوت
علیہ افضل الصلوات واکرم التحیات ایک اعرابی نے ضریح اقدس پر آکر
یہی آیت پڑھی اور اس کے مضمون کو عرض کرکے مغفرت مانگی قبر شریف
سے آواز آئی قد غفر لک اور اسی واسطے مفسرین نے اس عطف
کا نکتہ وہی بیان کیا ہے جو ہم نے لکھا چنانچہ تفسیر علامہ ابو مسعود میں ہے

واذا قبل واستغفر لهم الرسول علیٰ طریقۃ التفات تفخیماً

لشان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تعظیما لاستغفارہ وتنبیہا علی ان شفاعۃ

فی خیر القبول انتہی **اقول** اعرابی کے اس واقعہ سے یہ بات معلوم ہوئی

کہ وسیلہ کے مزار پر حاضری ایک ایسا امر ہے کہ خلفائے راشدین کے زمانہ

سے مروج ہے کوئی نئی بات نہیں ہے اور نیز یہ بات معلوم ہوئی

کہ وسیلہ کی زیارت پر حاضر ہو کر عرض معروض کرنیکو قبولیت میں

زیادہ دخل ہے۔ اور حاضر مزار مقدس زیادہ بشارت کا مستحق ہے بنسبت

غائب کے اور اسی واسطے ہم دیکھتے ہیں کہ جو لوگ بزرگوں کے مزارات

پر اخلاص سے حاضر ہوتے ہیں ان پر عنایات وکرامات وانعامات وتوجہات

کریمانہ ان بزرگوں کے لئے ہوتے ہیں جو غیبت میں ہرگز نصیب

نہ تھیں الاما تشذ وندر" اس آیت کریمہ سے بواسطہ جملہ ثم جاؤک

یہ مضمون بصرح ہے کہ وسیلہ کی درگاہ عالم پناہ میں متوسل کی حاضری ضرور ہے

ورنہ فاستغفروا اللہ تفریع وتعقیب اس پر کیوں ہوتی اور یہ حاضری

متوسل طالب مغفرت وفیض کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ مقدس

میں عام ہے کہ حضور کی حیات میں ہو یا بعد وفات کما سیأتی التصریح

بذالک فیما بعد وقصۃ الاعرابی المذکور وقصۃ الضریر فی خلافۃ عثمان رض

وحصول مرامہا بتوسلہ صلی اللہ علیہ وسلم اول دلیل علی ما قلنا

وایضا اجماع المشائخ والاولیاء الامۃ وتواتر الاخبار والآثار بذالک

قواطع البراہین کما ستعرفہ انشاء اللہ تعالیٰ وانا الخیار

والصالحین من المشائخ والاولیاء وحضور مزاراتھم للتوسل بھم
فکذالک لذالک وسیأتی زیادۃ التفصیل لذالک انشاء اللہ تعالیٰ
اور یہ جو میں نے کہی بزرگوں کے مزارات پر حاضری کی حالانکہ قصبہ
اعرابی خاص مزار اقدس حضرت رحمتہ للعالمین علیہ وعلی آلہ افضل صلوات
ارحم الراحمین کی نسبت واقع ہے اس کے وجوہ متعددہ گذر چکے
اولا مقدمہ میں کہ کاملین مکملین حضور اقدس کے پرتو کامل ہیں اور جو کمالات
اصل میں بالذات ہوتے ہیں وہ فرع ہیں بالعرض بہ طریق انعکاس متحقق
ہوتے ہیں ثانیاً کلام عارف شعرانی میں میزان کبریٰ سے۔ ثالثاً
تخلیق ان خواص بزرگوں کے واسطہ ہونیکی ہے واسطے ہے درمیان
مخلوق اور خالق کے اور انتظام عالم اور تدبیر نظام ہفت اقلیم بلکہ جملہ سموات
وارضین ان کو سپرد ہیں، قال الحکیم السنائی ے آسمانہا است
در ولایت جاں بخ کار فرمائے آسمان جہاں۔ واذکر لما قدمنا عن قولہ النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فی المقدمۃ من دعائھم علی الترتیب وعن قول المحدث
المحقق المفسر الدہلوی فی تفسیر قولہ تعالیٰ فالمدبرات امرا اسواسطے کہ
حق تعالیٰ نے اس صورت والنازعات کے شروع میں انہیں بزرگونکی
ارواح مقدسہ مدبرات موصوفہ بصفات عالیہ کی قسم کھائی ہے اور
فرمایا ہے کہ قسم ہے ارواح مفارقہ کی جو نکلتی ہیں ابدان سے بشدت
اور پھیلتی ہیں عالم ملکوت میں اور سیر کرتی ہیں اس میں مانند تیرنے
والیکے دریا میں بسہولت و بے تکلف پھر ترقی کرتی ہیں عالم ملکوت سے

عالم جبروت یعنی عالم صفات الٰہیہ تک اور پہنچ جاتی ہیں خطائر قدس
یعنی مقامات قرب ذات کو پھر اپنے شرف اور قوت سے کہ وہ قوت
ہے اتصاف بہ صفات الٰہیہ کی تدبیر کرتی ہیں عالم کی جسکی طرف اشارہ ہے،
ید اللہ فوق ایدیھم اور ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی
اور فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم اور کنت سمعہ الذی
یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی یبطش بہا ورجلہ
التی یمشی بہا وعقلہ الذی یعقل بہ ولسانہ الذی ینطق بہ اور
بی یبصر وبی یسمع وبی یبطش وبی یمشی وبی ینطق وبی یعلم
وغیرہا سے کہ اسوقت از خود فانی و باقی ہوتے ہیں اور آلہ جارحہ حق تعالےٰ
کے جسکو وجود ظلی اور وجود ربانی اور وجود حقی اور وجود الٰہی کے ساتھہ
تعبیر کرتے ہیں اصطلاح تصوف میں ع خاص کند بندہ مصلحت عام را۔

تفسیر بیضاوی میں ہے او صفات النفوس الفاضلۃ حال المفارقۃ فانہا تنزع
عن الابدان غرقا اے نزعا شدیدا فتنشط الی عالم الملکوت وتسبح
فیہ فتسبق الی خطائر القدس فتصیر لشرفہا وقوتہا من المدبرات اس سے
واضح ہوا کہ ارواح مقدسہ اولیاء اور نفوس زکیہ اصفیا کو حق تعالیٰ نے
یہ شرف بخشا ہے کہ عالم کی تدبیریں ان کو دخل دیا ہے کہ وہ زندگی میں
جسطرح اپنے مریدین ومخلصین کی تربیت اور انتظام ظاہراً و باطناً غائباً
وحاضراً فرماتے ہیں بلکہ غیر مریدین وغیر مخلصین کی بھی بلکہ ہر شئے عالم
کی ان سے فیضیاب ہوتی ہے اسیطرح بعد انتقال کے

مثنوی شریف

اولیار اطفال حق اند اے پسر | غائباں و حاضراں بس باخبر
اولیار راہست قدرت از آلہ | تیر جستہ باز گرداند ز راہ
از حضور اولیار گر بگسلی | تو ہلاکی زانکہ جزوی نہ کلی
گر تو خواہی ہمنشینی با خدا | رو نشیں اندر حضور اولیار
یک زمانہ صحبتے با اولیار | بہتر از صد سالہ طاعت بیریار

امام رازی نے تفسیر کبیر میں اسی آیت کے تحت اس مضمون کو جسے علامہ بیضاوی نے مختصر لکھا ہے کسی قدر وضاحت کیساتھ بیان کیا ہے اور شواہد ونظائر جزئیہ بھی پیش کئے ہیں تاکہ ہر شخص ادنا فہم والا بھی سمجھ لے اور جان لے کہ بزرگان دین اور خواص کاملین عالم کے مدبر ہیں اللہ تعالیٰ کے شرف قدرت سے اور ان کی خدمت میں حاضری اور ان کے آستانہ فیض نشانہ کی ملازمت اور ان کے مزارات کی جاروب کشی موجب ہے سعادت ابدی اور دولت سرمدی کی ع ایں دولت سرمد ہمہ کس را نہ دہند ؎ ثم ان الارواح البشریۃ الخالیۃ عن العلایق الجسمانیۃ المشتاقۃ الی الاتصال بالعالم العلوی لبعد خروجہا من ظلمۃ الاجساد تذہب الی عالم الملائکۃ ومنازل القدس علی اسرع الوجوہ فی روح وریحان فعبر عن ذہابہا علی ہذہ الحالۃ بالسباحۃ ثم لاشک ان مراتب الارواح فی النفرۃ عن الدنیا

وجہتہ الاتصال بالعالم العلوی مختلفۃ فکلما کانت اتم فی ہذہ الاحوال کان
سیرہا الی ہناک اسبق وکلما کانت اضعف کان سیرہا الی
ہناک اثقل ولاشک ان الارواح السابقۃ الی ہذہ الاحوال اشرف
فلاجرم وقع القسم بہا ثم ان ہذہ الارواح الشریفۃ العالیۃ لایبعد ان
یکون فیہا مایکون لقوتہا وشرفہا یظہر منہا آثار فی احوال ہذا العالم
فہی المدبرات امرا الیس ان الانسان قدیری استاذہ فی المنام ویسأله
عن مشکلۃ فیرشدہ الیہا الیس ان الابن قدیری اباہ فی المنام فیہدیہ
الی کنز مدفون الیس ان جالینوس قال کنت مریضا فعجزت عن علاج
نفسی فرأیت فی المنام واحدا ارشدنی الی کیفیۃ العلاج انتہی
بقدر الضرورۃ **سولھویں دلیل** آیت کریمہ اوزعنی[۱] ان اشکر
نعمتک التی انعمت علیّ وعلی والدیّ وان اعمل صالحا ترضاہ وادخلنی
برحمتک فی عبادک الصالحین فی جملتہم وہم الانبیاء ومن تبعہم فی الصلاح

۱؎ قولہ اوزعنی ہمزۃ اوزع للتعدیہ والوزع بمعنی الکف والمنع من التفرق والانتشار
والمعنی اجعلنی ازع شکر نعمتک عندی واکفہ وارتبطہ لاینفک عنی بحیث انکاف عن شکرک
اصلا وفی الحدیث النعمۃ وحشیۃ قیدوہا بالشکر فانہا تنکرت وزت واذا کفرت فرت
ع شکر نعمت نعمت افزوں کند ٭ کفر نعمت ازکفت بیروں کند۔ یقول سلیمان القلب
انعمت علی وعلی والدی الروح بافاضۃ الفیض الربانی وعلی والدتی الجسد باستعماله
فی ارکان الشریعۃ وبہذین الامرین تکمل النعمۃ کذا فی روح البیان ۱۲

مطلقا قال ابن الشیخ الصلاح الکامل ہو ان لا یعصی اللہ تعالے ولا یہم

بمعصیۃ وہو درجۃ عالیۃ یطلبہا کل نبی وولی واصلاح اللہ تعالی الانسان

یکون تارۃ بخلقہ ایاہ صالحا وتارۃ بازالۃ افیہ من الفساد والاول اعز و

اندر ولذلک جارت اوائل الاحوال لاکثر الرجال مکدرۃ مشوبہ

وبالحجب الکثیرۃ مصحوبۃ کذا فی روح البیان یہ آیت سورۂ نمل میں حضرت

سلیمان علیہ السلام کی دعا کی حق تعالی نے حکایت فرمائی ہے اور سورۂ

احقاف حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شان عالی میں ہے۔

حتی اذا بلغ اشدہ وبلغ اربعین سنۃ قال رب اوزعنی

عن[۱] اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی والدی وان اعمل (الہمنی ۱۲ جلالین)

صالحا ترضاہ واصلح لی فی ذریتی انی تبت الیک وانی من

المسلمین اولئک الذین نتقبل عنہم احسن ما عملوا ونتجاوز

عن سیئاتہم فی اصحاب الجنۃ وعد الصدق الذی کانوا

یوعدون۔ ان آیتوں کا سبب نزول اگرچہ خاص ہے مگر قطع نظر

قاعدہ مسلمہ العبرۃ لعموم اللفظ لا لخصوص السبب شکر نعمت کی توفیق کی دعا

اور عمل صالح کی توفیق کی درخواست حق تعالے سے اور یہ عرض کہ مجھکو

اپنی رحمت سے اپنے عباد صالحین میں داخل فرما عام ہے ہر مومن کے

لئے اور تعلیم ہے انبیاء اور صدیق کی زبان مبارک اور ان کی حکایت سے

ہر مسلمان کو اور اسی تعمیم کی طرف اشارہ کیواسطے باوجود صیغہ وضمائر مفردہ کے بلفظ

[۱] اشارہ ہے اوابات کی طرف کہ آیت ثانیہ کی شان نزول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہیں اور انکی دعا کی حکایت ہے

اور اشدہ اور قال وغیرہا کے ترتب جزا کے موقع پر صیغہ جمع کے اور ضمیریں
جمع کی اختیار کی گئیں اولٰئک اور عنھم اور سیئاتھم ادرکا نوا اور یوعدون
میں اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ ہم کو اس امت میں جسکی صفت خیر
امۃ اخرجت للناس ہے اور بہترین انبیاء اور خاتم اصفیاء کی امت
میں پیدا کرنا حق تعالیٰ کی ہم پر ایسی نعمت عظمیٰ ہے کہ تمام نعمتیں دنیا اور آخرت
کی اصل ہے اور سب اسی پر متفرع ہیں اور مجملہ فضل و رحمت آلہیہ کی موصوف
علیہ تام بھی نعمت ہے اور ہر نعمت کا شکر اس کی شان کے مناسب ہوتا ہے
اور جب یہ نعمت اعظم نعمت ہے تو بالضرور اسکا شکر اعظم ہوگا اور معلوم و متقین
ہے کہ ہر نعمت کے وصول میں خواہ ظاہری ہو یا باطنی قلیل ہو یا کثیر عظیم
ہو یا حقیر دنیوی ہو یا اخروی وجودی ہو یا منافع وجود کی سب میں واسطہ
ہمارے آقائے نامدار محبوب مختار سید المرسلین رحمۃ للعالمین صلی اللہ
علیہ وسلم ہیں اور قاعدہ فطرت بنی آدم کا بلکہ جملہ حیوانات کی ذات میں یہ
امر جبلی اور خلقی ہے کہ اپنے محسن کا احسان مانتے ہیں اور اس کی
نعمت کے شکر کو واجب جانتے ہیں اور محسن کے پاس حاضر ہونے کا
دل میں شوق ہوتا ہے اور اس کے قرب میں ذوق ہوتا ہے اور اگر
محسن کے حضور میں حاضر ہونے سے کوئی امر اسکی طرف سے مانع ہوتا
ہے تو اس کے اور محسن کے درمیان میں جو واسطہ اور وسیلہ
و ذریعہ نعمت کے وصول کا ہوتا ہے اس کی طرف ضرور راجع ہوتا ہے
اور اس کی صحبت و قرب اور حضور کو غنیمت جانکر اس پر قانع ہوتا ہے

تاحصول دولت حضور محسن بالذات اورحتی الامکان اس کے موانع کا دافع ہوتا ہے پس منعم حقیقی کے حضور میں حاضر ہونے سے اگرہم قاصر ہیں بوجہ موانع طبیعی ونفسانی وجسمانی ومرض قلبی وروحی کے مثلاً توہمپر لازم اور واجب ہے بمقتضائے امر ربانی اور بحکم فطرت انسانی کہ ہم اپنے واسطے کے قرب اور اس کے آستانہ پرحضور کو مسافت درازودور سے غنیمت سمجھیں اگر قادر ہیں خصوصاً ایسی حالتمیں کہ واسطہ کی طرف سے اس حاضری میں ہمکو گوناگوں بشارتیں پہونچ گئی ہوں اور واسطہ ہمپر الیقدر مہربانی اور کرم فرمائے کہ خود ہم کو اپنے آستانہ پر بلائے اور اس پر ہمارے واسطے فلاح دارین کے سچے وعدے ولائے اور عدم حاضری پر مقتضائے کمال رحمت ورافت وشفقت وعیدین جتائے۔

ما[۱]من عبد یسلم علی عند قبری الا وکل اللہ بہا ملکاً یبلغنی وکفی اجر آخرتہ ودنیاہ وکنت لہ شہیداً وشفیعاً یوم القیمۃ اور[۲] من صلی علیّ فی قبری سمعتہ ومن صلی فی مکان آخر بلغونیہ فیا حبذا سعادۃ من فاز بجواب سلامہ عن الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم اور[۳] من زار قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان فی جوار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور[۴] من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جفانی اور[۵] ما من احد یسلم علیّ الا ارد علیہ السلام اور[۶] من زارنی میتاً فکانما زارنی حیاً اور من

زار قبری وجبت له شفاعتی یوم القیٰمة اور من احد من
امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر اور من حج الی مکة
ثم قصدنی فی مسجدی کتبت له حجتان مبرورتان (ای مقبولتان ۱۲) اور من حج
حجة الاسلام وزار قبری وغزی غزوة وصلی فی بیت المقدس لم
یسئل الله عز وجل فیما افترض علیه اور من زارنی متعمدا
کان فی جواری یوم القیٰمة اور من مات فی احد الحرمین بعثه
الله من الآمنین یوم القیٰمة اور من زارنی الی المدینة کنت
له شفیعا وشهیدا اور من زار قبری کنت له شفیعا وشهیدا اور
من زار قبری حلت له شفاعتی اور من جائنی زائرا لا تحمله
حاجة الا زیارتی کان حقا علی ان اکون له شفیعا یوم القیٰمة
اور من حج فزار قبری بعد وفاتی کان کمن زارنی فی حیاتی اور
من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی - پس جو شخص ایسے واسطہ کریم
عزیز، رؤف، رحیم کی زیارت کا مانع ہوا اور اس کے جواز تک کا رافع
ہوا اور استحباب کا دافع ہوا تو اسکی جفا اور بدنصیبی میں کوئی تردد اور شبہ
نہیں اور حسب الحکم اصل فطرت کے ایسا شخص کتے اور بلی سے بدتر ہے
بلکہ تا نہی میں ان سب سے بڑھکر اولئک کالانعام بل هم اضل اولئک
هم الغافلون رہے اولیائے کرام اور مشائخ عظام سو ان کا ولی نعمت
ہونا سابقاً مذکور ہو چکا اور وہ واسطہ مطلق کے تحت مندرج و داخل ہیں
بالخصوص حسب ان کی تخلیق واسطے امداد خلق کے اور واسطہ ہونیکے لئے

ہے درمیان خالق و مخلوق کے جیسا کہ مقدمہ کی احادیث میں بقول واسطۂ
مطلق یہ مضمون معلوم ہو چکا اس کے علاوہ ان کی زیارت کا پروانہ خود حکم
با لاولی نعمت اعلی کیطرف سے اسطرح سے صادر ہوا کہ الافزور ناہیں موافق
فرمان بادشاہی حضرت رسالت پناہی انکا شکر یہ بھی واجب کہ لمہ یشکر اللہ
من لمہ یشکر الناس اور نیز ان کی درگاہ میں حاضری بقصد زیارت
و دور دراز سے قطعاً دلیل ہے اخلاص و محبت زائر کی اور مزور اہل کرم
سے ہیں تو بالضرور ان کے فیضان واکرام سے بہرہ ور ہوں گے زیارت
کرنے والے کہ حق علی المزور ان یکرم زائرہ اور نیز واسطۂ اکمل
علی الاطلاق اور اسیطرح مشائخ و مرشد علی حسب المراتب والدین حقیقی ہیں
جب صوری والدین جو وجود طینی کے واسطہ ہیں ان کا شکر واجب تو حقیقی
والدین جو منشاء ہیں وجود حقیقی معنوی ازلی سرمدی کے ان کا شکر بطریق
اولی لازم اور ہم یہ نہیں کہتے کہ ادائی شکر کا طریق حاضری اور زیارت
ہی میں منحصر ہے بلکہ مدعا یہ ہے کہ یہ حاضری مظہر شکر نعمت اور ثمر فیض
و برکت ہے جسکو ذرہ بھر عقل سلیم و فہم مستقیم ہے اس پر اصلا یخفی نہیں کہ
فطرت کا حکم یہی ہے اور جو لوگ زائر ہیں بزرگان دین اور مخصوصین رب
العالمین کے ان پر تو آفتاب سے زیادہ یہ بات روشن ہے کہ
اُن کی نسبت آپ بیتی ہے نہ جگ بیتی ان کا باطن ان کے قرب و حضور
سے فیض والمینان کا معمور اور قلب سرور روح پر نور ہے کچھ تعبیر و تقول کی
ضرورت نہیں یہ عبادت تو صرف ان کے لئے ہے جو اس کوچے

اور مزے سے واقف نہیں ہیں حجت و برہان ان کا یقین و ایمان ہے نہ مشاہدہ و عیاں یہانتک تقریر رب اوزعنی ان اشکر نعمتك التی انعمت علی وعلی والدی کے متعلق تھی اور ان اعمل صالحا ترضٰہ کے متعلق تقریر مجمع علیہ ہونے وجوب زیارت حضرت ختم نبوت و رسالت اور مستحب ہونے زیارت عام مشائخ وصالحین سے جو آئندہ آتی ہے واضح ہوگی کہ یہ زیارت و سفر دور دراز سے جملہ اعمال صالحہ میں داخل ہے اور یہ دعائے توفیق عمل صالح اسکو یقیناً شامل ہے اور سطح تقریر متعلق وادخلنی برحمتك فی عبادك الصالحین کے ظاہر ہے اس فرمان سے کہ لایشقی جلیسہم اور المرء مع من احب اس لئے کہ دخول عباد صالحین میں عام ہے حقیقۃً و حکماً اور صورتاً و معنیً سے حقیقۃً و معنی دخول تو ارباب حقیقت اور اصحاب معنی کیواسطے حکماً اور صورتاً دخول غنیمت ہے اور وہ نہیں ہے مگر جسدی حضور سے ان کے جوار میں بمقتضائے اخلاص و محبت قلبی نہ عملی حضور ان کے سیر و آثار میں کہ عامہ مومنین اس سے عاجز و قاصر ہیں ؎ فی الجملہ نسبتی بتو کافی بود مرا * بلبل ہمین قافیہ گل بود بس است ؎ گرچہ خوردیم نسبتیست بزرگ * ذرہ آفتاب تابانیم ۔ **سترھویں دلیل قولہ** غر من قائل حکایۃ عن یوسف علیہ السلام توفنی مسلما والحقنی بالصالحین لحوق صالحین کیساتھ حسب قاعدہ عبرت عموم لفظ عام ہے اور الحاق بالصالحین کی دعا صوری لحوق کو شامل اسی طرح ہے جس طرح ادخلنی عبادك الصالحین میں تقریر گذری۔

اٹھارھویں دلیل سورۂ کہف میں جو قصہ حضرت خضر و موسی علیہما السلام کا مذکور ہے کہ حضرت

موسیٰ سے پیغمبر اولی العزم نے بحکم آلہی تعلیم رشد کیواسطے حضرت
خضر علیہ السلام کو جو عالم ہیں علوم امور تکوینیہ کے وسیلہ اور واسطہ گردانا
کہ ھل اتبعک علی ان تعلمنی مما علمت رشدا اور حضرت خضر علیہ السلام
افسر ہیں ابدالان آلہی کے جو ماتحت ہیں اوتاد و غوث اعظم و قطب عالم
کے امور تکوینیہ کے سرانجام پر مامور ہیں جیسا کہ اپنے محل میں اہل باطن کے
نزدیک متفق علیہ ہے اور جب انبیاء مانند آدم و موسیٰ علیہم السلام سے
توسل قبل وجود ظاہر وسیلہ اور بعد وجود کے متحقق ہوا تو عامہ مومنین کو اتخاذ
وسیلہ سے چارہ ممکن نہیں ہے اور اہل کمال و تکمیل کی جب حیات و ممات
مساوی ہوئی توسل اور انجاح مرام کے باب میں علیٰ ما ستحققہ
انشاء اللہ تعالیٰ تو ان کے مزارات مقدسہ پر بطور توسل و شرف زیارت
جانا اس مبرہن و مدلل ہو گیا اگر اہل اللہ و اہل رشد کے حضور میں
حاضری بحضور جسمانی کو دخل نہ ہوتا تو درخواست اتباع کی تعلیم رشد
کے لئے ضرورت نہ تھی اور جب حاضری کو دخل ہوا ھل اتبعک الخ
کی نص سے تو اس سے واضح ہوا کہ وسیلہ کے حضور میں حاضر ہونا ضرور
ہے اور ان کی زیارت کیواسطے زائر مامور۔

انیسویں دلیل ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات
بل احیاء ولکن لا تشعرون۔

بیسویں دلیل ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا
بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ من

فضله ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم ان لاخوف
علیھم ولاھم یحزنون - یعنی جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہوئے ہیں
ان کو نہ زبان وقول سے مردہ کہنا نہ دل سے خیال وگمان باندھنا کہ وہ مرے
ہوئے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں اور ایسے زندے
کہ اُن کو حق تعالیٰ کی طرف سے زندگانی حقیقی ابدی ملی ہے جو ظاہری
زندگانی سے اکمل درجہ بہتر اور افضل ہے شہدائے ظاہر سے شہدائے
باطن کا مرتبہ بڑھا ہوا ہے کہ شہید ظاہر ظاہر کی تلوار اور زخم سے کافر کا مارا
ہوا ہے جہاد اصغر میں اور شہید باطن تیغ عشق محبت وسیف اللہ سے
قتل ہوا ہے جہاد اکبر میں جب شہدائے ظاہر کی نسبت تقول وحسبان
موت کی نہی صریح وارد ہے تو شہدائے باطن وحقیقی کے حق میں مضمون
نہی بدرجہ اولیٰ جاری وثابت جسطرح قولہ تعالیٰ - لا تقل لھما اف ولا تنھرھما
کی نہی اف ونہر سے ضرب وشتم کا منہی عنہ ہونا بطریق اولیٰ بدلالۃ النص ثابت
ہے کما عرف فی الاصول - اور جب کاملین کیواسطے حیات حقیقی ثابت
ہوئی تو جسطرح زندہ اولیار سے فیض حاصل ہوتا ہے - اسی طرح اُن کے
بعد وفات کے پس جیسا کہ مرشد کامل کے آستانہ پر حاضری اور اس کا
حضور موجب حصول سعادت وفیض وانوار وبرکات ودفع نقمات
ومصیبات ہے ایسا ہی مزارات مقدسہ کاملین پر حاضری سبب ہے
حصول مقاصد دارین اور مطالب کونین کا ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فمالہ
من نور - تفسیر روح البیان میں تحت آیت ولا مرقوم ہے وفی الآیۃ دلالۃ

علی ان الارواح تبقی بعد الموت وراکۃ وعلیہ الجمہور والاشارۃ لاتحسبوا من
قتل من اھل الجہاد الاکبر بسیف جلال اللہ فی سبیل اللہ بالفنا فی اللہ امواتا
وان فنیت اوصاف وجودھم فانھم احیاء بشہود موجدھم ومن کان فناوہ فی اللہ
کان بقاؤہ باللہ فتارۃ یفنیھم بسطوات تجلی صفات الجلال وتارۃ یحییھم بنفحات
الطاف الجمال فانھم یسرحون فی ریاض الجمال ولکن لاتشعرون باحوالھم ولا
تطلعون علیہا قال القشیری لئن فنیت فی اللہ اشباحھم لقد بقیت باللہ ارواحھم
وقال الجنید من کانت حیاتہ بنفسہ یکون مماتہ بذہاب روحہ ومن کانت حیاتہ
بربہ فانہ ینتقل من حیات الطبع الی حیاۃ الاصل وھو الحیاۃ الحقیقۃ ؎

پس زیادتہا درون نقصہاست ۔ مر شہیدان را حیات اندر فناست

اور اسی تفسیر میں آیت ثانیہ کے تحت مسطور ہے قال علیہ السلام
مامن احد یمر بقبر اخیہ المومن کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ
الا عرفہ ورد علیہ واذا کان القتیل بسیف الشریعۃ حیا مرزوقا
فکیف من قتل بسیف الصدق والحقیقۃ ؎

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ۔ ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

قال القاشانی المقتول فی سبیل صنفان مقتول[۱] بالجہاد الاصغر وبذل النفس
طلبا لرضی اللہ کما ھو الظاہر ومقتول[۱] بالجہاد الاکبر وکسر النفس وقتلہا۔

---

[۱] قال عارف ہندی ؎ ہر دے تو ہم مریں نہیں ہم رہی مری بلا ۔ سانچے گرو کا بالکا مرے نہ مارا جائے ۔ از فرہنگ آصفیہ محمد وزیر عفی عنہ ۱۲

بنفرۃ الحب وقمع الہوی کما روی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انہ قال عند رجوعہ من بعض الغزو رجعنا من الجہاد الاصغر

الی الجہاد الاکبر وکلا الصنفین لیسوا باموات بل احیاء عند ربہم بالحیاۃ

الحقیقیۃ مجردین من دنس الطبائع مقربین فی حضرۃ القدس یرزقون فی الجنۃ

المعنویۃ من الارزاق المعنویۃ ای المعارف والحقائق واستشراق النور

او یرزقون فی الجنۃ الصوریۃ کما یرزق الاحیاء او من کلیہما فان للجنان مراتب

بعضہا معنویۃ وبعضہا صوریۃ ولکل منہا درجات علی حسب المعارف والعلوم

والمکاسب والاعمال فالمعنویۃ جنۃ الذات وجنۃ الصفات وتفاضل درجاتہا

بحسب تفاضل المعارف والترقی فی الملکوت والجبروت والصوریۃ جنۃ الافعال

وتفاوت درجاتہا بحسب تفاوت الاعمال والتدرج فی مراتب عالم الملک من

السموات العلی والجنان المحتویۃ علی جمیع المنی انتہی۔

تذکرۃ الموتی والقبور میں جناب قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی

جنکو حضرت قبلہ میرزا مظہر جانجاناں قدسنا اللہ بسرہ الاقدس بوجہ کثرت

توغل فی علم الحدیث کے بیہقی ثانی فرمایا کرتے تھے تحریر فرماتے ہیں حق تعالے

درحق شہداء میفرماید بل احیاء عند ربہم اقول مراد آں باشد کہ حق تعالی

ارواح شانرا قوت اجسادمی دہد ہر جا کہ خواہند سیر کنند وایں حکم مخصوص شہداء

نیست انبیاء وصدیقان از شہداء افضل اند واولیاہم در حکم شہداء اند

کہ جہاد با نفس کردہ اند کہ جہاد اکبر است رجعنا من الجہاد الاصغر الی الجہاد

الاکبر ازاں کنایت است ولہذا اولیاء اللہ گفتہ اند ارواحنا اجسادنا

اسم واعضا یعنی ارواح ما کار اجساد می کنند و گاہے اجساد از غایت لطافت
برنگ ارواح می برآید و رسولخدا را سایہ نبود صلی اللہ علیہ وسلم ارواح
ایشاں در زمین و آسمان و بہشت ہر جا کہ خواہند سیر . و مندو دوستان و معتقدان
را در دنیا و آخرت مددگاری میفرمایند و دشمنان را ہلاک می نمایند و از
ارواح شان بطریق اُوَیسیہ فیض باطنی میرسد و بسبب ہمیں حیات
اجساد آنہا را در قبر خاک نمی خورد بلکہ کفن ہم می ماند ابن ابی الدنیا از مالک
روایت کردہ ارواح مومنین ہر جا کہ خواہند سیر کنند مراد از مومنین کاملین
اند حق تعالیٰ و سبحانہ اجساد ایشانرا قوت ارواح می دہد کہ در قبور نماز
می خوانند و ذکر می کنند و قرآن می خوانند۔ حضرت محمد رضی اللہ عنہ
فرمودہ کہ حق تعالیٰ بعضے اولیاء را جسم موہوب می دہد و ایں حکم در حق شہداء
از حدیث ثابت است کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرموداخ انتہی مختصر
تفسیر فتح العزیز معروف بہ تفسیر عزیزی میں مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب
دہلوی پہلی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں مگوید در حق کسے کہ کشتہ شود در راہ
خدا در جہاد کہ ایشاں مردہ اند روح چنانچہ عامل قوی بود حالاہم ہست و شعور
و ادراکے کہ داشت حالاہم دارد بلکہ صاف تر و روشن تر زیرا کہ تدبیر بدن
دا توجہ بامور سفلانیہ اورا از صفائے ادراک مانع می شد چوں از بدن جدا شد
آن مانع مرتفع گشت پس در حقیقت حیات ایشاں اتم از حیات دنیوی است
ولکن لا تشعرون لیکن شما شعور ندارید کہ ایشاں در ترقی اعمال و در تمتعات
و تلذذات بدنی با شما شریک اند بلکہ از شما زیادہ تر و افزوں تر بایں جہت

کہ آں بدانِ ایشاں از نظر شما غائب اند و در عالمے دیگر ورائے عالم شما
رزق ایشاں و سیر و دور ایشاں مقرر است مانند کسے کہ در ولایت میوہا
میخورد و سیر گلزاری نماید و اہل ہندوستان چوں او را نہ بینند مردہ انگارند انتہی
ملخصاً۔ جب ثابت و محقق ہوا کہ اولیاء و مشائخ رحمہم اللہ تعالےٰ بعد
انتقال کے اس عالم سے حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہیں کہ اس حیات
دنیوی سے بدرجہا افضل و بہتر اور ادراک و معرفت ان کا اس عالم کے
ادراک و شعور سے کہیں بڑھکر اور روشن تر ہے اور اپنے دوستوں
اور معتقدوں کی مدد فرماتے ہیں اور ان کی مرادیں برلاتے ہیں اور ان کے
دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور مخلصوں کو نوازتے ہیں اور ہر طرح کا فیض
ظاہر و باطن ان کے مزار شریف پر حاضر ہونیوالوں کو حاصل ہوتا ہے
اور ان کو وسیلہ بنانے کا حکم ہمکو ابتغوا الیہ الوسیلۃ سے پہونچ چکا
تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ان کے مزارات پر حاضر نہ ہوں اور ان سے عرض
و معروض کرکے اپنے مرادات دینی و دنیوی کو نہ پہونچیں باقی
رہا یہ خیال باطل و فاسد کہ حق تعالیٰ ہماری رگ گردن سے زیادہ
قریب اور مجیب دعا ہے پھر ہم اس سے کیوں نہ عرض کریں اس کے
اس کے بندوں سے کیوں حاجت روائی چاہیں اور شرک نہیں اس کا
جواب یہ ہے کہ اس تمہارے خیال خام سے حق تعالیٰ اور اس کے
رسول پر اعتراض وارد ہوتا ہے جنہوں نے وسیلے کی طلب اور مشائخ
و اولیاء کی مزاروں پر حاضر ہونیکا امر اور حکم فرمایا ہے اور مراد اسے

وحاجات کے حصول میں اُن کو واسطہ گردانا ہے اور ہم کو فرمایا ہے

مثلاً کہ اذا تحیر تم فی الامور فاستعینوا باصحاب القبور ونیز وارد ہے

واطلبوا حوائجکم من حسان الوجوہ وعند حسان الوجوہ اور مثل

اس کے علی ما سیاتی تفصیلہ انشاءاللہ تعالیٰ اور یہ طریقہ توسل کا حضرت

آدم علیہ السلام سے حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وسلم انبیا میں علیہم السلام

اور حضورؐ سے آجتک اولیا میں علیہم الرضوان جاری ومعمول رہا تو کیا اللہ اور

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کی تعلیم واجازت اور امر

فرمایا ہے تمہارے نزدیک اور جملہ متوسلین انبیا، واولیا تمہارے

عقیدہ میں مشرک ہیں معاذ اللہ تو اس عقیدہ باطل سے تم خود کافر اور مشرک

ہوگئے اور تمہاری عورتیں تم سے بائن ہوگئیں افسوس تم اتنا نہ سمجھے

کہ یہ عالم عالم اسباب ہے ابتداء خلقت جنین سے انتہا تک اور ہر امر

معاش میں جو ہزاروں اسباب کے سلسلے حق تعالیٰ نے پیدائش

اور پرورش اور تعیش اور موت کیواسطے معین فرمائے ہیں اُن کی

کیا ضرورت تھی حق تعالیٰ قادر تھا اور ہے کہ بچہ بے نطفہ اور بے ماں باپ کے

پیدا کردیتا اور غذا ودوا بغیر قوائے ارضی وسماوی اور عناصر کے تقلبات

کے پیدا کیا کرتا بلکہ بغیر غذا کے زندہ رکھتا اور بغیر واسطے اسباب کے مارتا

جلاتا ان اسباب کے واسطے اور ذریعہ سے جو امور ظہور میں لایا تمہارا خدا

خیالی خود اس سے مشرک ہوگیا تمہارے خیال فاسد کی بنا پر نعوذ باللہ

من ہذہ الہفوات پس معلوم ہوا کہ وسیلہ اور ذریعہ بنانا موجب شرک نہیں ہے

ہاں اگر ان کو قادر مطلق اور مستقل کوئی جانے تو البتہ شرک ہوگا سو یہ عقیدہ کسی ادنیٰ مسلمان عامی کا بھی نہیں ہے۔

اکیسویں دلیل کلام الٰہی یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین۔ اس آیت میں عام مومنین کو امر ہے تقویٰ اور کینونت مع الصادقین کا اور صادقین کے ساتھ ہونا عام ہے اس سے کہ ان کے عقائد و اعمال میں معیت ہو یا ان کی صحبت و جلسہ میں جسمانی معیت یا ان کی یاد اور اتصال روحی و قلبی سے روحانی و قلبی معیت یا ان کی رحلت کے بعد ان کے مزارات شریفہ پر حاضر ہو کر معیت جسمی و قبری دجی ہو سب پر آثار فیضان صدق کا ترتب محسوس اور مشاہد ہے عند اولی الابصار من امۃ سید الابرار والاخیار علیہ افضل الصلوٰت والسلام ولا برہان لمن خصص بواحد منہا وما انزل اللہ علیہ من سلطان ومن ادعی فعلیہ البیان واما الدلیل عندنا لما قلنا من التعمیم فما مر من التبیان فی آیات القرآن وما سیاتی من احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سید الانس والجان وآثار الصحابۃ والتابعین من اہل الرضوان ومن بعدہم من اہل العلم والایمان وارباب البصیرۃ والایقان قال فی تفسیر روح البیان یا ایہا الذین آمنوا قولاً وتصدیقاً اتقوا اللہ فیما لا یرضاہ وکونوا مع الصادقین فی کل شان من الشئون ای القائلین بالحق العاملین بہ ومع الصادقین فی معنی من الصادقین ای فی الصادقین لان مع للمصاحبۃ وفی للوعاء ومن للتبعیض فاذا کانوا فی جملتہم فہم علی المعانی الثلاثۃ ای کونوا فی جملۃ الصادقین ومصاحبین لہم او بعضہم وفی الآیۃ دلیل علی فضل الصدق

وعلو درجة وحث عليه قال بعض اهل المعرفة من لم يؤد الفرض الدائم لم يقبل منه الفرض الموقت قيل ما الفرض الدائم قال الصدق ثم الصادقون هم المرشدون الی طريق الوصول فاذا كان السالک فی جملة احبابهم ومن زمرة الخدام فی عتبة بابهم فقد بلغ بمحبتهم وتربيتهم وقوة ولايتهم الی مراتب فی السير الی الله وترک ماسواه قال حضرت الشيخ الاكبر قدس سره الاطهر ان لم تجر افعالک علی مراد غيرک لم يصح لک الانتقال عن هواک ولو جاهدت نفسک عمرک فاذا وجدت من يحصل فی نفسک حرمته فاخدمه وكن ميتا بين يديه يصرفک كيف يشاء لاتدبير لک فی نفسک معه تعش سعيدا مبادرا الامتثال ما يامرک به وينهاک عنه فان امرک بالحرفة فاحترق عن امره لاعن هواک وان امرک بالقعود فعدت عن امره لاعن هواک فهو اعرف بمصالحک منک فاسع يا بنی فی طلب شيخ يرشدک ويعصم خواطرک حتی تكمل فانک بالوجود الالٰهی وحينئذ تدبر نفسک بالوجود الكشفی الاعتصامی

وفی المثنوی

چون گرفتی پیر نازک دل مباش | سست و ریزیده چو آب و گل مباش
چون گرفتی پیر ہن تسلیم شو | ہمچو موسیٰ زیر حکم خضر رو
شیخ راکہ پیشوا و رہبر است | گر مریدے امتحان کرد او خر است
ہیچ نکشد نفس را جز ظل پیر | دامن آن نفس کش راسخت گیر

انتہیٰ ان آیات کے سوا اور بھی آیات کثیرہ ہیں جنسے عزارات پر حضور کا

قال الحافظ رضی اللہ عنہ
بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود ز راہ و رسم منزلہا

جواز مستنبط ہوتا ہے جیسے [۱۲] افلم یسیروا فی الارض فتکون لھم قلوب یفقھون بھا [۲۳] اور تعاونوا علی البر والتقوی۔ مگر میں نے بہ نظر اختصار انھیں آیتوں کی تقریر پر اکتفا کیا اور بعض کا پتا بتا یا اور فہمیدہ کو ایک آیت بس ہے اور نافہم کو ہزار سے بھی کچھ نفع نہیں ہے

دگر صد باب حکمت پیش ناداں ۔ بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

واللہ سبحانہ الموفق

الاحادیث والآثار

احادیث وآثار درباب توسل و استغاثہ اور ندا اور حاضری مزار اقدس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ سے استعانت اور ان کی مزارات پر حاضر ہونیکا امر اور ان سے انجاح مرام خواص و عوام کے واسطے بیشمار ہیں اگر ہر باب میں احادیث وآثار مشہورہ پر اکتفا کیا جاوے تو بھی دفتر درکار ہے لہٰذا بقدر ضرورت لکھتا ہوں وما توفیقی الا باللہ و ما ارید الا الاصلاح ما استطعت علیہ توکلت والیہ انیب۔

مقدمہ

اکثر نافہم جاہلوں کا اور بعضے علم کے نام لیوؤں کا یہ خیال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ کسی چیز کے مالک نہیں ہیں جیسے ہم محتاج ہیں اسیطرح وہ بھی ہر امر میں اللہ تعالیٰ کے محتاج ہیں تو ان سے توسل یا ان سے کچھ مانگنا اور ان سے عرض معروض ایسا ہے جیسے محتاج سے سوال اور فقیر سے بھیک مانگنا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

یا ایہا الناس انتم الفقراء الی اللہ و اللہ ھو الغنی الحمید لہذا
اس شبہ کی ازاحت ضرور ہے جاننا چاہیئے کہ بے شبہ باعتبار اصل
کے سب حق تعالیٰ کے محتاج ہیں مگر حق تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے
اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور اولیا کرام کو غنی اور مستغنی
عن الخلق کیا ہے اور خلق اللہ ساری ان کی محتاج ہے اور ان کو وسیلہ
بنانیکی طرف اُن کو احتیاج ہے کما استبقنا فی المقدمۃ الاولی من احادیث
القطب و الابدال اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا غنی اور مغنی ہونا اور دوسروں کو
غنی کرنا نص قطعی قران شریف سے ثابت ہے دسویں پارہ سورہ برات
میں ہے ولو انھم رضوا ما اتاھم اللہ و رسولہ کاش وہ راضی ہوتے
اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اور اللہ کے رسول نیز اسی سورت میں ہے
وما نقموا الا ان اغناھم اللہ و رسولہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غنی
کیا اور اللہ کے رسول نے ان کو غنی کیا اس سے صریح معلوم ہوا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے غنی کیا ہے اور آپ ایسے
غنی ہیں کہ دوسروں کو غنی کرتے ہیں تیسری جگہ اسی سورت میں
سیؤتینا اللہ من فضلہ و رسولہ اللہ اپنے فضل سے ہم کو دیگا اور اللہ کے
رسول دینگے اس سے واضح ہوا کہ صفت ایتا اور اغنا میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے شریک ہیں جسطرح حق تعالیٰ دینے والا ہے
اور غنی کرنیوالا ہے اسیطرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دینے والے
اور غنی کرنے والے ہیں مگر اللہ تعالیٰ میں یہ صفت اور جمیع صفات

ازالہ ... کی معنی ...

بالذات اور بالاستقلال ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ ہیں باعطائے الٰہی ہے نہ بالاستقلال و بالذات صحیح حدیث شریف میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُعطیت مفاتیح الخزائن میں دیا گیا ہوں اللہ تعالیٰ کے خزانوں کی کنجیاں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے خزانہ جود کرم سے جو کچھ کسیکو ملتا ہے اس کی کنجیاں حضور کے قبضہ اور ہاتھ میں ہیں کہ موافق حکم آلہی کے حضور عالم میں ہر ایک کو تقسیم فرماتے اور اسیواسطے حضور کی کنیت ابوالقاسم ہے یعنی ہر چیز کی تقسیم کرنیوالے مدارج النبوت میں شیخ محدث مولانا عبدالحق صاحب حضور کی خصوصیات میں لکھتے ہیں واز انجملہ آنست کہ دادہ شد آنحضرت را صلی اللہ علیہ وسلم مفاتیح خزائن وسپردہ شد بوی مراد از خزائن اجناس عالم است کہ رزق ہمہ در کفِ اقتدار وی سپرد و قوت تربیت ظاہر و باطن ہمہ بوے داد مفاتیح خزائن رزق و قسمتِ آں در دست ایں سید کریم نہادند قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا قاسم واللہ المعطی ہو اللہ انتہی صحیح مسلم اور ابن ماجہ اور معجم کبیر طبرانی میں ربیعہ ابن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ سے کہ خادم تھے حضور کے مروی ہے کہ حضور نے ان سے فرمایا مانگ جو مانگے گا ہم تجھے عطا کریں گے انہوں نے عرض کی کہ حضور کی رفاقت و خدمت جنت میں مانگتا ہوں۔ فرمایا بھلا کچھ اور عرض کیا میری تو مراد یہی ہے فرمایا تو میری اعانت کر اپنی جان پہ سجود کی کثرت سے قال کنت ابیتُ مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاتیتہ بوضوئہ وحاجتہ

فقال لی سل (وفی روایة الطبرانی یاربیعة سلنی فاعطیک) قال فقلت
اسئالک مرافقتک فی الجنة قال اوغیر ذالک قلت ھوا ذاک قال
فاعنی علی نفسک بکثرة السجود۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا بطور اطلاق
فرمانا کہ مانگو کیا مانگتے ہو جو مانگو گے ہم تمہیں دیں گے دلیل ظاہر اور برہان
روشن اور باہر ہے اس امر کی کہ حق تعالے نے آپ کو ہر چیز کا
مالک بنایا ہے آپ ہر قسم کی مدد فرماسکتے ہیں ہر طرح کی حاجت روائی
کرسکتے ہیں دنیا اور آخرت کی سب مرادیں اور جملہ مطالب ومقاصد کا
عطا آپ کے قبضۂ قدرت اور اختیار میں ہے ورنہ بلا تقیید وتخصیص
یہ کیسے فرماتے کہ جو مانگو گے میں تم کو دوں گا تم مجھ سے مانگو جو مراد چاہو
مولانا شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ مسمی بہ
اشعۃ اللمعات میں اس حدیث کے تحت افادہ فرماتے ہیں از اطلاق
سوال کہ فرمود سَل بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم می شود کہ کارہمہ
بدست ہمت وکرامت اوست صلی اللہ علیہ وسلم ہرچہ خواہد باذنِ پروردگار
خود دہد ے فان من جودک الدنیا وضرتہا (یعنی آخرت) ومن علومک علم اللوح والقلم
ایسا ہی ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاۃ شرح مشکوۃ میں
لکھتے ہیں یوخذ من اطلاقہ صلی اللہ علیہ وسلم الامر بالسوال ان اللہ
تعالی مکنہ من اعطاء کل ما اراد من خزائن الحق وذکر ابن سبع فی خصائصہ
وغیرہ ان اللہ تعالی اقطعہ ارض الجنة یعطی منھا ما شاء لمن یشاء یعنی
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سوال کرنیکا امر مطلقاً فرمایا کوئی تقیید و

ع تمکین قدرت دادن

ع اقطاع جاگیر دادن

تخصیص نہ رگائی اس سے مستفاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو یہ قدرت بخشی
ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں سے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں اور امام
ابن سبع وغیرہ علماء نے حضور کے خصائص میں سے یہ بات ذکر کی
ہے کہ جنت کی زمین کو اللہ تعالیٰ نے حضور کی جاگیر کر دی ہے کہ
اس میں سے جو چاہیں اور جسے چاہیں بخشدیں ایسا ہی امام محقق ابن حجر
مکی رحمۃ اللہ علیہ الجواہر المنظم میں تحریر فرماتے ہیں انہ صلی اللہ
علیہ وسلم خلیفۃ الذی جعل خزائن کرمہ وموائد نعمہ
طوع یدیہ وتحت ارادتہ یعطی منہما من یشاء ویمنع من یشاء
ترجمہ بے شبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ
نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور کے دست
قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم ارادہ و اختیار کر دئے ہیں کہ
جسے چاہیں عطا فرماتے ہیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے یہ مضمون یعنی
حضور کی قدرت و اختیار اور سلطنت و مختار ہونے کا اور خزائن الٰہی
پر قبضہ علی الاطلاق ہونے کا تحقیق محققین سے حد تواتر کو پہنچا ہے لہٰذا
مجھے زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں اور اسیطرح اولیاء اور اقطاب و اغواث
و مجدد جو حضور کے خواص ہیں وہ حضور کے تحت میں حضور کی قدرت
و اختیار دینے سے اور حضور کی مرضی کے موافق اعطاء و منع میں مختار
ہیں اس جگہ صرف ایک بزرگ مسلم الثبوت اولین و آخرین
کا قول اس باب میں بس ہے جنکی کرامت اور ولایت متواتر اور متفق علیہ ہے

یعنی حضرت غوث اعظم قطب عالم شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ الرحمانی اپنے قصیدہ مشہورہ لامیہ خمریہ میں فرماتے ہیں ؎

درست العلم حتی صرت قطباً ؛؛ ونلت السعد من مولی الموالی

ولانی علی الاقطاب جمعاً ؛؛ فحکمی نافذ فی کل حال

بلاد اللہ ملکی تحت حکمی[1] ؛؛ ووقتی قبل قلبی قد صفالی

ایک دوسرے اپنے قصیدہ میں حضور فرماتے ہیں ؎ وملکنی جمیع الجنان وما حوت ؛ وعلی ہذا القیاس اور اولیاء کرام اور مشائخ عظام کے کلمات مبارکہ میں ایسا ہی واقع ہے اور موافق واقع کے ہے ومن لم یجعل اللہ نورا فمالہ من نور۔ فائدہ حدیث مذکورہ ربیعہ میں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلمات مبارکہ میں آعنّی وارد ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر اللہ سے استعانت عالم اسباب میں سبب کے طور پر نہ بالذات واستقلال جائز ہرگز نہیں ہے ورنہ حضور خود کیوں فرماتے کہ میری مدد کر اسواسطے کہ اعنی کا نام استعانت ہے یعنی طلب مدد کرنا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا میں وارد ہے۔ اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای الیک اور کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یستفتح بصعالیک المہاجرین یعنی حضور فتح کی طلب کرتے تھے بوسیلہ فقراء مہاجرین پس جب حضور خود توسل اور استعانت

---

[1] اصلی ترجمہ میں ہے ؎ شہرہا ئے حق تعالیٰ ملک من ؛؛ زیر حکم من بحکم ذوالمنن۔

فرمائیں غیر کے ساتھ توہم حضور کے ساتھ توسل اور استعانت کیوں نہ کریں اور
کیوں نہ سنت ہو ہمارے لئے اور نیز حضور نے فرمایا ہے استعینو ا
بالغدوۃ والروحۃ وشئی من الدلجۃ رواہ البخاری وغیرہ من ارباب الصحاح
صبح کی عبادت سے استعانت کرو شام کی عبادت سے استعانت کرو کچھ
رات رہے کی عبادت سے استعانت کرو اور فرمایا ہے استعینو ا
علی الرزق بالصدقۃ جب خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غیر اللہ سے
استعانت فرمائیں اور ہمیں استعانت کا حکم فرمائیں تو یہ شرک کسطرح ہو سکتا ہے
بلکہ خود اللہ تعالیٰ اعانت غیر اور استعانت بغیرہ کیساتھ ہمکو امر فرماتا ہے۔
تعاونوا علی البر والتقوی آپس میں ایک دوسرے کی مدد کرو و استعینوا
بالصبر والصلوۃ جب اعمال وافعال وصفات سے استعانت جائز
اور مامور بہ ہو تو ذوات سے استعانت کیوں شرک اور حرام خصوصاً وہ
ذوات جنکی تخلیق عالم اسباب میں استعانت اور واسطہ ہونے کے لئے
ہوئی ہے اور اسی واسطے فرمایا ابتغوا الیہ الوسیلۃ یہاں ایک
شبہ نادان لوگ اور کرتے ہیں وہ یہ کہ انبیا اولیاء مر کر مٹی میں مل گئے
مثل جماد کے ہو گئے نہ کچھ نہیں نہ کچھ کر سکیں جیسا کہ تقویۃ الایمان
میں مولوی اسمٰعیل لکھ گئے یہ پس ان سے کچھ کسی کو نفع نہیں ان سے توسل
یا ندا یا مرادیں مانگنا ایسا ہے جیسے بتوں کو پکارنا ان سے توسل اور مراد
مانگنا اور یہ شرک اکبر ہے جیسا کہ ابن عبدالوہاب نے اپنی کتاب التوحید
میں لکھ مارا جس کا حاصل یہ ہے کہ عصائی انفع من محمد صلی اللہ علیہ وسلم

لانہا ینتفع بہ فی قتل الحیۃ ونحوہا ومحمدؐ صار ترابا لاینتفع بہ اصلا فالمتوسل بالانبیاء والاولیاء وابوجہل سواء والتوسل بہم شرک اکبر جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ انبیاء اولیاء کی نسبت یہ عقیدہ باطل ہے ان کو حق تعالیٰ کی طرف سے قدرت اور اختیار حاصل ہے وہ بعد انتقال کے حیات حقیقی حسی دنیاوی کے ساتھ زندہ ہیں بلکہ اس حیات دنیوی سے بہتر اور افضل ان کو حیات عطا ہے اور کلمات متنوعہ کفر صریح ہیں اس سے تحقیر ظاہر ہے اللہ تعالیٰ کے مقبول ومعظم انبیاء کی تحقیر سے بالاجماع آدمی کافر ہو جاتا ہے اور اولیاء کی تحقیر موجب فسق اور محرومی اور باعث سوء خاتمہ کی اس جگہ اجمالاً چند قول میں لکھتا ہوں جو حیات انبیا و اولیاء اور ان کے علم وسمع وقدرت وتصرف پر دال ہیں اور یہ امر مجمع علیہ ہے اجماع کی تصریح اور اس مضمون کی تفصیل اقوال محققین میں آئندہ آئے گی

انشاء اللہ تعالیٰ حضرت مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۃ اذا السماء انشقت کی تفسیر میں لکھتے ہیں و بعضے از خواص اولیاء اللہ راکہ آلہ جارحہ تکمیل وارشاد بنی نوع خود گردانیدہ اند دریں حالت ہم تصرف در دنیا دادہ واستغراق آنہا بجہت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گردد و اویسیان تحصیل کمالات باطنی از آنہا می نمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود از آنہا می طلبند ومی یابند وزبان حال آنہا دراں وقت ہم مترنم بایں مقالات است ع من آیم بجاں گر تو آئی بتن - حضرت شیخ اکبر محی الدین بن عربی قدس سرہ الاطہر فتوحات مکیہ میں

فرماتے ہیں ان اللہ اذا قبض الارواح من ہذہ الاجساد الطبیعیۃ حیث کانت ادا العنصریۃ اودعہا صوراً جسدیۃ فی مجموع ہذا القرن النوری فجمیع مایدرکہ الانسان بعد الموت فی البرزخ من الامور انما یدرکہ بعین الصورۃ التی ہو فیہا فی القرن وبنورہا وہو ادراک حقیقی ومن الصور ہنالک ماہی مقیدۃ عن التصرف ومنہا ماہی مطلقۃ کارواح الانبیاء کلہم وارواح الشہداء ومنہا مایکون لہا نظر الی عالم الدنیا فی ہذہ الدار ومنہا مایتجلی للنائم فی حضرۃ الخیال التی ہی فیہ وہو الذی تصدق رؤیاہ ابدا وکل رویا صادقۃ لاتخطی فاذا احطأت الرویا فالرویا ما اخطأت ولکن العابر الذی یعبرہا ہو المخطی حیث لم یعرف بالمراد بتلک الصورۃ ترجمہ واضح ہو حق تعالیٰ جب ارواح کو ان کے اجسام سے قبض کرتا ہے عالم برزخ میں ان کے لئے صور جسدیہ عنایت فرماتا ہے کہ وہ ارواح ان نورانی صورتوں میں رہتی ہیں تو مرنے کے بعد جو آدمی عالم برزخ میں صور کو دیکھتا ہے وہ ادراک حقیقی واقعی ہوتا ہے عالم برزخ میں بعضے صورتیں مقید ہوتی ہیں انہیں کسی طرح تصرف کا اختیار نہیں ہوتا اور بعضے صورتیں اپنے طور پر آزاد ہوتی ہیں انہیں تصرف کا اچھی طرح اختیار حاصل ہوتا ہے تمام انبیاء علیہم السلام کی ارواح طیبہ اور شہداء کی ارواح اسی قسم میں داخل ہیں بعضے ارواح[1] کو عالم دنیا کی طرف

[1] ارواح کاملین مکملین کی ہیں اولیاء اللہ سے جن کا بیان مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب کے کلام مبارک میں مفصل گذر چکا کہ وہ دوستوں کی مدد کرتے اور مطالب وحاجات بر لاتے ہیں و مشکلوں کو آسان کرتے ہیں ۱۲ منہ

توجہ ہوتی ہے بعضے ارواح خواب میں نظر آتی ہیں اس قسم کے خواب
ہمیشہ سچے ہوتے ہیں سچے خواب میں خطا نہیں واقع ہوتی البتہ تعبیر کہنے
والے جب مطلب خواب کا نہیں سمجھتے کچھ کا کچھ کہدیتے ہیں تو یہ
خطا معتبر کیطرف منسوب ہوگی اصل خواب غلط نہیں ہوگا۔ انتہی
ترجمہ اس سے صاف صاف کھلم کھلا معلوم ہوگیا کہ انبیاء اور شہید ول
اور اولیاؤں کی روحیں عالم میں تصرف کرتی ہیں اور ان کو عالم دنیا کی طرف
توجہ ہوتی ہے ارباب حاجات واصحاب مشکلات کی فریادرسی کیواسطے
توجسطرح زندگی میں ان کی طرف رجوع کرنا اور مدد مانگنا اور مصیبت
ومشکل کا حل چاہنا جائز اور مستحب تھا اسیطرح بعد وفات کے جائز اور مستحب
رہیگا بلکہ اسوقت ان کا ادراک اور توجہ بہ نسبت زندگی کے روشن اور زیادہ
ہوتا ہے اور قوت تصرف حالت حیات سے بڑھکر بوجہ مزید تجرد جیسا کہ
فصل آیات میں کلام مبارک حضرت شاہ عبد العزیز صاحب سے آیہ کریمہ
ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات کی تفسیر میں گذرچکا بلکہ یہ
زیادتی ادراک وشعور کی حالت ممات میں بہ نسبت حالت حیات کفار کیلئے
بھی ہوتی ہے اور اسیواسطے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مقتولین
بدر کے قلیب پر جاکر یہ فرمایا ہل وجدتم ما وعد ربکم حقا اور حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ
نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتکلم موتی تو فرمایا ما انتم باسمع
منہم نہ تم سے زیادہ سننے والے ہیں تم ان سے زیادہ سننے والے
نہیں۔ یعنی بعد مرنیکے ارواح کو جب مفارقت ابدان سے واقع

ہوتی ہے روح کا تجرد بڑھ جاتا ہے عام ازیں کہ مومن کی روح ہو یا
کافر کی مجوس و مشرک کی ہو یا عام مسلمان گنہگار کی نفس وسعت نظر اور
مجرد تجرد میں سب برابر ہیں فرق ہے تو کمال اور نقصان کا کہ ناقص قید
و محبوس ہوتا ہے اور کامل چھوٹا ہوا آزاد محض۔ مختار متصرف اور قادر
بقدرت حق علامہ شیخ حسین مکی کی تقریر منکر کی کھال کھینچنے والی
کشط الاھاب سے سنئے قد تقرر فی الکتب المعتبرۃ ان نفوس
الاولیاء بعد مفارقۃ الابدان منزہۃ عن الحیز والمکان ولیستوی عندہا فوق السماء
وما فی قعر البحار وما تحت الثری بل تشرک فی ہذا التجرد جمیع نفوس من نفوس
عامۃ المسلمین والیہود والنصاری والمجوس لولا ان عرض لنفوس الکفار والعصاۃ
والمشرکین نحو من الاحتباس کما یحتبس فی الاجساد قبل واما نفوس الانبیاء والصلحاء
فانہا مسرحۃ مطلقۃ بتمکین اللہ وتقدیرہ علی بعض ما یجری فی الارض
والارض ازید من الاحیاء فانہم ارتحلوا من مضیق عالم الشہادۃ الی سعۃ
عالم الغیب وہوا وسع الف الف مرۃ من ہذا العالم واعجب
من غیر ریب ولا یلزم من ثبوت ہذا العلم لہم استواہم فی العلم برب
العباد وادعاہم لزوم ذلک غایۃ الشقاق ونہایۃ العناد فان حصول
العلم الجزئی کالعلم بالنداء وبعض حوادث الکون الذی ہو بتمکینہ لا یوجب
الاستواء ولو کان حصول ہذا العلم الجزئی للبشر موجبا لاستواءہ فی العلم
مع خالق القوی والقدر استوینا معہ سبحانہ فی العلم والسمع والبصر۔ ترجمہ
کتب معتبرہ سے یہ بات ثابت اور محقق ہو چکی ہے کہ اولیاء اللہ کے

نفوس متبرکہ جب ابدان سے جدا ہوتے ہیں تو حیز و مکان سے وہ منزہ
اور پاک ہوتے ہیں آسمان کا فوق دریا کی تہ زمین کا تحت ان کے نزدیک
سب برابر ہوتے ہیں بلکہ اس تجرد میں نفوس عامہ مسلمین اور یہود و نصاریٰ
اور مجوس وغیرہ سب برابر ہیں فرق اتنا ہے کہ کفار اور عصاۃ کے نفوس
کو ایک قسم کی قید اور حوالات ہوتی ہے جیسے قبل موت کے اجسام
میں مقید تھے اور نفوس انبیاء و صلحا کو کسی قسم کی قید نہیں بلکہ وہ سب
قیدوں سے پاک ہوجاتے ہیں زمین و آسمان میں جو کچھ وقائع گذرتے
ہیں ان کو بعض پر بہ نسبت احیاء کے زیادہ تر اطلاع ہوتی ہے اس لئے
کہ وہ عالم شہادت کی تنگنائی سے نکلکر عالم غیب کے فراخ میدان مین
جا نکلے ہیں عالم غیب کی فراخی اور وسعت لاکھوں کروڑوں درجے اس
عالم سے بڑھی ہوئی ہے اور اس عالم سے لاکھوں کروڑوں درجے
بہتر ہے اگر کسی کو یہ شبہ ہو کہ اس صورت میں اولیاء کا علم اللہ تعالیٰ کے
علم کے ساتھ مساوی ہوگیا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر کسی جزئی کا انکو
علم ہوا تو اس سے مساوات لازم نہیں آتی اور منکرین اولیاء جو اس
لزوم کے قائل ہیں یہ ان کی ہٹ دھرمی دھینگا دھینگی ہے مثلاً اگر
ان کو بعض حوادث یومیہ کا علم ہوا جیسے علم ان کا پکارنے کا تو یہ نہیں
کہہ سکتے کہ ان کا علم ویسا ہی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا۔ نہیں تو یہ لازم
آئے گا کہ سب بشر کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر ہوجاوے آخر بشر میں
فی الجملہ سمع و بصر ہے اقول یہ فرمانا علامہ کا کہ اولیاء کو بعض علم غیب ہے

تبرعاً اور تنزلاً ہے ورنہ امام الاولیاء اور خیر التابعین حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ
کا قول ہے۔ من کان عارفا باللہ لا یخفی علیہ شیئ کما فی تذکرۃ
الاولیاء للشیخ فرید الدین عطار قدس سرہ مولانا شاہ عبد العزیز صاحب
نے علم آدم الاسماء کلہا کی تفسیر میں لکھا ہے کہ جملہ اشیاء کا علم خلافت کے
لوازم سے ہے اور اس صورت میں بھی مساوات لازم نہیں کہ امکان اور وجوب
اور حدوث و قدم اور متغیر و غیر متغیر اور دوام و زوال و ابتداء و بی ابتداء
کا فرق موجود ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب الطاف القدس
میں فرماتے ہیں کہ عارف باللہ کو تمام عالم کا علم حضوری ہوتا ہے یہ علم علم خدائی
ہے کہ عارف کامل کو عطا ہوتا ہے خدا کی طرح اپنے آپ میں سارا عالم
دیکھتا ہے اور سب کا مشاہدہ کرتا ہے سب اس کے حضور میں وہ سب کے
حضور میں اور سب سے جدا اور سب میں موجود باہمہ و بے ہمہ چوں سر رفتہ
رفتہ سخن بحقائق غامضہ افتاد از انحالت نیز رمزے باید گفت چوں آب
از سر گذشت چہ یک نیزہ چہ یک مشت کمال عارف از جہر بجت بالا تر
می رود و نفس کلیہ بجائے جسد عارف می شود ذات بحت بجائے روح
او ہمہ عالم را تبعاً بعلم حضوری در خود بیند انتہی حجۃ اللہ البالغہ میں آپ
لکھتے ہیں کہ انسان کامل بعد مرنے کے فرشتوں سے جا ملتا ہے
فرشتوں کی طرح اسے الہام الٰہی ہوتے ہیں فرشتوں کے کام
اور ان کی سعی انتظام عام کے متعلق انہیں سپرد ہوتی ہے تو کبھی اللہ کی
کلمہ بلند کرنے میں مشغول ہوتا ہے کبھی اللہ کے گروہ کی مدد اور اعانت

کرتا ہے کبھی آدمیوں کو خیر اور نفع پہنچاتا ہے کبھی کھانے کا اسے شوق ہوتا ہے
تو اُسے کھانا ملتا ہے پھر زندگانی دنیوی اور کسے کہتے ہیں فاذامات
انقطعت العلاقات ورجع الی مزاجہ فیلحق بالملائکۃ فصار منہم والہم کالہامہم
وسعی فیما یسعون وربما اشتغل ہولاء باعلاء کلمۃ اللہ ونصر حزب اللہ وربما کان
لہم لمۃ خیر بابن آدم وربما اشتاق بعضہم الی مطعوم ونحوہ فامد فیما اشتہی قضاءً
لشوقہ **اقول** انقطاع تعلق اس عالم سے عبارت ہے اسی تجرد سے جسکا
ذکر ابھی گذرا اور یہی تجرد باعث ہوتا ہے تجسد باجساد مختلفہ اور تشکل باشکال
متعددہ اور تحقق اور وجود باماکنہ شتّے کا ایک وقت میں سب جیسے حضرت
غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو پچاس شخصوں نے ایک وقت میں دعوت
دی آپ نے سب کی دعوتیں قبول فرمائیں اور وقت موعود پر سب
جگہ موجود تھے مصرع ایکہ در ہیچ جاندار ی جا ہا بو العجب ماندہ ام کہ ہر جائی۔
حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ مکتوبات
شریف کی جلد ثانی مکتوب پنجاہ و ہشتم میں تحریر فرماتے ہیں اگر جنیان
را بتقدیر اللہ سبحانہ ایں قدرت بود کہ متشکل باشکال گشتہ اعمال غریبہ
بوقوع آرند ارواح کمل را اگر ایں قدرت عطا فرماید چہ محل تعجب است
وچہ احتیاج ببدن دیگر ازیں قبیل است آنچہ از بعضے اولیا نقل می کنند
کہ در یک آں در اماکنہ متعددہ حاضر می گردند وافعال متباینہ بوقوع می آرند
اینجا نیز لطائف ایشان متجسد باجساد مختلفہ اند و متشکل باشکال متباینہ انتہی
جب یہ مقدمہ ممہد ہو لیا تو اب احادیث خاصہ اور عامہ سنئے اور جو کچھ یہ

احادیث اور آثار و اقوال آئمہ محققین سب لولہی معقود کے بماسہا قطع نظر آیات مسطورہ سے لہذا ان کو ہم دلیل کے عنوان سے معنون کرتے ہیں

تبعاً و ماسبق بائیسویں(۲۲) دلیل صحیح بخاری شریف میں ہے۔ عن انس

بن مالك ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کان اذا قحطوا استسقی

بالعباس بن عبد المطلب فقال اللھم انا کنا نتوسل الیك بنبینا

صلی اللہ علیہ وسلم فتسقینا و انا نتوسل الیك بعم نبینا فاسقنا

قال فیسقون اس حدیث سے نبی اور ولی دونوں کے ساتھ توسل کرنا

صحابہ اور خلفائے راشدین کا ثابت ہے اور نیز یہ ثابت ہے کہ انکا ہمیشہ یہ

دستور تھا کہ توسل کیا کرتے تھے مشکل اور مصیبت کیوقت اور یہ بھی ثابت

ہے کہ وہ اس توسل سے اپنی مرادیں پاتے تھے اور مشکلیں حل ہو جاتی

تھیں اور مصیبتیں ٹل جاتی تھیں اور تعمیم توسل حیات اور بعد الممات سے

اور قبر شریف اور زیارت منیف پر دور دور سے آکر توسل اور استعانت

و استغاثہ کرنا اور مرادیں پانا آئندہ کی حدیثوں سے معلوم ہوگا۔

تیئیسویں(۲۳) دلیل عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریر البصر اتی النبی

صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ لی ان یعافینی ان شئت اخرت

لك وھو خیر وان شئت دعوت فقال ادعہ فامرہ ان یتوضاء

ف ایک اندھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے بینا ہونیکے لئے دعا فرمائیے حضور نے فرمایا اگر منظور ہو دعا دوں اور جو صبر کر تو بہتر ہے کہا نہیں دعا کیجئے آپ نے فرمایا اچھی طرح وضو کرکے یہ دعا پڑھ اس نے ایسا ہی کیا اور بینا ہو گیا۔ ۱۲

بحسن وضوءہ ویصلی رکعتین ویدعو بھذا الدعاء اللھم انی

اسئلک واتوجہ الیک بمحمد نبی الرحمۃ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انی قد

توجھت بک الی ربی فی حاجتی ھذہ تقضی اللھم شفعہ فی قال

ابو اسحاق ھذا حدیث صحیح یہ حدیث اسیطرح بعینہ ابن ماجہ مطبوعہ مطبع

فاروقی دہلی صفحہ ۱۰۰ میں اور مطبوعہ مطبع اصح المطابع

لکھنو صفحہ ۔ سے مذکور میں مسطور ہے اور اسوقت یہ دونوں

نسخے میرے پاس موجود ہیں اور اس حدیث کو روایت کیا ہے ترمذی

نے بھی اسیطرح بعینہ ساتھ لفظ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف ادعہ اور شفعہ

کے لفظ کو فادعہ اور فشفعہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور ویصلی رکعتین نہیں ہے

اور اس کے آخر میں کہا ھذا حدیث حسن صحیح مگر فرقہ نجدیہ مارقہ من الدین نے

جنکی شان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بارہ سو برس بیشتر بطور معجزہ پیشینگوئی

اور اخبار بالغیب یہ فرما گئے یمرقون من الدین کما یمرق السھم من الرمیۃ اسم اعظم

حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بحرف ندا تھا یعنی یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے یہاں کی کتب

مطبوعہ سے نکال ڈالا ہے اور ایسا ہی روایت کیا ہے اسکو حاکم نے

اور تصحیح کی ہے اس کی اور کہا ہے علی شرط البخاری و مسلم واقرہ الذھبی

اور نقل کیا ہے اس حدیث کو بیہقی وغیرہ نے اور تصحیح کی مع زیادت

وقال للاعمی وان کانت لک حاجۃ فمثل ذالک فقام وقد ابصر

یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس اندھے کو کہ جب

تجھکو حاجت اور ضرورت پیش آئے تو ایسا ہی کرنا پس وہ اندھا اسی

عمل کو جب کر چکا یعنی حضور کے وسیلہ اور ذریعہ سے دعا مانگ چکا اور کھڑا ہوا

تو اُسے آنکھیں ہوگئیں تھیں اور بینا ہو گیا تھا علامہ جزری نے

حصن حصین میں جو اس حدیث و دعا کو روایت کیا ہے اس سے

معلوم ہوتا ہے کہ یہ نماز و دعا عام ہے ہر حاجتمند کے واسطے حضور نے

تعلیم فرمائی ہے صرف اس اندھے کیواسطے خاص نہیں ہے اور نیز

یہ مضمون تعمیم اسی حدیث کی دوسری روایت کے اخیر جملہ سے ثابت ہے

حضور کے قول مبارک سے وان کان لک حاجۃ یعمل ذلک

میرے پاس جو حصن حصین مطبوعہ مطبع انوار محمدی محشی بہ تحشیہ مولانا مولوی

عبدالحی صاحب لکھنوی اسوقت موجود ہے اس سے عبارت بعینہا

نقل کرتا ہوں صفحہ ایک سو اکاون سطر ۹ میں ہے ومن کانت لہ ضرورۃ

فلیتوضأ فیحسن وضوءہ ت س ق تمس ویصلی رکعتین س ثم

ترمذی ۱۲ نسائی ۱۲ ابن ماجہ قزوینی ۱۲

یدعو اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ

ای الامی ۱۲ — صلی اللہ علیہ وسلم

یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ھذہ لتقضی لی اللھم

فشفعہ فی ت س ق مس ۲ انتہی حرز ثمین شرح حصن حصین

میں ہے بنبیک محمد ای بوسیلتہ وشفاعتہ یا محمد التفات الیہ

وتصرع لدیہ لیتوجہ روحہ الی اللہ ویعنی السائل عما سواہ

۲ توجہ بک ای بذاتک والبار للاستعانۃ عن ابن حنیف ان اعمی اتی

النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ

لہ یعنی رواہ الترمذی والنسائی وابن ماجۃ والحاکم عن عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۱۲ حرز

(حاشیہ: ای کاملۃ بجمیع آدابہ اور الی احد من نفقۃ ۱۲ حرز — سے ای بانی یکیلا نہ من نفقۃ اور ابعد ۱۲ مرقات)

ادع اللہ ان یعافینی قال ان شئت صبرت فہو خیر لک قال فادعہ قال فامرہ ان یتوضا فیحسن وضوءہ ویدعو بہذا الدعاء اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی حاجتی ہذہ لتقضی لی اللہم فشفعہ فی رواہ الترمذی واللفظ والنسائی وابن ماجۃ والحاکم وزاد الحاکم فدعا بہذا الدعاء فقام فابصر نیز حاشیہ حصن حصین میں ہے اما التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد خلقہ فی مدۃ حیاتہ فمن الاستغاثۃ بہ علیہ الصلوٰۃ والسلام عند القحط وعدم الامطار وکذلک الاستغاثۃ بہ من الجوع ونحو ذلک ومن ذلک استغاثۃ ذوی العاہات بہ وحسبک ما رواہ النسائی والترمذی عن عثمان بن حنیف ان رجلا ضریرا اتاہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ادع اللہ ان یعافینی فامرہ ان یتوضا فیحسن وضوءہ ویدعو بہذا الدعاء اللہم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الی ربی فی قضاء حاجتی لتقضی لی اللہم فشفعہ فی وصححہ البیہقی وزاد فقام وابصر واما التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ فی البرزخ فہو اکثر من ان یحصی انتہی ۔ چوبیسویں دلیل صحابی عثمان بن حنیف راوی حدیث سابق الذکر کا تعلیم کرنا ایک نماز اور دعا کا ایک شخص حاجتمند کو عہد خلافت خلیفہ راشد ثالث حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ میں اور ببرکت اس دعا کے مقصود اور مطلوب کا حاصل ہونا انجاح الحاجہ حاشیہ ابن ماجہ شاہ عبد الغنی صاحب دہلوی میں ہے تحت حدیث مذکور ہذا الحدیث اخرجہ النسائی والترمذی فی الدعوات مع اختلاف یسیر وقال الترمذی حسن صحیح وصححہ البیہقی وزاد

حدیث تعلیم عثمان بن حنیف دعا کی بعد وفات آنحضرت صلعم ۱۲

فقام وقد البصر وفي رواية ففعل الرجل فبرئ والحديث يدل على جواز التوسل والاستشفاع بذاته المكرم في حياته واما بعد مماته فقد روى الطبراني في الكبير عن عثمان بن حنيف المتقدم ان رجلا كان يختلف الى عثمان بن عفان رضي الله عنه في حاجة له فكان لا يلتفت اليه ولا ينظر في حاجته فلقي ابن حنيف فشكى اليه ذالك فقال له ابن حنيف ائت الميضاة فتوضأ ثم ائت المسجد فصلّ ركعتين ثم قل

(ذکره ۱۲۵ — آمد ورفت میکرد) (جائی وضو کردن ۱۲)

اللهم اني اسئلك واتوجه اليك بنبينا محمد صلى الله عليه وسلم

نبي الرحمة يا محمد اني اتوجه بك الى ربك فيقضي حاجتي وتذكر حاجتك فانطلق الرجل فصنع ما قال ثم اتى باب عثمان فجاء البواب حتى اخذ بيده فادخله على عثمان فاجلسه معه على الطنفسة فقال ما حاجتك فذكر حاجته فقضاها له ثم قال ما ذكرت حاجتك حتى كان الساعة وقال ما كانت لك من حاجة فاذكرها ثم ان الرجل خرج من عنده فلقي ابن حنيف فقال له جزاك الله خيرا ما كان ينظر في حاجتي ولا يلتفت الي حتى كلمته فيّ فقال ابن حنيف والله ما كلمته ولكني شهدت رسول الله صلى الله عليه وسلم واتاه ضرير فشكى اليه ذهاب بصره فقال له النبي صلى الله عليه وسلم او تصبر فقال يا رسول الله ليس لي قائد وقد شق علي فقال له النبي صلى الله عليه وسلم ائت الميضاة فتوضأ ثم صل ركعتين ثم ادع بهذه الدعوات قال ابن حنيف فوالله ما تفرقنا وطال بنا الحديث حتى دخل علينا الرجل كان لم يكن به ضر قط ورواه البيهقي من طريقين نحوه واخرج الطبراني في الكبير والمتوسط بسند فيه روح بن صلاح وثقه[1] ابن حبان والحاكم وبقية رجال الصحيح انتهى

[1] یعنی ضعفه بعضهم وجرحه غیر قادح لان ابن حبان وغیره قد وثقوه والتعدیل مقدم علی الجرح فلا اعتداد بجرحه ذالک بین جرحه ۱۲ منه

ترجمہ حدیث ایک شخص حاجتمند اپنے کسی کام کیلئے اکثر حضرت عثمان
بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آتا جاتا وہ کچھ اس کی طرف التفات نکرتے
نہ اسکی حاجت کی پروا ابن حنیف سے اس نے اس امر کا گلہ کیا انہوں نے
مطلب برآنیکی یہ تدبیر بتائی کہ وضو کرکے مسجد میں دو رکعت پڑھ اور اسطرح
دعا مانگ کہ خداوندا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور متوجہ ہوتا ہوں بوسیلہ
تیرے نبی کی جنکا نام مبارک محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور لقب نبی الرحمۃ
اے محمد صلی اللہ علیک وسلم میں تمہارے ذریعہ اور وسیلہ اور استعانت
سے اپنے پروردگار کیطرف متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میرا مطلب آپ پورا کیجئے
اور اس مطلب کا ذکر کرنا۔ اس نے ایسا ہی کیا پھر جو حضرت عثمان رضؓ کے
دروازہ پر گیا حضرت عثمان رضؓ کا چوبدار اس کا ہاتھ پکڑکر حضرت عثمان رضؓ کی پاس
لیگیا آپ بڑی خاطر سے پیش آئے اُسے اپنے ساتھ اپنی مسند پر بٹھلایا
اور اس کا مدعا پوچھا اور جو اس کا کام تھا وہ کر دیا پھر اس سے کہا تو نے
ابتک مجھ سے کیوں نہیں کہا تھا جب تمہارا کوئی کام ہوا کرے مجھے
اطلاع کر دیا کرو۔ جب وہ شخص حضرت عثمان رضؓ کے پاس سے چلا آیا اور ابن
حنیف سے اسکی ملاقات ہوئی تو اس نے کہا خدا تمہیں نیک جزا دے
حضرت عثمان رضؓ سے کہکر تمنے میرا کام کرا دیا وہ تو میری طرف التفات ہی نہیں
کرتے تھے ابن حنیف نے کہا خدا کی قسم میں نے تیری مقدمہ میں حضرت عثمان رضؓ سے
کچھ بات چیت نہیں کی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں
حاضر تھا ایک اندھے نے اپنی بینائی کا حضور سے شکوہ کیا حضور نے

اس سے فرمایا وضو کرکے دو رکعت نماز پڑھ اور اسطرح دعا مانگ قسم خدا کی
ہنوز جلسہ برخاست نہ ہوا تھا ہم لوگ باتیں کر رہے تھے کہ وہ شخص
جلسہ میں واپس آیا اچھا بھلا ہو گویا کبھی اندھا تھا ہی نہیں معجم کبیر طبرانی کی
دوسری روایت میں ۔ اسطرح واقع ہے کان رجل له حاجة عند عثمان
بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ وکان یختلف الیہ وعثمان لا یلتفت الیہ فلقی عثمان
بن حنیف فشکی الیہ ذلک فقال توضأ ثم ائت المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل

اللّٰھم انی اسئلک واتوجہ الیک بنبیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نبی الرحمة یا محمد انی اتوجہ بک الی ربک لیقضی حاجتی اللّٰھم فشفعه
فیَّ ففعل ذلک الرجل کذلک ثم اتی باب عثمان بن عفان فجاء البواب
واخذ بیدہ وادخلہ علی عثمان بن عفان واجلسہ عثمان علی بساطہ وسال منہ الحاجة
وقضی لہ بحاجتہ وقال ما کانت لک حاجة فاذکرھا فسر ذلک الرجل وخرج
من عندہ ولقی عثمان بن حنیف وقال جزاک اللہ خیرا لما کلمت بعثمان
بن عفان فی حاجتی فقال واللہ ما کلمتہ الا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذ جاءہ رجل ضریر واستمد بہ لبصارة بصرہ فقال لہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مثل ما قلت لک ففعلت منہ ان التوسل بہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجب
قضاء الحاجات حاصل ترجمہ ایک شخص کسی معاملہ میں حضرت عثمان غنی رض کے
پاس بیشتر جاتا مگر کچھ توجہ نہ فرماتے اس سے اپنی نامرادی کی کیفیت
عثمان ابن حنیف سے بیان کی ابن حنیف نے کہا تم پہلے وضو کرو
پھر مسجد میں دو رکعت نماز پڑھو اس کے بعد اللّٰھم انی اسئلک الخ

پڑھو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا اب جو حسب معمول حضرت عثمان رضؓ کے
دروازے پر آیا دربان نے آتے ہی ہاتھ میں ہاتھ لے حضرت عثمان رضؓ کے پاس
پہنچا دیا۔ حضرت عثمان رضؓ نے اپنے فرش پر انہیں بٹھایا حاجت پوچھی کام
کر دیا اور فرمایا کہ جب تمہیں کوئی کام پڑے مجھ سے کہا کرو وہ شخص گمگن
ہو گیا وہاں سے جب اٹھا ابن حنیف سے ملا اور یہ کہا کہ خدا تمہارا بھلا
کرے تم نے ہمارے معاملہ میں حضرت عثمان رضؓ سے خوب بات کی
انہوں نے کہا میں نے تو ان سے کچھ نہیں کہا ہاں روبرو کی بات ہے
ایک اندھے نے اپنی بصارت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم سے مدد چاہی تھی حضور نے اسے یہی بتایا تھا جو میں نے تمہیں بتایا
مجھے اس سے اس بات کا یقین تھا کہ حضور کا توسل حضور کے وسیلہ سے
دعا مانگنا ضرور حصول مدعا کا سبب ہے **فوائد مترتبہ حدیثین** پر کثیر ہیں
یہاں چند فائدے ضروری لکھنا بہت ضرور ہے۔

پہلا فائدہ پہلی حدیث کو جب نسائی ابن ماجہ بیہقی حاکم نے روایت
کیا اور صحیح علی شرط الشیخین کہا اور حافظ ذہبی نے اس کا اقرار کیا اور ابن
تیمیہ نے اسے اپنے فتاوی میں بلا تعرض نقل کیا امام حافظ جزری
نے حصن حصین میں لکھا حافظ امام جلال الدین سیوطی نے جامع کبیر و صغیر میں
لکھا مولانا شیخ سید احمد دحلان رح خلاصۃ الکلام میں تحریر فرماتے ہیں اس
حدیث کی نسبت رواہ الترمذی والنسائی والبیہقی والطبرانی باسناد صحیح عن عثمان
بن حنیف وہو صحابی مشہور رضی اللہ عنہ وخرج ہذا الحدیث ایضاً البخاری

حصن یعنی حصین

فی تاریخہ وابن ماجۃ والحاکم فی المستدرک باسنادٍ صحیح وذکر الجلال السیوطی فی الجامع الکبیر والصغیر تو اس حدیث کی صحت میں کچھ کلام نہ رہا اور روایت کیا اس کو امام بخاری نے بھی اپنی تاریخ میں ایسا ہی دوسری حدیث کا حال ہے جیساکہ ہم لکھ چکے معجم طبرانی سے بسند لاباس بہ یعنی سند صحیح کے ساتھ جس کے رجال رجال صحیح کے ہیں صرف ایک شخص اس حدیث کے طرق متعددہ میں سے ایک طریق میں ایسا تھا جسکی نسبت شاید کسیکو کچھ شبہ ہوگا سو اسکی توثیق امام ابن حبان اور حاکم نے فرمادی یعنی روح ابن صلاح کی نسبت۔ غرض حدیثین بے تکلف صحیحین ہیں بالفرض اگر ضعیف بھی ہوتیں تو حدیث ضعیف فضائل اعمال اور مناقب رجال میں بالاتفاق وبالاجماع قابل تمسک اور لائق احتجاج ہے اور یہ بھی اسوقت کہ جب طرق متعددہ سے مروی نہ ہو ورنہ ضعف اس کا منجبر ہوکر درجہ حسن وصحت کو پہنچ جاتی ہے۔

دوسرا فائدہ حدیث مسطور سے یہ معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے توسل اور استغاثہ کا طریقہ خود تعلیم فرمایا اگر غیر اللہ سے توسل اور استعانت ممنوع یا شرک ہوتا تو یہ تعلیم محال تھی اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ توسل اور استغاثہ اور استعانت سنت ہے اور اگر تنزلاً تبرعاً بنا بر اختلاف کے تعریف سنت میں سنیت کا قول بالفرض نکریں تو مستحب ہونے میں کوئی شبہ نہیں ورنہ حد جواز سے تجاوز کا امکان غیر ممکن۔

توسل کی تین صورتیں ہیں

تیسرا فائدہ جائز توسل کی تین صورتیں ہیں پہلی یہ کہ متوسل درحقیقت اسطرح سے کہے کہ یا اللہ میں تجھ سے مراد مانگتا ہوں بحرمت فلاں نبی یا ولی یا بحق فلاں بزرگ یا بطفیل شیخ عبدالقادر جیلانی یا بوجاہت خواجہ بہاءالدین نقشبند مشکل کشا یا ببرکت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی یا بوسیلہ و ذریعہ یا واسطہ سلطان الہند شیخ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے تو میری مراد برلا اور میری حاجت روائی فرما یا اللہ تعالیٰ یہ صورت کثیرا در متعارف ہے اور عام دستور ہے کہ جب کسی کے سامنے اس کے معزز یا ذی وجاہت وخاطر شلاً محبوب کا واسطہ ذکر کیا جاتا ہے تو سائل کے اوپر رحمت اور شفقت کا جوش ہوتا ہے اور مسئول عنہ بوجہ ذکر محبوب اور عزیز اور ذی وجاہت کے سائل کی مراد برلانے میں ہمہ تن متوجہ اور ملتفت ہوکر اس کے مقصود کے پورا کرنے میں کوشش کرتا ہے اور اسمیں شک نہیں کہ انبیاء اولیاء مشائخ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے پیارے بندے ہیں جب ان کے ذکر کے ساتھ ہماری دعا مقارن ہوگی بے شبہ ہمارے واسطے دریائے رحمت الٰہی جوش میں آئیگا اور یہی سر ہے کہ احادیث میں وارد ہے جب کوئی دعا کرتا ہے تو آسمان کا دروازہ نہیں کھلتا زمین وآسمان کے درمیان میں معلق رہتی ہے یعنی مقبول نہیں ہوتی جب تک حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف نہ پڑھی جائے۔ دوسری صورت توسل کی یہ ہے کہ انبیاء اور اولیاء سے سفارش اور دعا کی درخواست کریں اور اسطرح عرض

کریں کہ آپ ہمارے واسطے سفارش کیجیے اللہ تعالیٰ سے اور دعا فرمایئے
کہ اللہ تعالیٰ ہم کو فائز المرام کرے اس کے جواز میں کسیکو کلام نہیں اسواسطے
کہ اخیار اولیاء بے شبہ حق تعالیٰ کی بارگاہ مقدس میں مقبول ہیں اور انکی
سفارش اور دعا غالباً مقبول ہے خصوصاً حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
اور کاملین مکملین کی جو مرتبہ فنا و بقا کے ساتھ مشرف و متصف ہیں۔

مثنوی شریف

آن دعائے شیخ نے چون ہر دعاست ۔۔۔ فانی ست و گفت او گفت خداست
چون خدا از خود سوال و کد کند ۔۔۔ پس دعائے خویش را چون رد کند

مقدمہ میں یہ حدیث ہم لکھ آئے ہیں کہ جب کوئی امر مشکل اور کوئی بلائے
عظیم عالم پر نازل ہوتی ہے تو ابدالانِ الٰہی اور اوتاد وقت دعا کرتے ہیں
اس کے دفع کے واسطے علی حسب المراتب اگر نہیں ٹلتی تو آخر میں قطب
وقت دعا کو ہاتھ اٹھاتے ہیں ہنوز ان کی دعا تمام نہیں ہونے پاتی
کہ درجۂ قبولیت کو پہنچ جاتی ہے ؎

دعایش عرضِ مطلب آرزو کرد ۔۔۔ اجابت تا لب استقبالِ او کرد
قضائے ایزدی محو رضایش ۔۔۔ اجابت دست پروردِ دعایش

قد نریٰ تقلب وجھک فی السمآء فلنولینک قبلۃ ترضھا فول

وجھک شطر المسجد الحرام وحیث ما کنتم فولوا وجوھکم

اسی خصوصیت اور رمز محبوبیت کا بیان ہے ہر شخص بادشاہ کا مقرب
نہیں ہوتا ہر شخص میں تقرب شاہی کی لیاقت اور استعداد پیدا کیگئی ہے

کارخانۂ حکمت اور عالم اسباب میں اجرائے احکامِ قضا اور قدر میں کسی کو دم مارنیکی گنجائش نہیں چھوٹی بادشاہ دنیا کے تقرب میں وزرا اور خدام خاص شاہی اور مقربین دولت ظل الٰہی کے واسطہ کی ضرورت ہے رعایا اور ماتحت کے لوگوں کو وہاں تک رسائی ممکن نہیں پھر سچے بادشاہ احکم الحاکمین کے یہاں ہر شخص کو رسائی کی کیا مجال مخالفین کا وہم وخیال سراسر محال ورنہ وابتغوا الیہ الوسیلۃ کی ضرورت ہی کیا تھی جب نحن اقرب الیہ من حبل الورید اور ھو معکم اینما کنتم فرما دیا مگر حکمت الٰہی کا مقتضا اور اس کے اسرار وہی جانتا ہے ہم کو امتثال امر کام مقربین شاہی کے ساتھ ہر شخص کو متساوی الاقدام ہونیکا اگر وہم ہو تو محض خیال خام اینجا کیکہ چراگوید قابل چراگاہ است ابن تیمیہ سا متعصب شخص جس نے اپنے قاعدہ واسطیہ میں قوت دماغی اپنی کیا کچھ صرف نہیں کی آخر کو واسطہ اور سفارش اور اسباب کے ماننے سے اُسے چارہ نہ ہوا اور یہی لکھتے بنی لکن الشفاعۃ لمن یاذن اللہ فیھا حق والاعراض عن الاسباب بالکلیۃ قدح فی الشرع انتہی۔

تیسری صورت توسل جائز کی۔ یہ ہے کہ خود انبیار اور اولیار سے مراد مانگی جاوے اور ان سے مقصود طلب کیا جاوے انکو مظہر عون قدرتِ الٰہی جانکر اور انکو وسیلا و واسطہ بین الخالق والمخلوق مانکر ان اشیار کی نسبت جن کے اوپر حق تعالیٰ نے

انہیں قدرت اور تصرف عطا فرمایا ہے۔ پس اس عقیدے کے ساتھ
انبیاء اولیاء سے مراد مانگنا ہرگز ممنوع نہیں ہے۔ ورنہ زندگی میں بھی
چاہیئے کہ ان سے استمداد و استعانت ممنوع ہو جائے حالانکہ بالاتفاق
جائز ہے بلکہ ہم کہتے ہیں کہ اس تقدیر پر بی بی سے روٹی و کھانا مانگنا
اور خادم سے ڈھیلا در پانی کا لوٹا مانگنا اور بڑھے کو ٹھیا سے مدد چاہنا
اور اس سے ٹیک لگا کر چلنا حرام ہو جائیگا کیونکہ یہ سب غیر اللہ ہیں اور
غیر اللہ سے استعانت مطلقا تمہارے نزدیک حرام ہے بلکہ حاکم سے
انصاف چاہنا اور طبیب سے نسخہ دوا بھی لکھوانا حرام ہوگا کہ سب غیر ہیں اور جب ان اشیاء سے
استعانت بوجہ اسباب ظاہری ہونیکے جائز ہوئی تو انبیاء اولیاء سے استعانت ممنوع وحرام ہونیکی
وجہ کیا ہے کیا اسباب ہونہیں انبیاء و اولیاء اور اشیاء سے گھٹے ہوئے ہیں؟ معاذ اللہ
تو اس میں صریح ان کی تحقیر موجب کفر۔ اس سے کفر تم پر عائد ہوتا ہے
مصرع۔ وہ الزام ہمکو دیتے تھے قصور ان کا نکل آیا۔
مقدمہ میں ہم ثابت کر آئے ہیں کہ انتظام نظام عالم کا دار و مدار قانون قدرت
کے مقتضا سے عالم اسباب میں اہل اللہ ہیں۔ اور ہم کیا ثابت کر آئے
بلکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان۔ اور منشور ایزدی لکھکر بتا آئے کہ
بادشاہی پروانی کا یہ مضمون ہے اور یہ معنی ہیں۔ آیات کے ضمن میں
تحریر و تقریر گذر چکی کہ ارواح مقدسہ اور نفوس قدسیہ عوالم کے مدبرات

امر اہیں۔ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ اور حضرت
شیخ المشائخ شاہ نقشبند مشکل کشا کی وصیت کہ میرے جنازے کیساتھ ساتھ

یہ شعر پڑھتے جانا ؎ مفلسانیم آمدہ در کوے تو ٭ شیئاً للہ از جمال روی تو

اور حضرت قطب الدین بختیار کاکی رح کا یہ فرمانا ؎

یا محمد بمن بے سروساماں مددے ٭ قبلۂ دیں مددے کعبۂ ایماں مددے
ما گدائیم تو سلطان دو عالم ہستی ٭ شاہ شاہاں مددے شاہ گدایاں مددی

اور مثل اس کے جو بزرگان دین سے کلمات منقول ہیں یا معتقدین و مخلصین نے اپنی تصانیف میں اس قسم کے مضامین نثر و نظم لکھے ہیں۔ وہ سب اسی تیسری قسم میں داخل ہیں علماے ظاہر اور فقہاے ظاہر نے بھی اس کو جائز لکھا ہے چنانچہ رد المحتار شامی میں یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کی نسبت مرقوم ہے الظاہر انہ لاباس بہ فتاوی خیریہ میں ہے اما قولہم یا شیخ عبد القادر فہو نداء واذا اضیف الیہ شیئاً للہ فہو طلب لشئی اکراماً للہ فما الموجب بحرمتہ انتہی کشط الاہاب میں مولانا شیخ حسین مکی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں واذا ثبت ان الانبیاء والاولیاء بعد الارتحال من ہذا الدار السمع والبصر من الاحیاء فان ناداہم بعض الملہوفین وطلب منہم التوسل والدعاء عند اللہ لکشف ہمومہ وانشاہ وتقال مثلا یا عبد القادر شیئاً للہ فلا نری بہ باساً وشناعۃ ویکون طلبا للتوسل والشفاعۃ ولا یطلب منہم الا ما یملکونہ وہو التوسل عند اللہ فی قضاء الاوطار وہذا التوسل جائز کما ثبت بالاخبار والآثار انتہی مولانا شاہ عبد العزیز صاحب تفسیر عزیزی سورۂ بقر قصہ حضرت آدم علیہ السلام میں تحریر فرماتے ہیں طبرانی در معجم صغیر و حاکم و ابو نعیم و بیہقی از حضرت امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ روایت

یا شیخ عبد القادر جیلانی کا جواز علماے ظاہر و باطن سے بیشک

آورده اند که آنحضرت علیه السلام فرمودند که چون حضرت آدم علیه السلام
ارتکاب گناه کردند و معاتب شدند در قبول توبه خود حیران بودند ایشان را
یاد آمد که مرا هرگاه حقتعالی پیدا کرده بود و روح خاص در من دمیده و من
در آنوقت سرِ خود را بسوئے عرش برداشتم دیدم که در آنجا نوشته اند
لا اله الا الله محمد رسول الله از اینجا معلوم کردم که قدر هیچکس نزد
خدایتعالی برابر این شخص نیست که نام او را با نام خود برابر کرده است تدبیر این
است که بحق همین شخص سوالِ مغفرت نمایم پس در دعاے خود گفتند اسئلک
بحق محمد الا غفرت لی حق تعالی ایشان را آمرزش کرد و وحی فرستاد
که محمد را از کجا و نسبی ایشان تمام ماجرا را عرض کردند فرمان رسید که محمد آخر پیغمبران است
از ذریت تو اگر او نمی بود ترا پیدا نمی کردم درینجا باید دانست که بر مذهب اهل
سنت و جماعت افعال عباد مخلوقِ خدا اند پس عباد را بسبب آن افعال
حقی ثابت نیست حقیقةً بلکه وعداً و جعلاً چنانچه درحدیث صحیح آمده است
که من آمن بالله و رسوله و اقام الصلوٰة و صام رمضان کان
حقا علی الله ان یدخله الجنة هاجر فی سبیل الله او جلس فی ارضه التی
ولد فیها و نیز در حدیث صحیح از معاذ بن جبل آمده هل تدری ما حق العباد
علی الله الخ پس انچه در روایت توبه حضرت آدم علیه السلام آمده است
محمول بر همان حق جعلی و تفضلی است این است انچه درین مقام موافق
قرار داد علماے ظاهر است و اهل تحقیق چنین گفته اند که هر ایک از
اکمل بنی آدم را باعتبار صورت کمال اسمی است از اسماے الهی

کہ بیت او می فرماید - پس سوال بحق کاملے از کاملان اشارہ بآں اسم است اگر شخصے در وقت استعمال ایں ملاحظہ ایں معنی نماید قطعاً ملام ومعاتب نیست انتہی ملخصاً نیز شاہ صاحب اسی تفسیر میں تحت آیت خلافت آدم علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں آدمی خلیفہ جامع ہر دو اسرار و واقف از اسرار خدائی و اسرار عالم است نیز تفسیر سورۂ فاتحہ میں افادہ فرماتے ہیں کہ انبیاء کو مظہر عون جانکر بلحاظ کارخانہ اسباب وحکمت الٰہی کے ان سے استعانت عین عرفان ہے - دریں جا باید فہمید کہ استعانت از غیر بوجہیکہ اعتماد بر آں غیر باشد و اورا مظہر عون الٰہی نداند حرام است و اگر التفات بجانب حق است و اورا یکے از مظاہر عون الٰہی دانستہ ونظر بکارخانۂ اسباب وحکمت او تعالیٰ در آں نمودہ بغیر استعانت ظاہری نماید دور از عرفان نخواہد بود و در شرع نیز جائز درواست و انبیاءؑ و اولیاء ایں نوع استعانت کردہ اند انتہیٰ مولانا شاہ ولی اللہ صاحب نے رسالہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں موافق طریقہ خاندان قادریہ کے یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ کا ختم لکھا ہے مولوی محمد غوث مدراسی نے انہار المفاخر فی مناقب الشیخ عبد القادر میں لکھا کہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ نیز از دعوات عظیمہ و اسرار فخیمہ است و در قضائے حوائج از مجربات وممولات شیوخ سلسلۂ قادریہ است بلکہ در غوثیہ از رسالہ حقیقۃ الحقائق می آرد کہ وے رضی اللہ عنہ فرمودہ است اسمی کاسم الاعظم یعنی نام من مانند نام اعظم الٰہی است در تاثیر و انجاح حوائج انتہیٰ -

مولانا قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی اپنی تفسیر مظہری میں فرماتے
ہیں ان اللہ یعطی لارواحہم قوۃ الاجساد فیذہبون من الارض والسماء والجنۃ
حیث یشاؤن وینصرون اولیائہم ویدمرون علی اعدائہم ولذالک قالت
الصوفیۃ العلیۃ ارواحنا اجسادنا اجسادنا ارواحنا وقد تواتر عن کثیر من الاولیاء
انہم ینصرون اولیاہم ویدمرون اعداہم انتہی بالتلخیص شیخ محدث
دہلوی. رحمۃ اللہ علیہ نے شرح مشکوٰۃ باب زیارت قبور میں حضرت
غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی اور حضرت شیخ معروف کرخی وغیرہما
رضی اللہ عنہم کی نسبت سے لکھتے ہیں کہ تصرف می کنند در قبور خود مانند تصرفہا
ایشاں در حیات خود اور نیز شیخ احمد بن مرزوق رضی اللہ عنہ سے ناقل ہیں
کہ روزے شیخ ابو العباس حضرمی از من پرسید کہ امداد حی اقوی است
یا امداد میت من گفتم قومی می گویند امداد حی قوی تر است ومن میگویم
امداد میت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط حق است
ودر حضرت اوست نیز اسی شرح میں دوسری جگہ صورت
اولی اور ثانیہ توسل کو اسطرح بیان فرماتے ہیں چہ میخواہند باستمداد
کہ ایں فرقہ منکر اند آنرا داعی محتاج فقیر الی اللہ دعا میکند خدا را وطلب میکند
حاجت خود را از جناب عزت وے وتوسل می کند بروحانیت ایں
بندہ مقرب ومکرم در درگاہ عزت وے ومیگوید خداوندا برکت ایں بندہ
تو کہ رحمت کردہ اورا وبلطف وکرمے کہ بوے داری برآوردہ گردان
حاجت مرا کہ تو معطی کریمی یا ندا می کند ایں بندہ مقرب مکرم را کہ اے

ولی وے شفاعت کن مرا و بخواہ از خدا کہ بدہد مطلوب مرا و قضا کند
حاجت مرا پس معطی پروردگار است تعالی و تقدس و نیست ایں بندہ
مگر وسیلہ و اگر ایں معنی کہ در امداد و استمداد ذکر کردیم موجب ترک و توجہ
بماسوائے حق باشد چنانچہ منکر زعم میکند پس باید کہ منع کردہ شود توسل
و طلب دعا از صالحان و دوستانِ خدا در حالت حیات نیز و ایں ممنوع
نیست بلکہ مستحب و مستحسن است باتفاق و شائع است در دین انتہی
مختصر المتقطا و سیاتی مفصلا مطولا مستوفی انشاء اللہ تعالی المدعی
جب یہ تینوں صورتیں توسل کی مع انکے ادلہ جوازکے ذہن نشین ہولیں
تو اب سمجھنا چاہیئے کہ حدیث عثمان بن حنیف رضؓ سے یہ تینوں صورتیں
توسل کی ثابت ہیں اور باعتبار ترکیب اور اختلاف روایات کے
اس حدیث میں تینوں صورتیں مذکور ہیں اسواسطے کہ بنبیک میں اگر
مضاف محذوف مانیں اور ضرور ہے ماننا تو صورت اولی متحقق ہے
اور تقدیر عبارت یہ ہوگی اللھم انی اسئلک و اتوجہ الیک
بوجاھۃ نبیک یا بحق نبیک یا بحرمۃ نبیک یا بشفاعۃ نبیک
یا بطفیل نبیک یا بوسیلۃ نبیک یا باستعانۃ نبیک یا بواسطہ نبیک
یا بامداد نبیک یا باستمداد نبیک یا بوساطۃ نبیک مثلاً اور اتشفع میں
دو روایتیں ہیں بلکہ تین ہیں چار ہے اور تے کے ساتھ اور معروف
یا مجہول بر تقدیر روایت یا اگر معروف کا صیغہ پڑھیں تو ضمیر راجع ہوگی
طرف اللہ تعالے کے اور صورت اولی کا ثبوت ہوگا اور اگر مجہول بر تقدیر

نائب فاعل حاجتی ہوگا۔ اور اس صورت میں بھی صورت اولی مبرہن اور حاصل
معنی یہ ہوں گے کہ یا اللہ میں تجھ سے مراد مانگتا ہوں تیرے محبوب
کو ذریعہ اور وسیلہ ٹھیراکر۔ تو ان کی سفارش میرے باب میں قبول فرماکر
میرا مقصود برلا اور یارسول اللہ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کے یہاں وسیلہ
اور ذریعہ بناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے ذریعہ اور وسیلہ سے میری مراد
برلاوے اور بر تقدیر روایتِ تا اگر صیغہ مجہول پڑھیں تو اللہم فشفعہ
کے قرینہ سے صورت ثانیہ کا تحقق بے تکلف ہے اور اگر معروف کا
صیغہ لیں اور مخاطب حق تعالیٰ کو کہیں بمقارنت اللہم فشفعہ یا بقرینہ اللہم
انی اسئلک تو بھی صورت ثانیہ ثابت ہے اور مطلب یہ ہوگا کہ یا حبیب اللہ
آپ میرے لئے اللہ تعالیٰ سے سفارش کیجئے اور دعا فرمائیے
کہ آپ کی سفارش اور دعا سے اللہ تعالیٰ مجھ کو فائز المرام کرے
کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں اور آپ کی دعا اور سفارش مقبول
ہے اور اگر تا کی روایت پر صیغہ معروف کا لیکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو
مخاطب ٹھیرائیں بقرینۂ یا محمد صلعم تو بے شبہ صورت ثالثہ موجود ہے اور
حاصل مطلب یہ ہوگا کہ میں اصل میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں
اور مراد مانگتا ہوں مگر یا حبیب اللہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
آپ کو اللہ تعالیٰ نے وسیلہ بنایا ہے اور ہم کو استغاثہ وسیلہ کا امر فرمایا ہے
آپ قاسم ہیں اور اللہ تعالیٰ معطی ہے لہذا میں آپ سے مراد مانگتا ہوں
کہ آپ میری مراد برلائیں چونکہ جوامع الکلم کا عطیہ مخصوص بحبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم

لہذا اس تعلیم توسل میں بطور اعجاز وہ بلاغت و فصاحت اور نکات مضمر
ہیں کہ شمول سب صورتوں کو اظہر بلکہ تکرار ثبوت سے قند مکرر اور بھی اس میں
تو تفصیل اور تشقیق سے اور بھی اسرار ہیں چوتھا فائدہ وضو اور نماز کا امر فرمانا
اور بعض روایتوں کے موافق صرف وضو کا امر اس میں کیا بھید ہے
توسل کی عظمت اور اہتمام شان کا ظہور ورنہ صرف دعا کا پڑھنا کافی تھا خصوصاً
حضور کی تعلیم و امر اور وہ بھی بعد رد و کد جسمیں احتمال عدم قبولیت کو گنجائش
کہاں تھی جس کے لئے آداب دعا اور شرائط قبولیت کی رعایت
کی ضرورت ہوتی اس کے علاوہ محدث کو قرآن پڑھنا روا اعمیٰ کو
وضو کی احتیاج ہی کیا پانچواں فائدہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
نے اس ضعیف سے فرمایا تھا ان شئت دعوتُ و ان شئت صبرت
جب اُس نے عرض کیا اُدْعُ تو حضور نے خود اس کے واسطے
دعا نہ کی بلکہ یہ طریقہ دعا کا تعلیم فرمایا اس میں کیا نکتہ تھا۔ نکتہ یہ تھا کہ
لوگ آپ کا مرتبہ پہچانیں آپ کا وسیلہ ہونا جانیں آپکے وسیلہ سے
دعا کی قبولیت اور مراد پانے کو دیکھ لیں اور مانیں اور ساری امت
کیواسطے قیامت تک یہ سلسلہ تعلیم توسل کا قایم ہو جائے کہ جب کوئی
حاجتمند نامراد اپنی مراد اور حاجت براری چاہے تو اس طریقہ سے
حضور کو پکارے حضور سے استغاثہ کرے اور حضور کے وسیلہ
اور توسل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے مراد مانگے یا خود حضور سے مانگے
حضور کو مظہر کامل اکمل عون و قدرت و تصرف الٰہی کا سمجھکر یا حضور کے

نائبین کاملین مکملین کو وسیلہ گردانے اور اُن کے وسیلے اور توسل سے
مراد مانگے اور حق تعالیٰ کی طرف سے پاوے کہ نائب کو بعض امور
میں حکم منیب کا ہوتا ہے خصوصاً جس امر میں نیابت ہے کہ اس میں
فرع قائم مقام اصل کے ہوتی ہے جیسے ما نحن فیہ میں مظہر عون
و قدرت و تصرف حق ہونے میں اولیاء اللہ اہل کمال سب قایم مقام
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں اور جس طرح بوسیلۂ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مرادیں دین و دنیا کی حق تعالیٰ عطا فرماتا ہے اسیطرح ان
اہل کمال کے وسیلے سے بھی خلق فائز المرام ہوتی ہے اور اگر یہ نکتہ
اور اس نکتے کی طرف اشارہ منظور و مدنظر نہ ہوتا تو اس تعلیم کی فی نفسہ کچھ
حاجت نہ تھی خود حضور دعا فرمائے اندھا بینا ہوجاتا۔ چھٹا فائدہ اس
نابینائی بینا کو جو حضور نے یہ فرمایا کہ ان کان لک حاجۃ فمثل ذلک
یعنی جب تجھے کوئی حاجت کوئی کام مشکل اور مصیبت کا پیش آئے تو
ایسا ہی کرنا کہ ہمیں پکارنا ہماری طرف متوجہ ہونا ہمیں وسیلہ سمجھنا اور
بذریعے ہمارے توسل کے حق تعالیٰ سے مراد مانگنا تو حاجت روائی
ہوگی مراد ملیگی مشکل آسان ہوگی مصیبت و بلا ٹل جائیگی۔ اس سے
یہ بات معلوم ہوئی کہ حضور کے ساتھ توسل مخصوص بحضور حضور اور مختص
بزمانۂ حیات نہیں ہے بلکہ عام ہے غیبت اور حضور اور نزدیک
و دور اور زمانۂ حیات سرور اور بعد وفات سرور کے فی جمیع الدہور۔
ساتواں فائدہ لک میں خطاب بظاہر اگرچہ نابینائے بینا کو ہے

مگر دعا کے نزدیک عام ہے ہر مخاطب حاجتمند کو اور اسطرح کا استعمال
یعنی اطلاق خاص اور ارادہ عام آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ اور آثار
صحابہ اور محاورات عرب قدیماً وحدیثاً شائع و ذائع ہے جیسا کہ بشر
الذین آمنوا الخ کی تفسیر میں علامہ بیضاوی نے اسپر تنبیہ کی ہے اور
تمام مفسرین کا مثل ولو تری اذ الظالمون فی غمرات الموت وغیرہا
تعمیم و اطلاق کے جواز پر اتفاق ہے اور اسی واسطے خود راوی
حدیث یعنی حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حاجتمند
کو یہ طریق توسل و دعا تعلیم فرمایا جو حضرت خلیفہ راشد ثالث کے زمانے میں
مضطر تھا چنانچہ اس دعا و توسل کی برکت سے وہ فوراً مقصود پانے والا
اور کامیاب ہوا جیسا کہ دوسری حدیث میں اس کی تصریح و تفصیل موجود ہے
آٹھواں فائدہ اگر اس میں شائبہ تخصیص بشئی من الزمان والمکان والحضور
والحیات والشخص وغیرہا ہوتا تو صحابہ کرام اور تابعین عظام وغیرہم کا عمل درآمد
مستمر اسی تعلیم و عمل پر ہرگز نہ ہوتا حالانکہ زمانہ صحابہ سے آج تک یہ عمل برابر
مشائخ طریقت اور صلحائے امت میں چلا آیا اور مروج ہے اور قیامت
تک جاری رہے گا۔ شیخ سید احمد دحلان خلاصۃ الکلام میں بعد نقل حدیث
مذکور کے تحریر فرماتے ہیں ففی ہذا الحدیث التوسل والنداء و ابن عبد الوہاب
یمنع کلا منہما و یحکم بکفر ذالک ولیس لابن عبد الوہاب ان یقول ہذا انما کان
فی حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لان الدعاء استعملہ ایضاً الصحابۃ والتابعون
بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم لقضاء حوائجہم انتہیٰ۔ اور جس کسی نے تخصیص

وخطاب وغیرہ کے باب میں کچھ آئین بائین شائین لیا وہ خاک
مطلب نہیں سمجھا صاحب مطالب المومنین وملا قنوجی و بھوپالی وغیرہم معاونین
نجدیت انہیں ترکیب گڈمڈ کرنے والوں اور الٹ سٹ مطلب و توجیہ
والوں میں سے ہیں ولولا مخافۃ الاطناب لاتینا ببعض مقالاتہم ورد ما
بما یمیز القشر من اللباب رہا یہ قول کہ اندھے کا انکھیارا ہو جانا بطریق
معجزہ تھا اور مخصوص بزمانہ فیض نشانہ اس سے ہمارے مدعا میں نہ کوئی
قدح وارد ہو سکتی ہے نہ یہ منافی ہے عنوان محدثین کی جسکا بیان آئندہ
ہم کریں گے نہ اس میں کوئی خلاف ہر کسی دلیل شرعی کا نہ مخالف ہے
تعمیم عمل کے اور مقاصد و مطالب کے لئے جیسا کہ صحابہ و تابعین نے

عمل فرمایا ہے بلکہ قول رسول اللہ صلی اللہ ان کان لک حاجۃ فمثل
ذالک اگر کوئی حاجت پیش آئے تو ایسا ہی کرنا اچھا فیصلہ کرنیوالا ہے
درمیان ہمارے اور مخالفین کے اور قول حضرت عثمان بن حنیف
رضی اللہ عنہ کا فعلمت منہ ان التوسل بہ صلی اللہ علیہ وسلم موجب قضاء الحاجات
اچھا فصد کھولنے والا ہے مخالفین کی رگوں کا۔ نوان فائدہ اکثر محدثین
ان دونوں حدیثوں کو باب من لہ الی اللہ حاجۃ او الی احد من خلقہ
میں لکھتے ہیں اور بعض باب صلوٰۃ الحاجۃ کی سرخی کے تحت
رقم فرماتے ہیں پس عنوان باب صاف بول رہا ہے کہ یہ عمل و توسل
و دعا و ندا انجاح حاجات کے لئے قدیم سے معمول ہے اور محدثین کو
تسلیم ہے اگر اس میں کوئی محذور ہوتا یا یہ عمل متروک ہوتا تو محدثین

ضرور اس پر تنبیہ کرتے اور اس عنوان سے ان حدیثوں کو نہ لکھتے بلکہ شارحین
و محشیین سب انہیں مضامین کی جو میں لکھتا آتا ہوں تائید کرتے ہیں اور
کہتے ہیں کہ اس حدیث سے حضور کا توسل اور شفاعت یعنی سفارش
اور اسکی قبولیت اور اس کی وجہ سے مدعا بر آنا اور حضور کو پکارنا سب کا
ثبوت ہے جیسا کہ حرز ثمین سے میں لکھ چکا کہ ملا علی قاری فرماتے ہیں
کہ متوجہ بک میں بائے استعانت ہے نیز یہی صاحب شرح حصن حصین
میں لکھتے ہیں والاظہر ان اللہم ندائیۃ وما بعدہ جملہ دعائیۃ والمعطوف علیہ
بالفاء مقدر والمعنی یا اللہ اجعلہ شفیعاً اولاً (ای جملۃ) فاقبل شفاعتہ ثانیاً لیتم بہ المقصود آخرا
نیز اس میں ہے۔ قولہ محمدٍ بالجر عطف بیان او بدل وکذا قولہ
نبی الرحمۃ ولا یخفی مناسبۃ ہذا الوصف للمقام قولہ یا محمد التفات الیہ
وتضرع لدیہ لیتوجہ روحہ علیہ الصلوۃ والسلام ثم اعلم ان الندا باسمہ
صلی اللہ علیہ وسلم منہی لکن محلہ مالم یرد عنہ اذن شرعی واختلف ہل
مراعاۃ الادب اولی وتغییر العبارۃ او الامتثال بعین ما ورد فان المامور
معذور والاظہر الثانی کما ہو مقرر فی محلہ۔ دسواں فائدہ جب یہ تعلیم
و توسل و دعا عام ٹھہرا حضور و غیبت اور حیات اور وفات اور قریب
و بعید سے ہر شخص حاجتمند کے واسطے اور اس دعا میں کلمہ مبارکہ
یا محمد ہے اور حضور کا نام مبارک لیکر پکارنا ممنوع ہے بدلیل قولہ تعالےٰ
لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً الا ما ورد فیہ
اذن من الشارع کما فی ہذا الدعاء الذی فی حدیث عثمان بن حنیف رض

تو اس سے ثابت اور مبرہن اور محقق و روشن ہوا کہ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قریب و دور سے پکارنا اور ندا کرنا جائز بلکہ سنت اور مستحب ہے اور اسی طرح حضور کے نائبین کو جو لائق توسل و استغاثہ و استعانت ہیں پس اگر کوئی حاجتمند مضطر کسی مصیبت اور مشکل کیوقت یا کوئی محب شائق غلبۂ شوق کیوقت یا بغیر ان دونوں وجہوں کے صرف بہ نیت ذکر محبوب و تلذذ خطاب یا اور کسی غرض صحیح شرعی کے واسطے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اغثنی یا حبیب اللہ انظر الینا یا نبی اللہ اشفع لنا یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ یا مولی مشکلکشا اور مثل اس کے کلمات استغاثہ و ندا کا استعمال کرے تو اس کے جواز با سنیت و استحباب میں کوئی شبہ نہیں اسواسطے کہ جب خود شارع علیہ السلام سے اسکی تعلیم عموماً وارد ہوئی تو اس کی ممانعت اور کراہت کی کوئی وجہ نہیں فان القول بالکراہۃ لابدلہ من دلیل خاص کما فی رد المحتار وغیرہ من کتب الفقہ اور اسی قبیل سے ہے ؎ یا حبیب الالہ خذ بیدی ؛ مالعجزی سواک مستندی ؛ اور ؎ یا رسول اللہ انظر حالنا ؛ یا نبی اللہ اسمع قالنا ؛ اور ؎ الا یارسول اللہ انت رجاؤنا ؛ وکنت بنا براً ولم تک جافیا ؛ اور ؎ رسول اللہ یا خیر البرایا ؛ نوالک ابتغی یوم القضایا ؛ اور ؎ یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ ؛ سواک عند حلول الحادث العمم ؛ ایسا ہی اردو اور فارسی میں تقریر مدعا جب توسل اور ندا سنت یا مستحب یا جائز ہوا تو سفر زیارت مزار شریف حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور مزارات اولیا پر توسل کے لئے جانا بھی جائز یا سنت

یا مستحب ہو اجسطرح حج فرض ہے تو سفر حج بھی فرض ہے اور تجارت
جائز ہے تو تجارت کے لئے سفر بھی جائز و سوف یاتیک المزید
یہ دس فائدے میں نے اختصاراً و اقتصاراً لکھے لیکون انموذجا لما فی
الاحادیث والآثار الآتیۃ فانا نسردہا سردا احالۃ علی الذہن السلیم والفہم
المستقیم و لا نتعرض فیہا غالباً لبیان قواعد بامخافۃ السآمۃ والاطالۃ وعلی ما مضی
وسیاتی من اقوال المحققین یکفی الحوالۃ پچیسویں دلیل عن انس بن مالک
رضی اللہ عنہ قال لما ماتت فاطمۃ بنت اسد رضی اللہ عنہما
وکانت ربت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وھی ام علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنہ دخل علیہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فجلس عند راسہا وقال رحمکِ اللہ یا امی بعد امی و ذکر
ثناءہ علیہا وتکفینہا بردہ وامرہم بحفر قبرہا فلما بلغوا اللحد
حفرہ صلی اللہ علیہ وسلم بیدہ واخرج ترابہ بیدہ فلما فرغ
دخل صلی اللہ علیہ وسلم فاضطجع فیہ ثم قال اللہ الذی
یُحیی ویُمیتُ وھو حیٌ لا یموت اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع
علیہا مدخلہا بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم
الراحمین رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط وابن حبان والحاکم وصححوہ وروی
ابن ابی شیبۃ عن جابر رضی اللہ عنہ مثل ذلک وکذا روی مثلہ ابن عبد البر عن
ابن عباس رضی اللہ عنہما ورواہ ابونعیم فی الحلیہ عن انس رضی اللہ عنہ
ذکر ذلک کلہ الحافظ السیوطی فی الجامع الکبیر کذا فی خلاصۃ الکلام

للشیخ سید احمد دحلان مفتی المکۃ المکرمۃ اس حدیث صحیح سے آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی ذات مبارک کے ساتھ توسل دونوں حالتوں حیات اور بعد
وفات میں اور تمام انبیاء علیہم السلام کے ساتھ توسل بلکہ اولیائے کرام اور
مشائخ عظام کے ساتھ توسل قیاساً علی الانبیاء ثابت ہے ثبوت
لامر دلہ بلکہ توسل کا سنت و مستحب ہونا بھی اس سے مبرہن ہے کہ خود حضور کا
فعل ہے اور تخصیص پر کوئی دلیل نہیں بلکہ جسطرح فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم سے توسل کا ثبوت ہے اسیطرح قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے ثابت ہے۔ کما قد منا فی الدلیل الثالث والرابع والعشرین
من تعلیمہ صلی اللہ علیہ وسلم التوسل لامتہ وتعلیم الصحابہ ایاہ لاہل الحاجات
اور جب توسل حدیث قولی اور فعلی سے ثابت ہوا تو یہ سنت فعلی اور سنت
قولی دونوں ہوا۔ اور جب توسل کا سنت یا مستحب یا ادنی درجہ جائز ہونا
ثابت اور محقق ہوا تو اس سے سفر زیارت کا جواز بھی ثابت ہوا قطعاً یا سنت
و مستحب ہونا اور یہ جواز بہ نسبت سفر عام مزارات کے ہے اس لئے
کہ امر جائز کے لئے سفر بے شبہ جائز ہے جیسے سفر تجارت اور واجب
کے لئے واجب جیسے سفر حج مثلاً اور حرام کے لئے حرام فماذا
بعد الحق الا الضلال اور دوسری دلیل سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت کو جانا واجب ہے جیسے من حج ولم یزرنی فقد جفانی
اور مثل اس کے نیز حدیث فاطمہ بنت اسد رضی اللہ عنہا میں ایک
بات اور نہایت قابل غور ہے وہ یہ کہ جب حضرت سید الانبیاء محبوب رب العلمین

باوجود اس عظمت وجلال اور کبریائی وجامعیت کمال اور خاتمیت جمال کے
توسل کریں تو پھر ہمارے واسطے توسل کے جواز میں کیونکر مقام تامل
اور محل کلام ہوسکتا ہے ویاتی مافوق ذلکعہ فی جواز التوسل وماہنالک
حضرت شیخ محدث دہلوی جذب القلوب میں تحریر فرماتے ہیں
درروایت انس بن مالک آمدہ کہ فاطمہ بنت اسد فوت کرد آنحضرت بروی
درآمد برسروے بہ نشست فرمود یا امی بعد امی وثناے بسیار بروے
کرد وپیراہن خود راکفنِ وے ساخت بعد ازیں اسامہ بن زید وابوایوب
انصاری وعمر بن خطاب رضی اللہ عنہم فرمود تا قبر براے او کنند ولحد
ویرا بدست شریف خود حفر کرد وبدست مبارک خود خاک برآورد وبعد از
فراغ درلحد درآمد وبخفت وفرمود اللّٰہ الذی یحیی ویمیت وھو حی لا یموت
اغفر لامی فاطمۃ بنت اسد ووسع علیہا مدخلہا بحق نبیک والانبیاء
قبلی فانک ارحم الرحمین وچار تکبیر خواند ودرلحد درآورد وعباس
(ای قبرہا ۱۲) (یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲)
وابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نیز باوے بودند دریں حدیث دلیل است
بر توسل دہر دو حالت نسبت بآنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم درحالت
حیات ونسبت با نبیاء علیہم السلام بعد از وفات وچوں توسل بانبیاے
دیگر صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین بعد از وفات جائز باشد بسید انبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ
واکملہا بطریق اولیٰ جائز باشد بلکہ اگر باین حدیث توسل باولیاے خدا
نیز بعد از وفات ایشاں قیاس کنند دور نیست مگر آنکہ دلیلے بر تخصیص
حضرات رسل صلوات الرحمٰن علیہم اجمعین قائم شود واین الدلیل انتہی۔

عہ اشارہ الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم اسئلک بحق السائلین علیک وبحق ممشای ہذا ۱۲

اقول اس حدیث سے توسل کی پہلی صورت کا جواز بلکہ مسنون و مستحب ہونا مبرہن ہے

چھبیسویں دلیل عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من خرج من بیتہ الی الصلوٰۃ فقال اللّٰھم انی اسئلک بحق السائلین علیک واسئلک بحق ممشای ھذا الیک فانی لم اخرج اشرا ولا بطرا ولا ریاء ولا سمعۃ خرجت اتقاء سخطک وابتغاء مرضاتک فاسألک ان تعیذنی من النار وان تغفرلی ذنوبی فانہ لا یغفر الذنوب الا انت اقبل اللہ علیہ بوجہہ واستغفر لہ سبعون الف ملک۔ رواہ ابن ماجہ باسناد صحیح وذکرہ الجلال السیوطی فی الجامع الکبیر وذکر ایضا کثیر من الائمۃ فی کتبھم عند ذکر الدعاء المسنون عند الخروج الی الصلوٰۃ بل قال بعضھم ما من احد من السلف الا وکان یدعو بھذا الدعاء خروجہ الی الصلوٰۃ فانظر قولہ اسالک بحق السائلین علیک فان فیہ التوسل بکل عبد مومن کذا فی خلاصۃ الکلام اس حدیث سے بھی صورت اولیٰ کا جواز ثابت ہے اور نیز اس حدیث سے توسل کا جواز تمام انبیا علیہم السلام اور جمیع اولیاء اللہ کے ساتھ ثابت ہے بلکہ جملہ مومنین بحق السائلین علیک میں داخل ہیں اور جب عامہ مومنین سے توسل جائز بلکہ سنت یا مستحب ہوا اس حدیث شریف سے تو اکابر اولیاء مانند حضرت غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ عنہ کے ساتھ بطریق اولیٰ جائز یا مسنون ہوا اور جب توسل جائز ہوا تو توسل کیواسطے سفر کرنا ان کے مزار شریف پر جائز ہوا۔

ستائیسویں دلیل عن بلالٍ موذن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج
الی الصلوٰۃ قال بسم اللہ آمنت باللہ وتوکلت علی اللہ ولا حول
ولا قوۃ الا باللہ اللھم انی اسئلک بحق السائلین علیک وبحق مخرجی
ھذا فانی لم اخرج بطرا ولا اشرا ولا ریاء ولا سمعۃ خرجت ابتغاء
مرضاتک واتقاء سخطک اسئلک ان تعیذنی من النار وتدخلنی
الجنۃ رواہ ابن السنی باسناد صحیح واخرجہ الحافظ ابونعیم فی عمل الیوم
واللیلۃ من حدیث ابی سعید بلفظ کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اذا خرج الی الصلوٰۃ قال اللھم الی آخر ما تقدم فی روایۃ ابن السنی
ورواہ البیہقی فی کتاب الدعوات من حدیث ابی سعید ایضاً اس حدیث سے
بھی توسل ساتھ انبیا اور اولیا کے بلکہ توسل ساتھ جمیع مومنین کے بلکہ
اپنے نیک عمل کے ساتھ بھی ثابت ہے لیکن حدیث سابق اور
اس حدیث میں اتنا فرق ہے کہ اسمیں تعلیم ہے صحابہ اور عام امت کو
اور اس میں عمل ہے خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اور اس میں بحق ممشای
ھذا ہے اور اس میں بحق مخرجی ھذا ہے اور دونوں کا مآل اور مطلب
واحد مگر غور طلب دونوں حدیثوں میں یہ امر ہے کہ توسل ذوات انبیاء اور
اولیاء کے ساتھ مقدم ذکر کیا ہے اور عمل صالح کے ساتھ موخر اس سے
معلوم ہوا کہ ذوات سے توسل مقدم ہے اور اعمال صالحہ سے موخر بخلاف
زعم مخالفین منکرین توسل انبیاء واولیاء کہ وہ توسل منحصر جانتے ہیں

صرف صفات میں حالانکہ ذوات کا مرتبہ قطعاً مقدم ہے صفات پر بلکہ بمقابلہ
مقبولین الٰہی کے اپنے عمل صالح کی کچھ مقدار نہیں ہے اور اسیواسطے
ابونا حضرت آدم علیہ السلام نے باوجود تین سو برس رونے کے اپنے
عمل کے ساتھ توسل نہ فرمایا صرف حضور اکرم اور آپ کی آل کے ساتھ
توسل کیا اور معافی پائی اور حضور نے توسل بذوات کو مقدم رکھا توسل
بصفات پر بوجہ اخلاصِ عمل اور جامعیت کے غرض حدیث قولی اور فعلی
سے یہاں بھی توسل ثابت اور صورت اولی توسل کی متحقق ہے اور صحابہ
اور تابعین اور اولیائے امت اور علمائے دین میں یہ توسل اور دعائ
توسل برابر چلی آئی اور اہل حق سے کوئی اس کا منکر نہ ہوا سوائے فرقہ
حادثہ مارقہ نجدیہ کے جو خارج ہیں اہل سنت وجماعت سے اور داخل ہیں
فرقِ اہل نار میں کما صرح بہ العلامۃ الشامی فی رد المحتار فی باب البغاۃ ان
اتباع عبد الوہاب النجدی من اہل الخوارج قال الشیخ السید احمد دحلان فی خلاصۃ
الکلام بعد نقل الحدیثین المذکورین ومحل استدلال قولہ صلی اللہ علیہ وسلم بحق السائلین
علیک فہذا توسل صدر منہ صلی اللہ علیہ وسلم وامر اصحابہ ان یقولوا ولم یزل السلف
من التابعین واتباعھم ومن بعدہم یستعملون ہذا الدعاء عند خروجھم الی الصلوۃ
ولم ینکر علیہم احد فی الدعاء بہ۔

اٹھائیسویں دلیل۔ خلاصۃ الوفا میں ہے روی البیہقی وابن ابی شیبۃ
بسند صحیح عن مالک الدار رض وکان خازن عمر رضی اللہ عنہ قال اصاب الناس
قحط فی زمان عمر بن الخطاب فجاء رجل الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ

استسق لامتک فانہم قد ہلکوا فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام فقال

ائت عمر فاقرئہ السلام واخبرہ انہم یسقون وقل لہ علیک الکیس الکیس

فاتی الرجل عمر فاخبرہ فبکی عمر قال یارب ما آلو الا ما عجزت عنہ ترجمہ مالک دار رضی اللہ عنہ جو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے خازن تھے کہتے ہیں کہ مدینہ شریف میں بزمانۂ عہد خلافت عمر رضی اللہ عنہ قحط پڑا تو ایک شخص (جنکا نام بلال بن حارث ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس آئے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے پانی مانگئے وہ ہلاک ہوئے جاتے ہیں تب اس شخص کے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ عمر کے پاس جاؤ اور سلام کہو اور یہ خوشخبری پہنچاؤ کہ پانی برسے گا لوگ سیراب ہوں گے اور ان سے یہ کہو کہ تم زیرکی اور ہشیاری کا التزام کرو وہ شخص حضرت عمر کے پاس آیا اور یہ ماجرا بیان کیا حضرت زار زار روئے اور کہا اے پروردگار ہم قصور نہیں کرتے مگر اس چیز میں کہ ہم اس میں عاجز ہوتے ہیں اس حدیث شریف سے چند امور ثابت ہیں اول توسل و استغاثہ اور عرض مدعا کے لئے مزار اقدس پر حضور رحمۃ للعالمین کے جانا۔

دوسرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عرض مستغیث ومتوسل کو سن لینا اور قبول فرمانا۔

تیسرے۔ مستغیث کی خاطر اور تشفی فرمانا کہ خواب میں آکر اپنے دیدار وخطاب سے مشرف فرمانا۔

چوتھے۔ بیٹنہ کی بشارت دینی۔
پانچویں۔ حضرت عمرؓ کو مستغیث کی معرفت سلام و پیغام و مژدہ بھیجنا۔
چھٹے۔ مستغیث کا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوکر سلام و پیغام اور مژدہ کا پہونچانا جو دلیل کامل ہے صدق رویا اور تقریر توسل کی مزار شریف پر حاضر ہوکر۔
ساتویں۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے اُن سب باتوں کی تصدیق پس اگر مزار مقدس پر توسل کے لیے جانا معاذ اللہ ممنوع اور شرک ہوتا تو فاروق اعظم سے اشدہم فی امر اللہ عمرؓ کب اسکی تصدیق اور تقریر اور قبول فرماتے بلکہ متوسل پر حاضری مزار اقدس اور توسل کے باب میں ضرور انکار فرماتے پس یہاں قول و فعل صحابی سے توسل بعد وفات اور توسل کے لیے مزار شریف پر حاضر ہونا ثابت اور محقق ہوا اور اپنے محل میں یہ بات ثابت اور مقرر و مسلم ہے کہ قول و فعل و تقریر صحابی حدیث ہی قال الشیخ عبد الحق المحدث الدہلوی فی مقدمۃ المشکوٰۃ اعلم ان الحدیث فی اصطلاح جمہور المحدثین یطلق علی قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفعلہ وتقریرہ ومعنی التقریر انہ فعل احد اوقال شیئا فی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم ولم ینکرہ ولم ینہہ عن ذلک بل سکت وقرر وکذلک یطلق علی قول الصحابی وفعلہ وتقریرہ وعلی قول التابعی وفعلہ وتقریرہ انتہی اور جب حدیث سے حضور اقدس کے مزار مقدس پر توسل کے لیے جانا اور اس توسل سے مراد کا پانا ثابت ہوا اور سابقاً حدیث صحیح قولی وفعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہم ثابت کر آئے ہیں

کہ توسل جسطرح انبیاء علیہم السلام کے ساتھ جائز ومسنون یا مستحب ہے اسیطرح
اولیاء کرام کے ساتھ جائز ومستحب ہے اور اور جو امر جائز ہے اس کے
لئے سفر بھی جائز ہے پس محقق ہوا کہ حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے
مزار مبارک پر حاضر ہونا توسل کے لئے اور اسیطرح دوسرے بزرگوں کے
مزارات پر بے تکلف جائز بلکہ مستحب ہے بلکہ عنقریب ہم نقل کریں گے
کہ یہ اعظم قربات سے ہے شفاء السقام میں علامہ محقق تقی الدین سبکی
رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں حدیث مذکور کی نقل کے بعد ومحل الاستشہاد من ہذا
الاثر طلبہ الاستسقاء من النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد موتہ فی مدۃ البرزخ ولا مانع
من ذلک فان دعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم لربہ تعالیٰ فی ہذہ الحالۃ غیر ممتنع
وقد وردت الاخبار علی ما ذکرنا ونذکر طرفا منہ وعلمہ صلی اللہ علیہ وسلم بسوال من
یسألہ ورد ایضاً ومع ہذین الامرین فلا مانع من ان یسأل النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الاستسقاء کما کان یسأل فی الدنیا حاصل ترجمہ وضاحت
کیساتھ اس اثر سے یہ بات ثابت ہے کہ عالم برزخ میں سرور عالم
صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل اور استغاثہ کیا گیا حضور سے مینہ برسانے کی
طلب کی گئی اور اس میں کچھ مضایقہ نہیں نہ اس کا کوئی مانع ہے اسواسطے
کہ حضور سے استمداد اور سوال کرنا اس حالت میں اور حضور کا سائل کیواسطے
سفارش کرنی اور حق تعالیٰ سے دعا کر کے اسکی مراد برلانی ممتنع نہیں ہے
بلکہ اس باب میں احادیث وارد ہیں جن میں سے کچھ ہم ذکر کر چکے ہیں اور
کچھ آئندہ ذکر کریں گے اور نیز حدیثوں سے ثابت ہے کہ عالم برزخ

حضور سائل کے سوال کو سنتے ہیں حضور کو متوسل کے عرض و معروض کا
بخوبی علم ہے تو جیسے حالت حیات دنیاوی میں حضور سے توسل کرتے
کل مرادیں مانگتے مانند مینہ وغیرہ کے اگر عالم برزخ میں حضور سے
کہ حیات حقیقی حی قیوم کے ساتھ حی ہیں مرادیں مانگیں تو اس کا کوئی
مانع نہیں ہے انتہی ترجمہ مع توضیح خلاصۃ الکلام میں سید احمد دحلان
رضی اللہ عنہ ایسا ہی فرماتے ہیں جیسا کہ میں نے لکھا بلکہ مع شئی زائد حیث
قال وروی البیہقی وابن ابی شیبۃ باسناد صحیح ان الناس اصابہم قحط فی خلافۃ
عمر رضی اللہ عنہ فجاء بلال بن الحارث رضی اللہ عنہ الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وقال یا رسول اللہ صلعم استسق لامتک فانہم ہلکوا فاتاہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی المنام واخبرہ انہم یسقون ولیس الاستدلال بالرویا للنبی صلی اللہ علیہ وسلم
فان رویاہ وان کانت حقا لکن لا تثبت بہا الاحکام لامکان اشتباہ الکلام علی
الرائی لا الشک فی الرویا وانما الاستدلال بفعل بلال بن الحارث
فی الیقظۃ فانہ من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاتیانہ بقبر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ونداؤہ لہ وطلبہ ان یستسقی لامتہ دلیل علی ان ذلک جائز وہو من
باب التوسل والتشفع والاستغاثۃ بہ صلی اللہ علیہ وسلم وذلک من اعظم
القربات انتہی۔

۲۶
انتیسویں دلیل۔ عن العتبی ان اعرابیا جاء الی قبر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم فقال السلام علیک یا رسول سمعت اللہ یقول ولو
انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر

حدیث اعرابی

لهم الرسول لوجد وا الله توابا رحیما وقد جئتك مستغفرا من ذنبي مستشفعا بك الى ربي ثم انشأ يقول ؎

یا خیر من دفنت فی القاع اعظمه	فطاب من طیبهن القاع والاکم
روحی الفداء لقبر انت ساکنه	فیه العفاف وفیه الجود والکرم

قال العتبي فغلبتني عيناي فرأيت رسول الله صلى الله عليه واله وسلم في النوم فقال يا عتبي الحق الاعرابي وبشره بان الله قد غفر له رواه ابن عساكر في تاريخه وابن الجوزي في مثير العزم[1] والامام هبة الله في توثيق عرى الايمان

یہ قصہ اعرابی کا مشہور قصوں میں سے اور چاروں مذہب کے اماموں نے اور راویوں نے اسکو نقل کیا ہے مختلف روایتوں اور طرق متعددہ حکایتوں سے جس سے توسل کی دوسری صورت کا اثبات ظاہر و روشن ہے اور نیز زیارت اور توسل کے لئے مزار شریف پر حاضری اور اس کا استحسان سلف سے مبرہن اور مزارات اولیاء و مشائخ کاملین اس حکم میں درباب توسل اس سے ملحق اور متعین اور اس کی تصریح اکابر کے کلام میں موجود اور متیقن ہے شیخ **جذب القلوب** میں لکھتے ہیں وحکایت اعرابی کہ بعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بزیارت آمد و ایں آیت را خواند مشہور است و جمیع ارباب مذاہب کہ تصنیف مناسک حج کردہ اند ایں حکایت را آوردہ و استحسان نمودہ وبسیارے از ائمہ اعلام باسانید گرد اند روایت آں کردہ **محمد بن جرب ہلالی**۔ گوید بمدینہ آمدم وزیارت قبر صلی اللہ علیہ وسلم کردم و درمقابل آں نشستم ناگاہ اعرابی آمد

[1] نام کتاب ۱۲

لہ اس کتاب کا مصنف ابن جوزی معاصر حضرت غوث اعظم رضہ ۱۲

وزیارت کرد وگفت یا خیر الرسل حق سبحانہ وتعالی کتابے بر تو فرستاد

صادق ودر روے فرمود ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاؤك فاستغفروا الله

الآیة من بر تو آمده ام مستغفر از ذنوب خود و مستشفع بجناب تو و بگریست

واین ابیات انشا نمود۔

قطعہ

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمہ	فطاب من طیبہن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ	فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

بعد از انصراف او آنحضرت را صلی اللہ علیہ بخواب می بینم کہ میفرمایند آن مرد را

دریاب وبشارت دہ کہ حق تعالی او را بشفاعت من مغفرت داد وگناہان

او را بخشید انتہی تقریر مدعا مکرر گذر چکی۔

تیسویں دلیل مصباح الظلام فی المستغیثین بخیر الانام

اور مواہب اللدنیہ اور خلاصۃ الوفا میں ہے عن علی کرم اللہ وجہہ

قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بثلثۃ ایام فرمی نفسہ علی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

وحثا من ترابہ علی راسہ وقال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قلت فسمعنا قولك

ووعیت عن اللہ ما وعینا عنك وکان فیما انزل اللہ علیك

ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤك فاستغفروا اللہ واستغفر لہم

الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیما وقد ظلمت نفسی وجئتك تستغفر لی فنودی

من القبر انہ قد غفر لك ترجمہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ آنحضرت

کے دفن کے تین روز بعد ایک اعرابی آیا اور قبر شریف کو لپٹ گیا۔
یعنی بدوی گاؤں اور جنگل کے رہنے والے ۱۲
اور قبر شریف سے ایک لپ مٹی لیکر اپنے سر پر رکھی اور عرض کیا یارسول اللہ
آپ نے جو فرمایا تھا ہم نے اسے سنا اور جو کچھ آپ نے اللہ تعالیٰ سے
محفوظ رکھا ہے ہمنے اسے آپ سے سیکھکر محفوظ اور یاد رکھا آپ پر جو قرآن شریف
اترا ہے اسکی ایک آیت یہ ہے ولو انھم اذ ظلموا انفسھم الی آخرہ
یعنی آپ کی امت جس وقت اپنی جانوں پر ظلم کرے یعنی کسی گناہ میں مبتلا ہو۔
پھر وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے اور بخشش مانگے اور بخشش مانگیں
ان کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو ضرور پائیں گے اللہ تعالیٰ
کو توبہ قبول کرنے والا رجوع برحمت کرنیوالا نہایت رحم اور مہربانی کرنیوالا
اور بے شک میں نے ظلم کیا ہے اپنی جان پر یعنی مبتلا ہوا ہوں گناہ میں
اور حاضر ہوا ہوں حضور کے پاس اسیواسطے کہ آپ ہمارے واسطے
اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیئے اور بخشش مانگیے۔ اسی وقت قبر شریف
سے آواز آئی کہ یقیناً تیری مغفرت ہوگئی اور تو بخشدیا گیا۔ اس سے بھی
مزار شریف کی حاضری اور عرض اور قبولیت اور توسل کی دوسری صورت
کا ثبوت ظاہر ہے۔

اکتیسویں ۳۱ دلیل۔ علامہ ابن جوزی نے اپنی کتاب الوفا بفضائل المصطفیٰ
میں اور نور الدین علی سمہودی نے خلاصۃ الوفا باخبار دار المصطفیٰ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں لکھا ہے قال الامام ابوبکر بن المقری کنت انا
وطبرانی وابو الشیخ فی حرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکنا فی حالۃ داثر فینا

الجوع وا وصلنا ذلك اليوم فلما كان وقت العشا حضرت قبر النبي صلی اللہ علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ الجوع الجوع وانصرفت فنمت انا وابو الشیخ والطبرانی جالس ینظر الی شئ یحضر علی الباب علوی فدق الباب ففتحنا فاذا معہ غلامان مع کل غلام زنبیل فیہ شئ کثیر فجلسنا فاکلنا فولی وترک الباقی عندنا فلما فرغنا من الطعام قال العلوی یا قوم اشکوتم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانی رایتہ فی المنام فامر بحمل شئ الیکم۔

بتیسویں دلیل۔ نیز خلاصۃ الوفا میں ہے وقال ابو العباس بن نفیس المقری جعت بالمدینۃ ثلثۃ ایام فجئت الی القبر فقلت یا رسول جعت ثم نمت ضعیفا فرکضتنی جاریۃ برجلہا فقمت معہا الی دارہا فقدمت الی خبز بر وتمرا وسمنا وقالت کل یا ابا العباس فقد امرنی بہذا جدی صلی اللہ علیہ وسلم ومتی جعت فات الینا۔

تینتیسویں دلیل۔ جذب القلوب میں ہے محمد بن المنکدر گوید مردے پیش پدر من ہشتاد دینار ودیعت نہاد وبجہاد رفت واذن داد کہ اگر تراحاجت افتد ازنہا خرچ کن پدر من نزد احتیاج آں را خرچ کرد وآں مرد باز آمد مبلغے کہ نہادہ بود طلب کرد پدرم در ادائی آں درماند وباوے گفت کہ فردا بیا تا جواب تو گویم ایں بگفت وشب در مسجد شریف نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بیتوتت کرد وزمانے در حضور شریف وگاہے پیش منبر استغاثہ نمود وفریاد کرد ناگاہ در تاریکی شب مردے پیدا شد وصرہ ہشتاد دینار بدست وے داد بامداد مبلغ را بآں مرد داد

وازرحمت مطالبہ خلاص یافت

چونتیسویں دلیل ۳۴ - خلاصۃ الوفا مین ہے وقال ابو محمد الاشبیلی نزلت برجل من اہل غرناطۃ علۃ عجز عنہا الاطباء والیسوا من برئہا فکتب عنہ الوزیر ابن ابی الخصال کتابا الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یسأل فیہ الشفاء لدائہ فما ہو الا ان وصل الرکب الی المدینۃ الشریفۃ وقری علی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا الشعر وبرء الرجل مکانہ انتہی مختصر یعنی ابو محمد اشبیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین ایک شخص شہر غرناطہ کے رہنے والے کو ایسی بیماری پاؤن مین لاحق ہوئی جسکے علاج سے اطبا عاجز ہوگئے اور جواب دیدیا وزیر بن ابی الخصال نے اسکی طرف سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین ایک عریضہ لکھکر بھیجا شعر مین جسمین درخواست تھی شفا کی جب قاصد نے مدینہ منورہ مین پہونچکر آپ کے روضہ مبارک کے سامنے وہ شعر پڑھا وہ شخص فوراً اسی وقت اچھا ہوگیا

پینتیسویں دلیل ۳۵ - ابن جوزی اپنی کتاب **صفۃ الصفوۃ** مین لکھتے ہین قال ابو الخیر التیبانی دخلت مدینۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا بفاقۃ فاقمت خمسۃ ایام ما ذقت ذواقاً فتقدمت الی القبر فسلمت علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وابی بکر وعمر رضی اللہ عنہما وقلت انا ضیفک اللیلۃ یا رسول اللہ وتنحیت فنمت خلف المنبر فرأیت فی المنام النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر رضی اللہ عنہ عن یمینہ وعمر رضی اللہ عنہ عن شمالہ وعلی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ بین یدیہ فحرکنی علیؓ وقال قم قد جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

فیہ ... النبی صلی اللہ ... بیہ [illegible]

فقمت فقبلت بین عینیه فدفع الی رغیفا فاکلت بعضه وانتبهت فاذا النصف الآخر بیدی۔

چھتیسویں دلیل۔ مصباح اظلام میں ہے قال عبد الرحمن الجزولی کنت فی کل سنتة تمرض عینی فلما کنت فی مدینة الرسول صلی اللہ علیہ وسلم مرضت عینی فجئت الی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقلت یا رسول اللہ انا فی حمایتک فان عینی مریضة فعوفیت ولم اشک عینی الی الآن ببرکة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان روایات کے ترجمہ کے جگہ میں جذب القلوب کی عبارت نقل کرتا ہوں ابن الخدرحی میگوید کہ بمدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درآمدم ویک دو فاقہ برمن گذشتہ بود بقبر شریف استادم گفتم انا ضیفک یا رسول اللہ وبخواب رفتم پیغمبر خدا را دیدم صلی اللہ علیہ وسلم رغیفے بدست من داد نصفے را ہم درخواب خوردم چون بیدار شدم نصف دیگر در دست من باقی بود وابوبکر اقطع گوید بمدینہ درآمدم وپنج روز برمن گذشت کہ طعام نچشیدم روز ششم بر قبر شریف رفتم وگفتم انا ضیفک یا رسول اللہ یا رسول اللہ میں آپکا مہمان ہوں ۱۲ بعد ازآن درخواب می بینم کہ سرور انبیا می آید وابوبکر بہ یمین وعمر بر شمال وعلی بن ابیطالب در پیش علی رضی اللہ عنہ مرا میگوید برخیز کہ پیغمبر آمد رفتم وبوسہ درمیان دو چشم او دادم رغیفے بمن داد خوردم چون بیدار شدم ہنوز پارہ از وے در دست من بود احمد بن محمد صوفی گوید کہ سہ ماہ در بادیہ گشتہ بودم پوست بدن من ہمہ طرقیدہ کہ بمدینہ آمدم وبرآن سرور وصاحبیہ سلام کردم صلی اللہ علیہ وسلم ورضی اللہ عنہما وبخواب رفتم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را درخواب دیدم

که می فرماید احمد آمدی چه حال داری گفتم انا جائع دانانی ضیافتک
یا رسول الله فرمود دست بکشا کشادم دراہمی چند در دستِ من نہاد
بیدار شدم دراہم در دستِ من بود ببازار رفتم وفطیرو فالوده خریدم وخوردم
وبہاویہ در شدم انتہی ان جملہ روایتوں سے صورت ثانیہ اور ثالثہ توسل کا
جواز اظہر من الشمس وابین من الامس ہے اور حکایات اولیاء ومقربین
الٰہی اس قسم کی بے شمار ہیں کتب سیر خصوصاً تاریخ مدینہ اطہر اور سیرت
محمدیہ وطریقہ احمدیہ اور سیرت شامی اور حلبی اور مواہب لدنیہ اور مصباح الظلام
اور تاریخ الوفا وغیرہا میں بکثرت مذکور اور مسطور ہیں ایک دو حکایت
منکرین پیران پیر کی مسلمہ اور اسی کی تصنیف سے اس مقام میں نقل
کرنا بہت مناسب معلوم ہوا ابن تیمیہ کا شاگرد خاص ابن قیم اپنی کتاب الکبائر
میں شیخ دمشقی سے افتخاراً روایت کرتا ہے شیخ دمشقی کہتے ہیں کہ
کہ ہم مدینہ منورہ میں تھے ایک روز رباعی لیکے آٹا خریدنے گئے بنیے
نے رباعی لیکے مجھسے کہا کہ شیخین پر تبرا کہو تو آٹا دوں گا میں نے
کہا یہ تو مجھ سے نہ ہوگا اس نے کئی بار ایسا ہی کہا اور منتظر رہا مینے کہا
خدا اس پر لعنت کرے جو شیخین پر تبرا کہے اور لعن کرے اس نے
میری آنکھ پر ایسا گھونسا مارا کہ آنکھیں بہکر رخسارے پر آگئیں یہ کیفیت
میں نے اپنے ایک دوست سے کہی پھر حجرہ مبارک کے پاس
گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں مظلوم ہوں فریادی آیا ہوں
میری فریاد رسی فرمایئے شب کو سو گیا صبح کو جو اٹھا تو دونوں آنکھیں

درست تھیں پھر دوسرے سال جب اس مقام پر گیا وہ بنیا مجھے دیکھکر
مع جورو بچے کے ایمان لایا اور مسلمان ہوگیا۔

دوسری حکایت جسکو ابن قیم نے اپنی اسناد سے لکھی ہے کہ عمر بن
رعیلن نے کہا کہ ہم مدینے میں تھے کہ امامیہ عاشورا کے دن قبۂ عباس
میں جمع تھے میں قبہ کے دروازہ پر گیا اور محبت ابی بکرؓ و عمرؓ پر کچھ مانگا ایک شخص نے
نکلکر مجھ سے کہا بیٹھو ہم آتے ہیں پھر فارغ ہوکر وہ آیا اور میرا ہاتھ تھام کے
اپنے گھر لیگیا مجھے یہ خیال تھا کہ کچھ دینے کو لایا ہوگا پھر مجھے اندر بلایا جب
اندر گیا دو غلاموں نے مجھے پکڑ لیا اور خوب مارا اور میری زبان کاٹ لی
میں نے حجرۂ مبارک کے سامنے استغاثہ کیا کہ یا رسول اللہ آپکے صاحبین کی محبت میں زبان
کاٹی گئی اگر صاحبین حق ہیں تو میری زبان پھر درست ہوجاوے یہ استغاثہ میں نے قلب سے کیا کہ مجھکو نیند آگئی
جب اٹھا زبان درست پائی اور قاطع زبان مسخ ہوکر بندر ہوگیا۔ فائدہ استطرادیہ ابن قیم جسکی کتاب
سے میں نے یہ دونوں حکایتیں نقل کیں اپنی اس کتاب الکبائر میں توسل
کے جواز کا بڑی دھوم دھام سے قائل ہوا ہے اور اغاثۃ اللہفان
میں سخت منکر بنا ہے اور اس روش میں اپنے استاد ابن تیمیہ
کے قدم بقدم چلا ہے کہ اپنے فتاوی میں اسکو توسل کے جواز
کا اقرار ہے اور صراط المستقیم میں صریح انکار بقول مولوی وکیل احمد صاحب
سکندرپوری ان دونوں کا مزاج امر دین و بے دینی میں تولہ ماشہ ہے
گھڑی میں کچھ گھڑی میں کچھ جب ثبوت کے پیچھے پڑے تو منکرین کو
روئی کی طرح دھن کر رکھدیا کافر کہنے میں بھی تامل نہ کیا جب انکار پر طبیعت کی

ف — حکایت قطع لسان و اعادہ بالتوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم

سوج آگئی تو وہ بے نقط سنائی کہ سننے والوں نے کانوں پر ہاتھ رکھے
غرض لاالی ہوا اور لاالی ہوا مذبذبین بین ذلک ہین سے ہین ہم علامہ
ابن حجر کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتے ہین کہ وہ اپنے فتاوی مین یہ لکھ گئے
ابن تیمیۃ وتلمیذہ ابن قیم ممن اتخذ الٰہہ ہواہ واضلہ اللّٰہ علی علم وختم علی
سمعہ وقلبہ وجعل علی بصرہ غشاوۃ توسل کے انکار کا
بادی اظلم ابن تیمیہ ہے ابن عبد الوہاب اسی کا مقلد متعصب ہے
جس نے اپنی خبیث کتاب خلاصہ کتاب التوحید مین حضور اکرم
صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے توسل کو شرک بنایا اور حضور کی قبر شریف
کی تعظیم کو بت پرستی بتایا اور معظمین ومتوسلین کو بت پرست اور مشرک
ٹھیرایا یہان تک لکھ گیا کہ ہو وابو جہل سواء اور تمام وہابیہ اس زمانہ کے
اسماعیلیہ اور نذیریہ بشیریہ رشیدیہ خلیلیہ اشرفیہ دیوبندیہ وغیرہم اسی
ابن عبد الوہاب کے کلمہ پڑھنے والے اور مرید ہین تو جو حال اور حکم
اس کا ہے وہی ان سب کا ہے اس کی تفصیل آئندہ ہم کرین گے
اگر چاہا اللّٰہ تعالی نے یہان ایک قول ابن عبد الوہاب کا نقل کر کے
اس کے نموفی پر واقف کرتا ہون وہ کتاب التوحید کے خلاصہ مین لکھتا ہے
وواحد یعبد الاوثان حیث یعظم قبر النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ویقف عندہ کما یقف
فی الصلوۃ واضعًا یدہ الیمنی علی یدہ الیسری ویقول یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم
اسالک الشفاعۃ یا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ادع اللّٰہ فی قضاء حاجتی ویقصد
بندائہ سببا لحصول مرادہ الخ جسکے ردمین ہدیہ مکیہ علماے مکہ معظمہ نے

سنہ ۱۲۲۱ھ میں اسطرح تحریر فرمایا لعنۃ اللہ علی الاعدا کیف جعل الملعون النجدی
قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وثنا وتعظیمہ عبادۃ وشرکا وقال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم من زار قبری وجبت لہ شفاعتی وصحح المکی والماوردی والذہبی
والزین المالکی وغیرہم فی آداب الزیارۃ بان یقف کما یقف فی الصلوٰۃ
قال المراغی ینبغی لکل مسلم اعتقاد کون زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم قربۃ للاحادیث
الواردۃ فی ذلک ولقولہ تعالیٰ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک
الآیۃ لان تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم لا ینقطع بموتہ وقد استدل کافۃ العلماء بہذہ
الآیۃ علی استمرار حالتہ صلی اللہ علیہ وسلم ویقرا ہذہ الآیۃ حین الحضور بموقفہ
والاستغفار والاستشفاع بجنابہ الاقدس من زمن الصحابۃ رضی اللہ عنہم
الی ہذا الیوم انتہی مختصرا - ترجمہ خدا کی لعنت دشمنوں پر نازل ہو دیکھو اس
ملعون نجد کے رہنے والے نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کو بُت
بنایا اور قبر مبارک کی تعظیم کو عبادت اور شرک ٹھیرایا حالانکہ صحیح حدیث
میں ہے کہ آپ نے فرمایا جو شخص ہماری قبر کی زیارت کرے گا اسکے
لئے شفاعت واجب ہو جائیگی مکی اور ماوردی اور ذہبی اور زین مالکی وغیرہ
نے آداب زیارت میں لکھا ہے کہ قبر شریف کے سامنے اسطور سے
کھڑا ہونا چاہیئے جیسے نماز کی حالت میں کھڑے ہوتے ہیں مراغی کا
قول ہے کہ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ حضور کی زیارت کے عبادت ہونیکا
عقیدہ رکھے یعنی یقیناً جانے دل سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی زیارت عبادت ہے کہ اسمیں حدیثیں وارد ہیں اور اللہ تعالیٰ کا

فرمان ہے کہ اگر وہ ظلم کریں اپنی جانوں پر پھر آدیں آپ کے پاس (یعنی حضور کی امت)
اور مغفرت چاہیں اور مغفرت چاہیں اُن کے واسطے رسول اللہ صلعم تو پاویں
اللہ تعالیٰ کو معاف کرنیوالا مہربان - اس لئے کہ آپکی تعظیم آپکی موت سے
تمام نہیں ہوگئی اس آیت سے تمام علمانے اس امر پر استدلال
کیا ہے کہ آپکی حالت موت و حیات میں برابر ہے اور یہ آیت پڑھی
جاتی ہے حضور میں حاضر ہونے کیوقت اور مغفرت اور شفاعت
طلب کرتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ رضی اللہ عنہم کے
زمانہ سے لیکر آج تک اقوال انبیاء اور اولیا کیساتھ توسل کرنا اور اُن کا
وسیلہ ہونا اور خود انبیا علیہم کا توسل کرنا ان سے جو رتبے میں اور قرب
الٰہی میں بڑھے ہوئے ہیں کوئی نئی بات نہیں ہے جیساکہ گمراہ لوگونکا
گمان اور خیال ہے حضرت آدم علیہ السلام کا توسل کرنا حضرت حبیب اللہ
علیہ افضل الصلوات والسلام کے ساتھ ہم سابقا بیان کرچکے اور نیز حضرت
آدم علیہ السلام کا توسل ساتھ حبیب اور آل حبیب کے بقول اللّٰھم اسئلك
بحمد و آلہٖ بلکہ حضرت علی اور فاطمہ اور ابا بین ہمایون حضرات حسنین رضی اللہ عنہم
کے ساتھ بھی اور حضرت محمد بن اسحاق نے اپنی مغازی میں خالد بن دینار سے
اور اس نے ابو العالیہ سے روایت کی ہے کہ جب ہم نے تستر کو
فتح کیا تو ہرمزان کے گھر میں ایک تخت پایا جسپر ایک شخص مردہ اور
اس کے سرہانے اسکا مصحف تھا ہمنے مصحف کو اٹھاکر حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجدیا آپ نے کعب احبار رضی اللہ عنہ کو

بلوا کر اس کو عربی میں لکھوایا خالد بن دینار کہتے ہیں کہ میں نے ابو العالیہ سے
پوچھا کہ اس میں کیا تھا؟ فرمایا کہ تمہاری خصلت اور کام اور گفتگو کے لہجے
اور جو آگے کو ہونا تھا وہ مذکور تھا میں نے پوچھا کہ تم نے اس شخص کو
کیا کیا؟ فرمایا ہم نے اس کو دفن کر دیا میں نے کہا کہ اس شخص (یعنی دانیال کو ۱۲) سے انکی
کیا غرض تھی؟ کہا جب مینہ نہیں برستا تھا تو وہ تخت نکالا کرتے تھے اور
پانی برسا کرتا تھا میں نے پوچھا کہ تمہارے علم میں وہ کون شخص تھا؟ کہا
دانیال علیہ السلام نبی تھے میں نے کہا تمہارے نزدیک انکو مرے
کتنے روز ہوئے؟ کہا تین سو برس (۳۰۰) میں نے کہا ان کے جسم میں کچھ
تغیر واقع نہیں ہوا تھا؟ کہا نہیں صرف چند بال گدی کے بدل گئے تھے
اس لئے کہ انبیا کے گوشت کو نہ زمین سڑائے نہ درندے کھائیں

حضرت دانیال [illegible]
[illegible] استسقاء

عن ابن ابی اسحاق فی المغازی عن ابی العالیۃ قال لما فتحنا تستر وجدنا
فی بیت الھرمزان سریرا علیہ رجل میت عند راسہ مصحف فاخذنا المصحف
فحملناہ الی عمر بن الخطاب فدعا کعبا فنسخہ بالعربیۃ فانا اول رجل قرأہ من العرب
فقلت لابی العالیۃ ما کان فیہ قال سیرکم وامورکم ولحون کلامکم وما ھو کائن
(ہذا قول خالد بن دینار ۱۲)
بعد قلت فما صنعتم بالرجل قال دفناہ فقلت وما یرجون منہ قال کانت
السماء اذا حبست عنہم ابرزوا السریر فیمطرون فقلت من کنتم تظنون الرجل
قال رجل یقال لہ دانیال علیہ السلام فقلت منذ کم وجدتموہ قال منذ
ثلثمائۃ سنۃ فقلت ما کان تغیر منہ شیء قال لا الا شعرات من قفاہ ان لحوم
الانبیاء لا تبلیھا الارض ولا تاکلہا السباع انتہی۔ بقدر الحاجۃ اس سے

واضح ہوا کہ انبیا علیہ السلام کے ساتھ توسل نئی بات نہیں ہے بلکہ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ سے آجتک رائج ہے اور بے وسیلے کے کام نہیں چل سکتا عالم اسباب میں ظاہرا ہوا یا باطناً اور اسیواسطے حق تعالیٰ نے وسیلے کی تعلیم اور امر ہمکو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود باوجود اس عظمت کے توسل کیا اور اس کا حکم فرمایا اور اگر اور کچھ نہ ہوتو توسل انبیا اور انبیاسے توسل کے جواز و وقوع کے باب میں یہ دونوں آیتیں اچھا فیصلہ کردینی والی ہیں فتلقی آدم من ربہ کلمات اور اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربھم الوسلة ایھم اقرب۔ جیسا کہ ہم انکی تفسیر اور تفصیل آیات میں لکھ چکے ولنرجع الی ہکنا فیہ۔

۳۷
سینتیسویں دلیل امام تاج الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء السقام میں اور علامہ ابن جوزی اپنی کتاب صفۃ الصفوۃ کے باب التاسع الثلاثون فی الاستسقاء بقبرہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ابوالجوز اوس بن عبد اللہ سے ناقل اور باسناد خود راوی ہیں قال قحط اہل المدینۃ قحطاً شدیداً فشکوا الی عائشۃ رضی اللہ عنہا فقالت انظروا قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاجعلوا منہ کوی الی السماء حتی لایکون بینہ وبین السماء سقف ففعلوا فمطروا مطراً حتی انبت العشب وسمن الابل حتی تفتقت من الشحم فسمی عام الفتق ترجمہ ایک مرتبہ مدینہ شریف میں بہت بڑا قحط پڑا جسکی شکایت حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی خدمت میں پیش ہوئی حضرت صدیقہ نے حکم فرمایا کہ مزار اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آسمان کے درمیان میں ایک روزن کردو کہ

چھت حائل نہ ہو چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم حسب الامر حضرت صدیقہؓ ایسا ہی
عمل میں لائے خوب مینہ برسا کثرت سے گھانس اوگی اونٹ ایسے
موٹے تازے ہوئے کہ چربی سے لد گئے چربی کے مارے پھٹے
پڑتے تھے حتی کہ اس سال کا نام عرب نے عام الفتق رکھدیا۔
اقول حضرت ام المومنین رض کا یہ فرمان وسیلہ اور توسل کے واسطے تھا یعنی
دعا چاہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو تال ہے صورت ثانیہ توسل کا
اور دریچہ کا کھلوانا اشارہ وتفاول تھا فتح باب مقصود اور دعائے حضرت
عین رحمت وجود سے حضرت شیخ جذب القلوب میں لکھتے ہیں
ابن جوزی روایت کردہ است کہ در وقتے اہل مدینہ را قحطے شدید رسید
شکایت بعائشہ صدیقہ بردند رضی اللہ عنہا فرمود بقبر شریف رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم بیایند و دریچہ از وے بجانب آسمان بکشایند تامیان
قبر وے و آسمان حائلے نباشد آنچناں کردند کہ وے اشارت فرمود
باراں بسیار شد و امر وے رضی اللہ عنہا بکشادن دریچہ رمزے واضح
است بآنکہ موجب فتح باب مطلوب دعا و سوال آنحضرت است صلی اللہ علیہ
وسلم از درگاہ رب العالمین جل جلالہٗ انتہیٰ پس اگر توسل معاذ اللہ شرک اور
ممنوع ہوتا تو حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کیوں ایسا فرماتیں اور صحابہ کرام
علیہم الرضوان کیوں امتثال امر کرتے اور مقصود کیوں برآتا اس توسل
سے بلکہ حالت حیات و ممات حضور سے عرض و معروض کرنیکے لیے
یکساں ہے اور کریم کے دروازے پر اشارہ اور بہانہ بس ہے۔

ع رحمتِ حق بہانہ می خواہد   رحمتِ حق بہانہ می خواہد

از تینتیسویں ۳۳ وسیلہ قال ابن الجوزی فی الوفا بسندہ الی علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ قال لما مات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ودفن جارت فاطمہ رضی اللہ عنہا فاخذت قبضۃ من تراب القبر فوضعۃ علی عینہا وبکت وانشدت

ع ماذا علی من شم تربۃ احمدا   ان لایشم مدی الزمان غوالیا

صبت علی مصائب لو انہا   صبت علی الایام صرن لیالیا

ابن جوزی جو معاصر ہیں حضرت غوث اعظم قطب عالم رضی اللہ عنہ کے اپنی کتاب الوفا میں حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے راوی ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال اور دفن کے بعد حضرت فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء اہل الجنۃ مزار اقدس اور قبر شریف مقدس پر حاضر ہوئیں اور ایک مٹھی مٹی خاک پاک قبر مطہر کی لیکر اپنی آنکھوں پر رکھی اور روئیں اور یہ شعر پڑہا۔ ع

جسے خوشبو ملے خاک مزار پاک احمد کی   زمانے کی نہ اسکو عمر بھر خوشبو پسند آئیں

پڑیں مجھ پر مصیبت سخت وہ حضرت کی رحلت سے   کہ پڑجائیں اگر دن پر اندھیری رات ہو جائیں

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی مصیبت اور رنج وغم کا اظہار اپنے فریادرس کے مزار پر حاضر ہو کر جائز ہے بلکہ صحابہ کی سنت ورنہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کبھی مزار شریف پر حاضر ہو کر اظہار مصیبت نہ کرتیں اور نہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ اسپر سکوت فرماتے بلکہ اگر یہ امر ناجائز ہوتا تو ضرور اُن سے یا کسی صحابی سے اسپر انکار منقول ہوتا بلکہ حضرت کی صاحبزادی

خود امر ناجائز ہرگز وقوع میں نہ آتا۔

انتالیسویں[۳۹] دلیل اقبل مروان یوما فوجد رجلا واضعا وجہہ علی القبر فقال اتدری ما تصنع فاقبل علیہ فاذا ابو ایوب الانصاری فقال جئت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولم آت الحجر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا تبکوا علی الدین اذا ولاہ اھلہ ولکن ابکوا علی الدین اذا ولاہ غیر اھلہ رواہ الامام احمد رضی اللہ عنہ فی مسندہ ورواہ الحاکم فی المستدرک علی الصحیحین ترجمہ امام احمد حنبل رضی اللہ عنہ نے اپنی مسند میں اور حاکم نے مستدرک علی الصحیحین میں روایت کیا ہے کہ ایک روز مروان قبر شریف پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گیا وہاں اس نے ایک شخص کو اپنا منہ حضور کی قبر شریف پر رکھے ہوئے پایا تو مروان نے کہا تم جانتے ہو کیا کر رہے ہو پھر اس شخص کے روبرو آیا تو دیکھا کہ وہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالی عنہ ہیں پس حضرت ابو ایوب رض نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے ہیں نہ پتھر کے پاس میں نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے مت روؤ تم لوگ دین پر جب حاکم ہوں دین کے ایسے لوگ جو اس کے اہل ہیں اور قابل لیکن روؤ دین پر اسوقت کہ جب حاکم ہوں دین کے نااہل اور ناقابل اس حدیث کی سند مدعا اور محتج بہ ہونے میں کوئی کلام نہیں کر سکتا اس لئے کہ اولاً یہ حدیث مسند امام احمد رضی اللہ عنہ کی ہے جنکی جلالت شان اور عظمت مکان اور مجتہد مستقل

ہونے پر جہان کا اتفاق ہے۔ ثانیاً محدثین کا اسپر اتفاق ہے کہ اس سند میں کوئی حدیث درجہ حسن سے کم نہیں ہے ثالثاً علامہ ہیثمی محدث نے جو فن حدیث میں ناقدین سے ہیں مجمع الزوائد میں ایک باب کی سرخی اسطرح باب وضع الوجہ علی قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھکر اسی حدیث ابو ایوب رضی اللہ عنہ کو نقل کرکے اس کے رجال کی توثیق کی ہے رابعاً علامہ محقق سید سمہودی رح نے اس حدیث کو بسند حسن تسلیم کیا ہے خامساً علامہ دہر امام ابن حجر نے اس کا حسن مسلم رکھا ہے سادساً حاکم نے اسکو مستدرک میں نقل کیا۔ سابعاً اس حدیث کی نسبت حاکم نے یہ کہا کہ علی شرط الصحیحین یعنی بخاری و مسلم کی شرط پر اسکی اسناد جید ہے پس اسکی صحت یا حسن ہونمیں کلام نرہا اور حدیث صحیح و حسن بالاجماع محتج بہ ہے جب یہ محقق ہوا تو ہم کہتے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مزار شریف پر منہ ملنا اور مزار مقدس پہ حاضری اور تعلق عین حضور کی خدمتِ اقدس میں حضوری اور تعلق ہے ورنہ حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ یہ نہ فرماتے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا ہوں نہ پتھر کے پاس اس لئے کہ یہ فرمانا مروان کی تعجب اور نافہمی کی جواب میں تھا یعنی وہ حضرت ابو ایوب کے اس فعل سے متعجب تھا اور ناجائز سمجھتا تھا بوجہ اپنی نادانی اور بے علمی کے اور قبر شریف کی عظمت اور اس کے ساتھ چاپلوسی کو معاذ اللہ بت اور پتھر کی عظمت اور چاپلوسی خیال کیا تھا جسکا رد حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے اس طرح فرمایا کہ میں رسول خدا

کی خدمت اور حضوری میں ہوں نہ پتھر اور قبر ظاہر کے جسپر تیری نظر ہے
کہ تو اندھا ہے اور اسیواسطے آپ نے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کو اس کے سامنے پڑہا جو اس کے حال ومقال اور اسوقت
کی شان کے بہت مناسب تھی کہ تو اسلام کی حکومت اور امیر المومنین
ہونیکے قابل نہیں ہے اس لئے کہ جو شخص اتنا نہ سمجھا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی حالت ممات حالت حیات کے ساتھ مساوی ہے کوئی فرق نہیں ہے
حضور کی حضوری اور عظمت کے باب میں جیسا کہ بحکم آیت کریمہ ولو انہم
اذ ظلموا انفسہم جاؤک کے صاف ظاہر ہے اور ایسا ہی
احادیث نبویہ سے استوائے حالت حیات و وفات ثابت ومحقق مانند
من زارنی بعد وفاتی فکانما زارنی فی حیاتی توجسکو اس قدر
علم کتاب وسنت سے بہرہ نہ ہو وہ کب لائق حکومت ہے تو ایسے
وقت میں دین پر رونا چاہیئے کہ نااہل اس کا متولی اور حاکم بنا ہے
پس حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ جو صحابی جلیل القدر ہیں انکی تقلید واتباع سے
جو کوئی حضور کی قبر شریف پر یا اور کسی بزرگ کے مزار پر حاضر ہو جو حضور کے
نائب کامل ومکمل ہوں مانند حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ کے
تو یہ عین ہدایت ہوئی اور سنت صحابہ موافق فرمان حضور اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کے اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم نہ کہ بدعت
اور ناجائز جیسا کہ مخالفین اور منکرین کا خیال فاسد اور وہم کاسد ہے
اور اسکی ہدایت اور سنت وجائز ہونے پر تمام علمائے دین کا اتفاق

اور اجماع ہی کما ستحققہ فیما بعد انشاء اللہ تعالی اور جو شخص اسکو منع کرے یا شرک بتاسے علم کے نام لیوؤں میں سے اس کا حال زشتی شمال محرومی تا لِ شُل حال مردان کے ہے اسکو اپنے حال پر رونا چاہیے۔ اور جو لوگ ایسے شخص کے متبع ہوں ان کو اپنے اور مقتدا دونوں کے حال پر آنسوؤں سے منھ دہونا چاہیے کہ نا اہل کو اپنا امام بنا یا جسکو دین کے امر مجمع علیہ سے اصلا وقوف نہیں آیت وحدیث اسے بہرامحض بے بہرہ اسپر تلاش حق میں مصروف نہیں بلکہ جہل مرکب سے دل شاد اہل تحقیق سے بغض وعناد ومن یضلل اللہ فما لہ من ھاد۔

چالیسویں (۴۰) دلیل عن ابن عمر وعن ابن عباس رضی اللہ عنہم ان الانسان اذا خدرت رجلہ فلینادیا محمد ذکرہ الشیخ تقی الدین فی کتابہ الکلم الطیب وابن ابی جمرۃ فی شرح مختصر البخاری ونقلہ ایضاً ابن القیم فی الکبائر یعنی حضرت عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ جس کے پاؤں سن ہو جائیں اسے چاہیے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے اور حضور سے استغاثہ کرے اور اسطرح پکارے یا محمد صلی اللہ علیک وسلم ذکر کیا اسکو شیخ تقی الدین نے اپنی کتاب کلم الطیب میں اور ابن ابی جمرہ نے شرح مختصر بخاری میں اور نقل کیا ہے اسکو ابن قیم نے بھی اپنی کتاب الکبائر میں اس حدیث سے حاجتمند کیواسطے بروقت حاجت توسل واستغاثہ وندا ثابت ہے اور جب توسل ثابت ہو تو سفر زیارت توسل

کے واسطے بھی ثابت کہ امر تقریرہ غیر مرۃ اگر ندا و توسل شرک ہوتا تو صحابہ اسکی تعلیم نہ کرتے۔

اکتالیسویں (۴۱) دلیل ذکر ابن الجوزی فی کتابہ عیون الحکایات بسندہ الیٰ بعض التابعین انہم لما اسرہم الکفار وراودوہم علی الکفر وامتنعوا فاغلوالہم زیتا فی قدر فالقوہم فیہ فنادوا یا محمدؐ۔ روغن" دیگ"

بیالیسویں (۴۲) دلیل ذکر ابن الاثیر فی تاریخہ وذکر انہ اختصر من تاریخ ابن جریر الطبری ان الصحابۃ بعد موت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان شعارہم فی الحروب یا محمدؐ یعنی تاریخ ابن اثیر میں ہے جو مختصر ہے تاریخ طبری کی کہ بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم کا شعار لڑائیوں میں یا محمدؐ کا نعرہ تھا ؟ قول غزوہ یرموک میں بھی جب دھاوا ہوا تو صحابہ کا شعار یا محمدؐ تھا پس اگر ندا و توسل شرک ہوتا تو صحابۂ کرام کا یہ شعار نہ ہوتا۔

تینتالیسویں (۴۳) دلیل فی صفۃ الصفوۃ لابن الجوزی بسندہ الی احمدؒ ابن الفتح قال احمد بن الفتح سألت بشرا عن معروف الکرخی فقال ہیہات حالت بیننا وبینہ الحجب ان معروفا لم یعبد اللہ شوقا الی جنتہ ولا خوفا من نارہ وانما عبدہ شوقا الیہ فرفعہ اللہ الی الرفیع الاعلی فمن کانت لہ قبلیات قبرہ ولیدع فانہ یستجاب لہ انشاء اللہ تعالیٰ یعنی حضرت بشر بن حارث حافی رضی اللہ عنہ سے جو اجلۂ اتباع تابعین اور مشاہیر اولیائے متقدمین سے ہیں جنکے جنازہ پر امام المحدثین علی بن مدینی پکار کر یہ کہتے تھے

ہذا شرف الدنیا والآخرۃ میں ہے حضرت معروف کرخی کا حال پوچھا
(بزرگ)
تو انہوں نے افسوس ظاہر کر کے کہا کہ ہمارے اور اُن کے درمیان
میں پردہ حائل ہو گیا ہے معروف کرخی نے خدا کی عبادت جنت
کے شوق اور دوزخ کے خوف سے نہیں کی بلکہ خدا کی عبادت
خدا کے اشتیاق میں کی اللہ تعالیٰ نے انکو بلند مقام پر اٹھا لیا جس کسیکو
حاجت ہو تو اسکو چاہیے کہ انکی قبر پر جاوے اور دعا کرے اسکی
دعا قبول ہوگی اگر بزرگوں کے مزارات پر جانا ممنوع ہوتا تو تبع تابعی
جلیل الشان اللہ کے ولی لوگوں کو اس کا شوق نہ دلاتے۔

چوالیسویں (۴۴) دلیل خلاصۃ الکلام سید احمد دحلان میں ہے قال ابن ابی فدیک
سمعت بعض من ادرکت من العلماء والصلحاء یقول بلغنا ان من وقف
عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال ہذہ الآیۃ ان اللہ وملائکتہ یصلو(ن)
علی النبی یا ایہا الذین اٰمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما وقال
صلی اللہ علیک یا محمد حتی یقولہا سبعین مرۃ ناداہ ملک صلی اللہ علیک
یا فلان ولم تسقط لہ حاجۃ قال الشیخ زین المراغی وغیرہ الاولی ان یقول
صلی اللہ علیک یا رسول اللہ بدل قولہ یا محمد للنہی عن ندائہ باسمہ حیاً
ومیتاً وابن ابی فدیک من اتباع التابعین وکان من الائمۃ الثقات
المشہورین

پینتالیسویں (۴۵) دلیل فی المواہب اللدنیۃ للعلامۃ القسطلانی ان عمر رضی اللہ تعالیٰ
عنہ لما استسقی بالعباس رضی اللہ عنہ قال یا ایہا الناس ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کما سبق عن ہدایۃ البخاری ۱۲

ف
عمل ہر ایک کے پاس پہنچا
... آیت ان اللہ
وملائکتہ یصلون علی النبی الخ
صلی اللہ علیک یا محمد
جو ... ستر دفعہ پڑھے
جو مقصد ہو پورا ہو جاتا ہے ۱۲

كان يرى للعباس ما يرى الولد للوالد فاقتدوا به في عمه العباس واتخذوه وسيلة
الى الله تعالى ففيه التصريح بالتوسل وبهذا يبطل قول من منع التوسل مطلقا
سواء كان بالاحياء وبالاموات وقول من منع ذلك بغير النبي صلى الله عليه
وسلم لان فعل عمر رضی الله عنه حجة لقوله صلى الله عليه وسلم ان الله جعل الحق
على لسان عمر رض وقلبه رواه الامام احمد والترمذي عن ابن عمر رضى الله عنهما
ورواه الامام احمد ايضا وابو داود والحاكم في المستدرك عن ابي ذر رضى الله
عنه ورواه ابو يعلى والحاكم في المستدرك ايضا عن ابي هريرة رضى الله عنه
ورواه الطبراني في الكبير عن بلال ومعاوية رضى الله عنهما وروى الطبراني
في الكبير وابن عدي في الكامل عن الفضل بن عباس رضى الله عنهما ان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال عمر معي وانا مع عمر والحق بعدي مع عمر حيث
كان وهذا مثل ما صح في حق علي رضى الله عنه حيث قال صلى الله عليه وسلم
في حقه وادر الحق معه حيث دار وهو حديث صحيح رواه كثير من اصحاب
السنن فكل من عمر وعلي رضى الله عنهما يكون الحق معه حيث كان وهذان
الحديثان من جملة الادلة التي استدل بها اهل السنة على صحة خلافة الخلفاء
الاربعة لان عليا رضى الله عنه كان مع الخلفاء الثلاثة قبله لم ينازعهم في الخلافة
فلما جاءت الخلافة له نازعه غيره فقاتله كذا في الخلاصة حاصل ترجمہ
علامہ قسطلانی کی مواہب لدنیہ میں ہے کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے بتوسل حضرت عباس رضی اللہ عنہ مینہ کی دعا کی تو عموماً سب کو مخاطب
کرکے یہ فرمادیا کہ اے لوگو بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رض کی

ایسی تعظیم فرماتے تھے جیسے بیٹے پر باپ کی تعظیم حق ہے سو تم حضور کا
اتباع کرو حضرت عباس کی عظمت کے باب میں اور اللہ تعالیٰ
کیطرف ان کو وسیلہ بناؤ اور ان کے ساتھ توسل کرو اس سے
مطلقاً مانعینِ توسل کا قول باطل ہوگیا جو لوگ زندوں اور مردوں سے
توسل کو منع کرتے ہیں اور انکا قول بھی اس سے باطل ہوگیا جو لوگ
کہتے ہیں کہ سوائے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوروں کے ساتھ توسل جائز
نہیں اس لئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فعل حجت ہے کیونکہ حضور نے
فرمادیا ہے کہ عمرؓ کی زبان اور قلب پر اللہ تعالیٰ نے حق کو جاری کیا ہے
اور نیز حضور نے فرمایا ہے کہ عمرؓ میرے ساتھ ہیں اور میں عمرؓ کیساتھ
ہوں اور میرے بعد حق عمرؓ کے ساتھ ہے جطرف ہوں ایسا ہی حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کی شان میں فرمادیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حق کو اسطرف
پھیرا ہے جدھر حضرت علیؓ پھریں تو ہر ایک صاحب حضرت عمرؓ و حضرت
علی رضی اللہ عنہما سے جدہر ہوں گے حق ان کے ساتھ ہوگا
اور اہلِ سنت نے ان دونوں حدیثوں سے خلفائے اربعہ کی خلافت
بترتیب واقع حق ہونے پر استدلال کیا ہے اور حجت لائے ہیں کیونکہ
حضرت علی رضی اللہ عنہ تینوں خلیفوں کے ساتھ تھے اور ان سے بیعت
کی اور کوئی منازعت و مخالفت ان سے نفرمائی جب خود ان کی خلافت
کا وقت آیا اور کسی نے خلافت کا دعوی کیا تو اس سے لڑے ۔
اقول جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول و فعل سے توسل ثابت

خلفائے اربعہ کی علی الترتیب خلافت حق ہونے پر دلیل ۔

ہوا تو اس کے سنت ہونے میں اور ہمارے واسطے انکی اقتدا میں
شبہ نہ رہا کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت جسطرح ہمارے واسطے
سنت ہے خواہ قولی ہو یا فعلی بشرط عدم دلیل الخصوص اسیطرح خلفاء راشدین
کی سنت ہمارے واسطے سنت ہے بموجب فرمان واجب الاذعان

علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین عضوا علیھا
بالنواجذ رواہ ارباب الصحاح اور اقتدوا بالذین من بعدی
ابوبکر وعمر فانھما حبل اللہ الممدود من تمسک بھما فقد تمسک
بالعروۃ الوثقی لا انفصام لھا رواہ الطبرانی فی الکبیر عن ابی الدرداء

اور جب توسل کا جواز وسنیت یا استحباب ثابت ہوا تو امر جائز کیلئے
سفر کے جواز میں بھی کلام نہ رہا۔

چھیالیسوئیں (۴۶) دلیل روی البیھقی عن انس رضی اللہ تعالی عنہ ان اعرابیا
جاء الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم یستسقی بہ وانشد ابیاتا اولھا۔

بیت

اتیناک والعذراء یدمی لبانھا — وقد شغلت ام الصبی عن الطفل

ہم حضور کے پاس حاضر آئے ہیں کنواری لڑکیوں کی سینے خون رہا ہے — اور بچے والیاں بچوں سے غافل ہو گئی ہیں

الی ان قال فی تلک الابیات

ولیس لنا الا الیک فرارنا — واین فرار الخلق الا الی الرسل

حضور کے سوا ہمارا کہیں ٹھکانا نہیں ہے — اور مخلوق بھاگے تو کہاں بھاگے بجز رسولوں کے پاس

فلم ینکر علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ہذا البیت بل قال انس رضی اللہ عنہ

لما انشده الاعرابی الابیات قام یجر ردائه حتی رقی المنبر فخطب و دعا لهم فلم یزل یدعوا حتی امطرت السماء و ہو علی المنبر و فی صحیح البخاری انہ لما جاء الاعرابی و شکی للنبی صلی اللہ علیہ وسلم القحط فدعا اللہ فانجابت السماء بالمطر قال صلی اللہ علیہ وسلم لو کان ابوطالب حیا لقرت عیناہ من ینشدنا قولہ فقال علی رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ کانک اردت قولہ۔

وابیض یستسقی الغمام بوجہہ ثمال الیتامی عصمۃ للارامل

فتہلل وجہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم ینکر انشاد البیت ولا قولہ یستسقی الغمام بوجہ و لو کان فی ذلک اشراک لانکرہ ولم یطلب انشادہ و کان سبب انشاد البیت من ابی طالب من جملۃ قصیدۃ مدح النبی صلی اللہ علیہ وسلم ان قریشا اصابہم قحط فاستسقی بہم ابو طالب و توسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم فاغورق علیہم السحاب بالمطر و کان ذلک قبل بعثۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانشاء ابو طالب تلک القصیدۃ ہکذا فی خلاصۃ الکلام للشیخ السید احمد دحلان رحمۃ اللہ علیہ

خلاصہ ترجمہ ایک اعرابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بہت سے اشعار پڑھا جنکا پہلا شعر یہ تھا۔ ؎

ہم آئے آپکی خدمت میں چھوڑ کے بچیاں غم میں پڑ جو بچی والیاں ہیں اپنے بچوں سے وہ غافل ہیں

یہاں تک کہ ان شعروں میں یہ بھی پڑھا۔ ؎

نہیں ہمکو سفر اصلا بجز حضرت کیخدمت ٹھکانا خلق کا بندی خدا کی ہیں جو کامل ہیں

اور حضور نے کوئی انکار نہ فرمایا بلکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب اعرابی نے وہ شعر پڑھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی التجا کے

موافق خوشی اور عجلت کے ساتھ اُٹھے چادر مبارک کھینچتے ہوئے
اور منبر پر چڑھکر خطبہ پڑھا اور مینھہ کے لیے دعا فرمائی ہنوز دعا تمام
نہیں ہوئی تھی کہ مینھہ برسنا شروع ہو گیا اور حضور منبر پر تھے اور صحیح بخاری
میں ہے کہ جب اعرابی نے حضور سے قحط کی شکایت کی حضور نے دعا
کی اور مینھہ برسا فرمایا اگر ابوطالب زندہ ہوتے تو بیشک انکی آنکھیں ٹھنڈی
ہوتیں یعنی بہت خوش ہوتے کون اُن کا شعر ہمیں سناتا ہے حضرت علی
رضی اللہ عنہ نے ابو طالب کا وہ شعر جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد تھی
ان کے قصیدہ میں سے پڑھکر سنایا۔ ؎

حسین ہیں جنکے مکھڑیکا توسل مینھہ برسائے ۔۔۔ یتیموں کے نگہبان اور رانڈوں کی حفاظت میں

یہ سنکر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ انور سرور شادمانی سے دمکنے لگا پس
شعروں میں جو مضامین توسل ہیں اگر شرک ہوتا تو بالضرور حضور انکار فرماتے
اس سے خوش نہ ہوتے اور ابوطالب کے قصیدہ گوئی کا منشا جسمیں
کا وہ شعر ہے جسے حضور نے پڑھوا کر سنا یہ تھا کہ قریش حضور کے نبی
ہونے سے پیشتر ایک بار قحط میں مبتلا ہوئے تو ابوطالب نے
حضور کے توسل سے مینھہ مانگا تھا سب قریش کے ساتھ تو حق تعالی نے
بہت کثیر مینھہ برسایا تھا اسپر ابوطالب نے یہ قصیدہ حضور کی مدح میں
تصنیف کیا تھا۔

سینتالیسویں ۴۷ دلیل نیز خلاصۃ الکلام میں ہے ومن ادلۃ جواز التوسل
قصۃ سواد بن قارب رضی اللہ عنہ التی رواہا الطبرانی فی الکبیر وفیہا ان سواد

بن قارب انشد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصیدۃ التی فیہا

فاشہد ان اللہ لارب غیرہ وانک مامون علی کل غائب

وانک ادنی المرسلین وسیلۃً الی اللہ یا ابن الاکرمین الاطائب

وکن لی شفیعاً یوم لاذو شفاعتہ بمغنٍ فتیلا عن سواد بن قارب

فلم ینکر علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قولہ ادنی المرسلین وسیلۃً ولا قولہ وکن لی شفیعا۔

اڑتالیسویں ۴۸ دلیل ایضا فیہ وکذا من ادلۃ التوسل مرثیۃ صفیۃ رضی اللہ عنہا عمۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فانہا رثتہ بعد وفاتہ صلی اللہ علیہ وسلم بابیات قالت فیہا ؎

الا یا رسول اللہ انت رجاؤنا وکنت بنا براً ولم تک جافیا

ففیہا النداء مع قولہا وانت رجاؤنا وسمع تلک المرثیۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم ولم ینکر علیہا احد قولہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انت رجاؤنا۔

اُنچاسویں ۴۹ دلیل - امام ابو عیسی ترمذی صاحب سنن (جو صحاح ستہ میں ہے) نے حضرت حق سبحانہ کو خواب میں دیکھا اور عرض کیا حق تعالے نے مجھے کوئی ایسی چیز تعلیم کیجائے جس سے ایمان کی حفاظت ہو مرتے دم تک اور ایمان پر خاتمہ بالخیر ہو۔ حق تعالی نے ان سے فرمایا نماز فجر کی سنت اور فرض کے درمیان یہ دعا پڑھا کرو الٰہی بحرمۃ الحسن واخیہ وجدہ وبنیہ وامہ وابیہ نجنی من الغم الذی انا فیہ یاحی یاقیوم یاذاالجلال والاکرام اسألک ان تحیی قلبی بنور معرفتک یااللہ یااللہ

یا اللہ یا ارحم الراحمین تو امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ اس دعا کا ورد رکھا بعد نماز فجر کے سنت و فرض کے درمیان میں اور اپنے شاگردوں اور دوستوں کو اس کی تعلیم کی اور امر فرماتے رہے اور ان کو اس عمل پر حرص اور شوق دلاتے رہے اور اس سے دوسری صورت توسل کی ظاہر ہے اگر توسل ممنوع ہوتا تو اتنے بڑے امام اسپر ہمیشہ اس کا ورد کیونکر رکھتے اور اس عمل کی تعلیم و امر و شوق کسطرح دلاتے حالانکہ یہ امام حجت اور مقتدا ہیں خلق کے ہکذا فی خلاصۃ الکلام ذکر العلامۃ السید طاہر بن محمد ہاشم العلوی فی کتابہ المسمی بہ مجمع الاحباب فی ترجمۃ الامام ابی عیسی الترمذی صاحب السنن انہ رای فی المنام رب العزۃ تبارک وتعالی فسألہ عما یحفظ علیہ الایمان و یتوفاہ علیہ قال فقال لی قل بعد صلاۃ رکعتی الفجر قبل صلاۃ فرض الصبح الٰہی بحرمۃ الحسن واخیہ وجدہ وبنیہ وامہ وابیہ نجنی من الغم الذی انا فیہ یا حی یا قیوم یا ذا الجلال والاکرام اسألک ان تحیی قلبی بنور معرفتک یا اللہ یا اللہ یا اللہ یا ارحم الراحمین فکان الامام الترمذی یقول ذلک دائما بعد صلاۃ الصبح و یامر اصحابہ بہ و یحثہم علی المواظبۃ علیہ فلو کان التوسل ممنوعا لما فعلہ ہذا الامام ولا امر بفعلہ والمواظبۃ علیہ وہو امام حجۃ یقتدی بہ۔

پچاسویں دلیل حصن حصین میں ہے وان اراد عونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی اور جمع الجوامع امام سیوطی اور ابو یعلی اور طبرانی کی روایت میں اسطرح وارد ہے اذا انفلتت دابۃ

احدکم بارض فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا علی
یا عباد اللہ احبسوا علی فان للہ فی الارض حاضرا یحبسہ
علیکم طبرانی کی دوسری روایت میں ہے اذا ضل احدکم
شیئا او اراد غوثا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی
فان للہ عبادا لا یراھم در الثمین شرح حصن حصین ملا علی قاری میں ہے
روی السنی عن ابن مسعود مرفوعا اذا انفلتت دابۃ احدکم بارض
فلاۃ فلیناد یا عباد اللہ احبسوا فان للہ تعالی عبادا فی الفلاۃ تحبسہ
تیسری روایت میں طبرانی کے ہے انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا ضل
احدکم شیئا او اراد عونا فلیقل یا عباد للہ اعینونی وفی روایۃ
اغیثونی فان اللہ عبادا لا ترونھم قال العلامۃ ابن حجر فی حاشیۃ
الضاح المناسک ھو مجرب کما قالہ الراوی کذا فی الخلاصۃ ان سب روایتوں سے
عموماً وخصوصاً جواز توسل واستعانت کی تیسری صورت اللہ تعالے
کے مقبول بندوں کیساتھ مطلقاً ثابت ہے اور اسیطرح بروقت حاجت
اور استغاثہ ان کو ندا کرنا اور ان کو پکارنا ان سے مدد مانگنا مامور بہ بقولہ
صلی اللہ علیہ وسلم اذا اراد عونا وغوثا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی
یا عباد اللہ اغیثونی اور جب علی الاطلاق توسل اور استغاثہ اور بزرگونکو
حاجت کے وقت پکارنا ان حدیثوں سے بقول رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مامور بہ ہوا تو اس سے بزرگوں کے مزارات پر حاضر ہونا
واسطے توسل وامداد کے اور انکی زیارت کے لئے سفر کر نیکا

جواز بھی پایۂ ثبوت کو پہنچا اس لئے کہ ارادۂ عون و غوث عام ہے کہ ان کے پاس مزار شریف پر حاضر ہو کر یا غیبت میں دونوں صورتیں مساوی ہیں کما قد مرو سوف یاتی المزید انشاء اللہ سبحانہ تعالیٰ۔

اکانوےویں دلیل جب میں نے پچاسویں دلیل میں یہ حدیثیں حضرت حبیب اکرم محبوب مکرم وسیلۂ اعظم ذریعہ اقدم فخر بنی آدم اصل آدم باعث ایجاد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی لکھیں کہ اگر[۱] کوئی مدد چاہے تو اسطرح پکارے اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو۔ اور جب[۲] کسی کا جانور چٹیل میدان جنگل و بیابان ہو کا مکان جہاں کوئی بظاہر اس کا مددگار و ناصر جن و انسان نہ ہو وہاں بدک جائے گم جائے بھاگ جائے اس کے ہاتھ سے مثلاً چھوٹ جائے تو یوں پکارے کہ اے اللہ تعالیٰ کے بندو میرا جانور روک دو میرا جانور گھیر لاؤ پھیر لاؤ کیونکہ اللہ تعالےٰ کے بندے زمین میں ایسے مخلوق اور موجود ہیں جو اس پکارنے سے ان کی مدد کریں گے اس کے جانور کو روک تھام کر اس کے پاس پہونچا دیں گے۔ اور جب[۳] کسی کی کوئی چیز کہیں گم جائے یا کسی مصیبت اور غم میں کوئی فریاد رس چاہے تو اس کو چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے مقبول بندوں کا وسیلہ ڈھونڈھے اُن کے ساتھ توسل اور استغاثہ کرے اور اسطرح کہے یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اغیثونی اے اللہ تعالےٰ کے بندو میری مدد کرو اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری فریاد رسی کو پہونچو تو اللہ تعالےٰ کے ایسے

بندے ہیں موجود ہر جگہ پر کہ ظاہر ہیں ظاہر کی آنکھ والوں کو نہیں دکھتے
نظر نہیں آتے کہ وہ اس متوسل مغیث فریاد چاہنے والیکی مدد کریں گے
فریادرس ہوں گے کیونکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے اسیواسطے پیدا کیا ہے
اور مخلوق کی نظروں سے انکو چھپا رکھا ہے کہ اولیائی تحت قبائی
لایعرفھم غیری انکی شان عالی اور الرجل الواحد یملأ الکون ان کا
حال متعالی ہے ؎

اے کہ در ہیچ جا نداری جا ؛ بوالعجب ماندہ ام کہ ہر جائی

کے وصف کے ساتھ موصوف ہیں اور ؎

ہاں وہاں ایں دلق پوشان منند ؛ صد ہزار اند و ہزار و یک تنند

واحد کالالف کہ بود ان ولی ؛ بلکہ صد قرن است آں عبد العلی

کے ساتھ ان کو اتصاف اور اپنے اہل میں معروف ہیں تو بعد اس
لکھنے کے مجھے حق تعالیٰ کے کلام مبارک میں اہل اللہ کے فیض
باطن سے ایک آیت ایسی یاد آئی جو ان حدیثوں کی مصدق
اور موئد ہے اور یہ حدیثیں گویا اس کی شرح اور تفسیر ہیں لہذا اسکا
لکھنا بعنوان دلیل مناسب مقام معلوم ہوا مگر اس کی تحریر مع التفسیر سے
پہلے ایک مقدمہ کا لکھنا بہت ضرور ہے واسطے توضیح اور تنویر اس آیت
اور اس دلیل کے وہ مقدمہ یہ ہے کہ سورۂ اعراف میں حق تعالے
نے فرمایا ہے ومن قوم موسیٰ امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون
یعنی موسی علیہ السلام کی امت میں سے ایک جماعت وگروہ ایسا ہے

کہ وہ اللہ والا ہے اور حق کے ساتھ خلق کو راہ دکھاتا ہے اور حق کے
ساتھ ان کا عدل اور انصاف ہے اپنے نفوس کی نسبت اور تمام
مخلوق کی نسبت یہ گروہ موسیٰ علیہ السلام کی امت سے اب بھی موجود ہے
چین سے پرلی طرف منتہائے مشرق میں بستا ہے حضرت موسیٰ علیہ السلام
کی وفات کے بعد اور اُن کے خلیفہ حضرت یوشع علیہ السلام کے انتقال
کے بعد جب بنی اسرائیل نہایت سرکشی اور طغیانی میں منہمک ہوئے حتیٰ کہ
انبیا علیہم السلام کو قتل کرنے لگے یہاں تک کہ ایک دن ستر یا اسّی
نبیوں کو قتل کر ڈالے تو ایک جماعت صالحین کی بیت المقدس کے
رہنے والوں سے ان سے بیزار ہو کر حق تعالےٰ سے دعا کی کہ
اللہ تعالیٰ ہم کو ان اہل طغیان سے علیحدہ کر دے کہ نہ ہم ان کا منہ
دیکھیں نہ یہ ہمارا حق تعالیٰ نے انکی دعا قبول فرمائی اور ایک سرنگ
ظاہر فرمایا اور اسمیں چلنے کا ان کو حکم دیا اور ان کے آگے آگے
بہت سے چراغ پیدا کر دیئے غیبی سامان سے کہ وہ چراغ دن بھر
ان کو روشنی دیتے اور وہ چلے جاتے تھے مسافت قطع کرتے
ہوئے جب رات ہوتی وہ چراغ سب بجھ جاتے اور سرنگ اندھیر
گھپ ہو جاتا وہ وہاں اتر جاتے اور مقام و منزل کرتے اور کھا پی کر
سو جاتے پھر جب صبح ہوتی چراغ ان کے آگے آگے روشن ہو جاتے
اور دن بھر وہ پھر چلتے ان کے سنگ ساتھ حق تعالیٰ نے اپنی کمالِ
قدرت سے ایک نہر جاری کر دی تھی اور کھانے کا سامان بھی بطور

سامان غیبی ہر جگہ ان کو مہیا کر دیا جاتا غرض اسطرح سے وہ چلکر ایک مدت
مدید میں چین سے اسطرف جہاں زمین کا منتہا ہے وہاں جا کر سے نکلے جب
سرنگ سے برآمد ہوئے ایک زمین عمدہ اور پاکیزہ انکو ملی وہاں وہ آباد
ہوگئے طرح طرح کے وحشی جانور اور درندے اور حشرات الارض
کے ساتھ مختلط ان کا رہنا سہنا ہے نہ وہ ان کو کاٹیں ماریں نہ یہ انکو
ستائیں اُبھاریں کسی سے کسی کو ضرر نہ کسی کا کسی پر ظلم اور شر ؎

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔ کسے را باکسے کارے نباشد

توریت شریف پر سب عامل ہر ایک ہر وقت حق تعالیٰ کی یاد اور طاعت
میں مشغول اور کامل اور بُرے کاموں سے ایک لخت عاطل اور غافل
اور دینی اور دنیوی معاملات میں سب عادل اور شامل ایک پلک
مارنیکی قدر حق تعالےٰ سے نہ ان کو غفلت نہ کبھی خواب وخیال میں
ان کے کوئی معصیت فرشتے ان سے دن رات مصافحہ کرتے ہیں
توالد وتناسل ان میں بدستور جاری جیتے بھی ہیں اور مرتے ہیں نہ اسطرف
کا کوئی اسطرف آسکتا ہے نہ اسطرف کا کوئی فرد بشر انکی طرف جا سکتا
ان کے اور ملک چین کے درمیان ریت کا لق و دق ایک
میدان ہے وہ مانع عبور انسان ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا
روایت میں یہ قول اور فرمان ہے یا شہد کی نہریں اور دریا بیچ
میں حائل ہیں حضرت سدی محدث مفسر مورخ اس کے قائل ہیں سب
کے سب ایک باپ کی اولاد کی مثال ایسے نہیں کہ مفلس دوسرے کے

پاس مال رات میں ان سے کے یہاں ہمیشہ برسے دن بھر ابر گویا دیکھنے کو
ترسے کھیتیاں کرتے ہیں سب ملکر کاٹتے ہیں جب غلہ تیار ہوا نہ اُسے
پریشان کرتے ہیں نہ بانٹتے ہیں رکھنے کی جگہ پر سب رکھکر روک توڑ دیا
ہر شخص نے اپنی حاجت کی قدر وقت ضرورت کے اسمیں سے لیلیا
باقی چھوڑ دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات لوٹنے پہ
حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی امت سے

وہ جماعت جنکی حق تعالیٰ نے ثنا کی ہے ومن قوم موسیٰ امۃ یھدون

بالحق وبہ یعدلون ان سے کے دیکھنے کا میرے دل میں شوق اور جی میں
خیال آیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ اُن سے کے اور آپکے
درمیان میں بارہ برس کی مسافت ہے چھ برس جانیکے اور چھ برس
کی مراجعت کے لیکن حق تعالیٰ سے دعا کیجئے کریم کی ضیافت ہے
حضور نے دعا کی جبرئیل نے آمین کہی اسیوقت وحی آئی کہ محبوب کی مرضی
ہمیں بھائی جو کہیں کرو تامل کو طاق پر دھرو جب براق پر سوار ہوئے جبرئیل امین بھی
ہمراہ چارناچار ہوئے براق کا چند قدم اٹھانا تھا کہ قوم کا سامنا تھا
حضور نے السلام علیکم کہا قوم نے جواب دیا پوچھا آپ کون ہیں کہا نبی امی
مع عون ہیں بولے آپکی بشارت اور مژدہ تشریف آوری حضرت موسیٰ علیہ السلام
نے ہمیں دی جو کوئی تم سے احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پائے میرا سلام علیک
انہیں پہنچائے یہ وصیت کی حضور نے موسیٰ علیہ السلام پر سلام بھیجا
پھر انہوں نے بھیانک ہوکر دیکھا پوچھا یہ آپ کے ساتھ کون ہے؟ فرمایا

کیا تم انہیں دیکھ رہے ہو عرض کیا ہاں فرمایا یہ اخی جبرئیل ہیں اور ہمارے عون فرمایا میں نے دیکھے انکے قبور اُن کے دروازوں کے حضور۔ فرمایا کس لئے۔ کیا تم نے یہ کام۔ بولے موت کی یاد کے لئے ہر صبح و شام۔ فرمایا تم سب کے گھروں کی دیواریں برابر دیکھتا ہوں علی السوار بولے یہ اس لئے تاکہ کسی کو کسی پر فخر و شرف و تکبر نہ ہو اور نہ روکے ہوا۔ فرمایا تمہارے یہاں نہ کوئی بادشاہ ہے نہ قاضی سوہ بولے ہم اپنا انصاف آپ ہی کر لیتے ہیں ہر ایک ہم میں کا منصف ہے اور ایک دوسرے کا خود حق دینے والا آپسمیں ہمارے کبھی نزاع و جھگڑا نہیں واقع ہوتا۔ آپس میں ہر ایک دوسرے سے خوش اور راضی ہے۔ فرمایا میں دیکھتا ہوں تمہارے یہاں کوئی دوکان اور بازار نہیں بولے ہم سب ملکر بوتے ہیں اور ہر چیز بقدر ضرورت ہر شخص اس میں سے لے لیتا ہے اور باقی باقی کے لئے چھوڑ دیتا ہے اس لئے یہ آزار نہیں پھر ایک گروہ کو ہنستے ہوئے دیکھا فرمایا یہ لوگ کیوں ہنس رہے ہیں بولے انکے یہاں کوئی مومن مر گیا ہے تو سب اس لئے خوشی کے مارے ہنس رہے ہیں کہ ایمان پر اس کا خاتمہ ہوا۔ فرمایا یہ لوگ روتے کیوں ہیں بولے اُنکے یہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے اور معلوم نہیں کہ کس دین پر مرے گا روتے یوں ہیں فرمایا تمہارے یہاں بچہ پیدا ہوتا ہے تو کیا کرتے ہو کہا ایک مہینے روزہ رکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کے شکر کے واسطے فرمایا اگر بچی پیدا ہو کہا دو مہینے روزہ رکھتے ہیں اللہ تعالےٰ کے شکر کیواسطے فرمایا کیوں کہا اس لئے کہ

موسی علیہ السلام نے فرمایا ہے بچی کی پرورش میں صبر زیادہ موجب
اجر ہے بہ نسبت بچے کے فرمایا تمہارے یہاں کوئی زنا کرتا ہے
کہا کوئی کر نہیں سکتا اور اگر کوئی کرے تو آسمان سے اُسپر پتھر برسیں
یا زمین میں دھس جاوے فرمایا بیمار ہوتے ہو کہا نہیں نہ ہم گناہ کرتے
ہیں نہ بیمار ہوتے ہیں یہ تو آپ کی امت کیواسطے ہے کہ گناہ کریں
اور بیمار ہوں تا اُن گناہوں کا کفارہ ان بیماریوں سے ہو جاوے
پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنی شریعت اپنا دین اسلام
تعلیم فرمایا پانچ نمازیں بتائیں سورہ فاتحہ سکھلایا اور کچھ صورتیں قرآن
شریف کی۔ حاوی کہتے ہیں کہ دس سورتیں پڑھائیں جو مکہ شریف میں
نازل ہوئی تھیں اب وہ لوگ دین حنفی پر اور مسلمان ہیں ہمارے
ہم قبلہ پس وہ اللہ تعالےٰ کے اولیا ہیں ان کے لئے وہ کرامتیں
عطا ہیں جو مذکور ہوئیں جن میں سے ایک یہ تھی کہ حضور کو اُن کے
دیکھنے کا اشتیاق ہوا مثلاً اور حضور کی امت کے جو اولیاء اللہ ہیں اُنکی
کرامات اُن سے بدرجہا زائد و افضل ہیں اس امت کے اولیاء اللہ کا
بیان اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں جو مثل آیت سابقہ کے ہے
بیان فرمایا یعنی قولہ تعالےٰ وممن خلقنا امۃ یھدون بالحق وبہ
یعدلون جسکا بیان موافق تفسیر کے آئندہ آتا ہے جب یہ مقدمہ
ممہد ہو لیا تو اب جاننا چاہیئے کہ جامعیت کمال چونکہ اس امت پر
ختم ہے لہذا حق تعالیٰ نے اس امت کے اوصاف کمال ظاہر و باطن

اگرچہ انہیں کلمات کے ساتھ بیان فرمائے ہیں جو موسی علیہ السلام کی
امت کی شان میں فرمایا تھا مگر ان کے معنی و مطالب موافق کمال اس امت
کے اور ہیں جو امت موسوی کیلئے نہیں کہ جملہ ان کے سے اتصاف
ہے بصفات الٰہیہ مرتبہ بقا میں لجد الفنا و فنا ء الفناء کے اور اسی مرتبہ میں
وہ خلیفۂ کامل ہیں حق تعالےٰ کے اور عالم کا انتظام ان کے سپرد ہے
وہ عالم کے فریادرس ہیں ہر رنج و غم میں اور ہر مشکل میں مشکلکشا اور قادر بقدرت
حق تعالیٰ اور متصرف بتصرف الٰہی بہ نیابت حضرت ختم نبوت و رسالت پناہی
صلی اللہ علیہ وسلم اور اسی مرتبہ میں ان کی ارواح مدبرات امر اسے ہوتی
ہیں کما سبق فی ما مضی۔ اور جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں کا
یہ حال ہے تو آقا ئے کون و مکان کا کیا پوچھنا اور اسی واسطے مفسرین
نے ان کلمات کے معانی مناسب انکے کمالات کے بیان کئے
جس کا مختصر مذکور یہ ہے تفسیر روح البیان میں ہے وممن خلقنا (مبتدا و خبرہ ۱۲)
اعلم ان اللہ تعالیٰ کما جعل من قوم موسیٰ امۃ ہادیین مہدیین کما قال ومن
قوم موسی امۃ یہدون بالحق وبہ یعدلون جعل من ہذہ الامۃ المرحومۃ
ایضا کذلک فقال وممن خلقنا ای بعض من خلقنا او بعض ممن خلقنا امۃ
(بتقدیر المضاف او علی ان الجار تبعیضیۃ ۱۲ بتقدیر الموصوف ۱۲)
ای طائفۃ کثیرۃ یہدون الناس متلبسین بالحق ای محقین او یہدونہم
بکلمۃ الحق ویدلونہم علی الاستقامۃ وبہ ای وبالحق یعدلون ای یحکمون
فی الحکومات الجاریۃ فیما بینہم ولا یجوزون فیہا وعنہ علیہ الصلوۃ والسلام
ان من امتی قوما علی الحق حتی ینزل عیسی علیہ السلام والمراد لا یخلو الزمان منہم

وفی الحدیث - لا تقوم الساعة حتی لا یقال فی الارض الله الله

قال الشیخ الکبیر صدر الدین القنوی قدس سرہ اکدہ بالتکرار ولا شک

ان لا یذکر الله ذکرا حقیقیا وخصوصا بہذا الاسم الاعظم الجامع المنعوت بجمیع الاسماء

الا الذی یعرف الحق بالمعرفة التامة واتم الخلق معرفة بالله فی کل عصر خلیفة

الله وہو کامل ذالک العصر فکان یقول صلی الله علیه وآله وسلم لا تقوم الساعة

وفی الارض انسان کامل وہو المشار الیه بانه العمد المعنوی الماسک وان

شئت قلت الممسک لاجله فاذا انتقل انشقت السماء وکورت الشمس

وانکدرت النجوم ونشرت الصحف وسیرت الجبال وزلزلت الارض

وجاءت القیامة انتہی - کلامه فی الفکوک درّوا عن ابن مسعود

رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ان لله

فی الارض ثلثمائة قلوبہم علی قلب آدم وله اربعون قلوبہم علی قلب موسیٰ ع

وله سبعة قلوبہم علی قلب ابراہیم وله خمسة قلوبہم علی قلب جبرئیل ع وله ثلثة قلوبہم علی

قلب میکائیل علیه السلام وله واحد قلبه علی قلب اسرافیل علیه السلام -

فاذا مات الواحد ابدل الله مکانه من الثلاثة واذا مات -

من الثلاثة ابدل الله مکانه من الخمسة واذا مات من الخمسة

ابدل الله مکانه من السبعة واذا مات من السبعة ابدل الله

مکانه من الاربعین واذا مات من الاربعین ابدل الله مکانه

من الثلثمائة واذا مات من الثلثمائة ابدل الله مکانه

من العامة یدفع الله بہم البلاء عن ہذه الامة

والواحد المذکور فی ہذا الحدیث ہو القطب وہو الغوث
ومکانہ ومکانتہ من الاولیاء کالنقطۃ من الدائرۃ التی ہی مرکزہا بہ
یقع صلاح العالم ورد وعن ابی الدرداء انہ قال ان للہ عباداً یقال
لہم الابدال لم یبلغوا ما بلغوا بکثرۃ الصوم والصلوۃ والتخشع وحسن الحلیۃ ولکن بلغوا
بصدق الورع وحسن النیۃ وسلامۃ الصدور والرحمۃ لجمیع المسلمین اصطفاہم اللہ
تعالیٰ لعلمہ واستخلصہم لنفسہ وہم اربعون رجلا علی مثل قلب ابراہیم لایموت
الرجل منہم حتی یکون اللہ قد انشأ من یخلفہ واعلم انہم لایسبون شیئاً ولایلعنونہ ولا
یوذون من تحتہم ولایحقرونہ ولایحسدون من فوقہم اطیب الناس خبراً والینہم
عریکۃ واسخاہم نفسا لاتدرکہم الخیل المجرات ولا الریاح العواصف فیما بینہم
وبین ربہم انما قلوبہم تصعد فی السقوف العلی ارتیاحا الی اللہ تعالےٰ
فی استباق الخیرات (ای اسرارہا) اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ہم المفلحون انتہی
ما فی روض الریاحین للامام الیافعی رحمہ اللہ تعالیٰ والعدل من اسماء
اللہ تعالیٰ ومعناہ العادل وہو الذی یصدر منہ فعل العدل المضاد للجور والظلم
ولن یعرف العادل من لم یعرف عدلہ ولایعرف عدلہ من لم یعرف فعلہ
وحظ العبد من العدل لایخفی واول ما علیہ من العدل فی صفات نفسہ ہو
ان یجعل الشہوۃ والغضب اسیرین تحت اشارۃ العقل والدین ومہما جعل العقل
خادما للشہوۃ والغضب فقد ظلم نفسہ ہذا جملۃ عدلہ فی نفسہ وتفصیلہ مراعاۃ
حدود الشرع کلہ وعدلہ فی کل عضو ان یستعملہ علی الوجہ الذی اذن الشرع
فیہ واما عدلہ فی اہلہ وذویہ ثم فی رعیتہ ان من کان من اہل الولایۃ فلا یخفی

وربما ظن ان الظلم ہو الایذار والعدل ہو ایصال النفع الی الناس ولیس کذلک
بل لو فتح الملک خزائنہ المشتملۃ علی الاسلحۃ والکتب وفنون الاموال ولکن
فرق الاموال علی الاغنیار ووہب الاسلحۃ للعمار وسلم الیہم القلاع ووہب
الکتب للاجناد واہل القتال وسلم الیہم المساجد والمدارس فقد نفع ولکنہ
قد ظلم وعدل عن العدل اذ وضع کل شیئ فی غیر موضعہ اللائق بہ والو آذی
المریض لسقی الادویۃ والحجامۃ والفصد بالاجبار علیہ وآذی الجناۃ بالعقوبۃ
قتلاً وقطعاً وضربا کان عادلا لانہ وضعہا من موضعہا وحظ العبد دنیا من ہذا
الوصف انہ لایعترض علی اللہ تعالیٰ فی تدبیرہ وحکمہ وسائر افعالہ دافق مرادہ
اولم یوافق لان کل ذلک عدل وہو کما ینبغی وما لاینبغی ولوم لیفعلہ ما فعلہ
لحصل منہ امر آخر ہو اعظم ضررا مما حصل کما ان المریض لولم یحتجم البصر ضررا یزید
علی الم الحجامۃ وبہذا یکون اللہ تعالیٰ عدلا والایمان لیقطع الانکار والاعتراض
ظاہرا وباطنا وتمامہ ان لایسب الدہر ولاینسب الاشیار الی الفلک ولا
یعترض علیہ کما جرت بہ العادۃ بل یعلم ان کل ذلک اسباب مسخرۃ ولکنہا
رتبت ووجہت الی المسببات احسن ترتیب وتوجیہ باقصی وجوہ العدل واللطف
کذا فی المقصد الاقصی فی شرح معانی اسمار اللہ الحسنی للامام الغزالی علیہ رحمۃ اللہ
المتعالی وشتان بین امۃ امیۃ بلغوا اعلی مراتب الروحانیۃ بالسیر
فی متابعۃ النبی الامی ثم اختطفوا عن انانیۃ روحانیتہم بجذبات انوار المتابعۃ
الی مقام الوحدۃ التی ہی مصدر وجودہم فی بقار الوحدۃ کما قال تعالیٰ
کنت لہ سمعا وبصرا ولسانا فبی یسمع وبی یبصر وبی ینطق وبالرجوع الی

ہذا المقام سمّوا امیین فانہم رجعوا الی اصلہم الذی صدر واعنہ ایجاد او بین امتہ کان نبیہم محجوبا بحجاب الانانیۃ عند سوال الرویۃ بقولہ ارنی انظر الیک فاجیب لن ترانی لانک کنت بک لا بی فانہ لا یرانی الا من کان بی لا بہ فاکون بصرہ الذی یبصر بہ وہذا مقام الامۃ الامیۃ فلہذا قال موسی علیہ السلام اللہم اجعلنی من امۃ احمدؐ شوقا الی لقاء ربہ فافہم جدا کذا فی التاویلات النجمیۃ انتہی اس سے واضح ہوا کہ اس امت کے اولیا کاملین جو قطب وغوث وابدال وغیرہم ہیں جن کے اوپر دار ومدار ہے بقاء عالم کا وہ متصف ہیں اوصاف الٰہیہ کے ساتھ موافق فرمانے حضرت ختم رسالت کے حدیث قدسی میں قول رب العالمین سے تبارک وتعالیٰ اور آیندہ ہم ثابت کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ انکی حیات وممات میں کچھ فرق نہیں پس وہ جیسے زندگی میں عالم کے فریادرس اور مغیث ہیں اسیطرح بعد وفات کے اور جسطرح اُن کے رجوع اور ان کے پاس حاضری موجب ہے سعادت ابدی اور حصولِ مقاصد دارین کی کہ لا یشقی جلیسہم ایسا ہے بعد وفات کے آستانہ فیض نشانہ پر حاضر ہونا باعث سعادت اور انجاح مرام ہے ومن لم یجعل اللہ لہ نورًا فما لہ من نور۔ اگر کوئی کہے کہ حیات وممات میں انکی حالت یکساں ہوتی افاضہ کے باب میں تو انکا قائم مقام کیوں پیدا کیا جاتا حالانکہ حدیث میں گذر چکا کہ جب کوئی ان میں سے مرتا ہے تو انکی جگہ ان کا بدل اور قائم مقام دوسرا قائم کیا جاتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعد وفات اس کو اس عالم سے تعلق نہیں رہتا

عہ وقد قال اللہ سبحانہ لنبینا
صلی اللہ علیہ وسلم الم تر الی ربک
وما کذب الفؤاد ما رای اجمعین
وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم رایت ربی بعینی راسی الخ

لہذا دوسرے شخص کی جو اس کا خلیفہ اور نائب حق ہو ضرورت ہے
تو اس کا جواب یہ ہے کہ نیابت وخلافت پر اصل سے عادت اللہ
جاری ہے خود اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیفہ ونائب پیدا کیا ہے انی
جاعل فی الارض خلیفۃ نص قطعی اسپر شاہد ہے سلسلہ نیابت وخلافت
کے اسرار کے بیان کا یہ محل نہیں مگر اتنا کہے دیتا ہوں کہ اخذ فیض اصل
مبدائی فیاض سے ہر شخص نہیں کر سکتا ہر شخص میں اس کی لیاقت واستعداد
رکھی گئی کہ بیواسطہ استفاضہ کر سکے ولو جعلناہ ملکا لجعلناہ رجلا
وللبسنا علیھم ما یلبسون لہذا حکمت ومصلحت الٰہی اس کی مقتضی
ہوئی کہ ہر زمانہ میں ایک واسطہ اصل کے قائم مقام ہو اور علی حسب
الاستعداد اس سے ہر شخص مستفیض ہوتا رہے اور اسیواسطے تعداد
انبیاء اور تعدد خلفا کی ضرورت پڑی اور یہی وجہ ہے کہ ہم دیکھتے
ہیں کہ ایک شخص مستعد اہل باطن سے حضرت غوث پاک نائب صاحب
لولاک علیہ افضل الصلوات والسلام وقدسنا اللہ بسرہ الاقدس
سے عقیدت رکھتا ہے اور ایک شخص حضرت خواجہ مشکلکشا شاہ
نقشبند رضی اللہ عنہ کا زیادہ عقیدتمند ہے کوئی حضرت سلطان الہند
معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ مناسبت رکھتا ہی علی ہذا القیاس پس
جو جسکا معتقد ہے اور جس سے اسکی مناسبت کامل ہے وہ اسطرف مائل ہے اور اسکو ان بزرگ سے
توسل اور فیض حاصل ہے مگر کمال استعداد اور کمال اسکا بالضرور بواسطہ ایک نائب متوسط
کے درمیان اس طالب اور اس مطلوب کے قوت سے طرف

فصل سے کے آئیگا۔ اب یہاں سے چند احادیث درباب زیارت خاص
وعام لکھنا چاہتا ہوں جن سے صراحۃً زیارت کا مامور بہ ہونا ثابت ہے
اور جب زیارت مامور بہ ہوئی تو اس کے واسطے سفر کرنا بالضرور مامور بہ
کا ادا کرنا ہے پس اُس کے عدم جواز یا شرک کا قول قطعاً باطل ہے
اور چونکہ ہر حدیث مثبت مدعا ہے بالاستقلال لہذا ان کو بعنوانِ دلیل
لکھنا انسب ہے اور دلیلوں میں توضیحاً حضرت شیخ محدث دہلوی
مولانا عبدالحق صاحب کی عبارت پر جذب القلوب سے اکتفا
کرتا ہوں۔

وہ احادیث جو خاص درباب زیارت حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صحیح اور حسن ثابت اور محقق ہیں۔

باونویں دلیل (۵۲) ۔ زیارت حضرت سید المرسلین کہ مقصد اقصائے
ارباب دین ومطلبِ اعلائے اصحابِ یقین است صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم احادیث درشانِ زیارت حضرت رفیع الشان رسول الانس
والجان علیہ افضل صلوات الرحمٰن بسیار آمدہ وبعضے بصریح لفظ زیارت
قبر شریف دم قد منیف وبعضے بالفاظِ دیگر بوجہے کہ متضمن ثبوت این مدعا
دمو کد حصول این مطلب است تو اند شد اما از انچہ بصریح لفظ زیارت
وقوع یافتہ این احادیث است کہ از نقلِ ثقات بطرق متعددہ
بعضے ازاں بدرجہ صحت رسیدہ واکثر بمرتبہ حسن آمدہ ثبوت یافتہ

حدیث اول (۱) ۔ من زار قبری وجبت لہ شفاعتی ومود کسے کہ زیارت

قبر شریف من کند واجب و لازم گردد شفاعت من مرا ورا و وجہ تخصیص
زوار قبر شریف و ایں فضیلت باعموم امید واری ایں نعمت مر جمیع
مومنان امت را آن باشد کہ مراد شفاعتے خاص بود کہ موجب حصول مرتبہ
مخصوص گردد و غیر ایشاں را وصول بداں درجہ باوجود زیادت اعمال و کثرت
فضائل میسر نباشد ہمچناں کہ اختصاص و امتیاز بعضے اصحاب معالی نصاب
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از سائر امت کہ در تمام عمر جز بیک نظر بجمال باکمال
سرورِ اعمال انبیا مشرف نشدہ باشند پر تو تلمیحے بر ثبوتِ ایں مدعا می اندازد
یا آنکہ ایں کلام بشارت انجام اخبار و وعد بود بوجوبِ شفاعت
و وقوع آن حتماً در باب زائر قبر منیف بمقتضائے آں سید ارباب کرم
صلی اللہ علیہ وسلم و در دیگراں بر مرتبہ جواز و امکاں باقی و منحصر باشد
و یا آنکہ بشارت بود بموتِ زوار بر دین اسلام بہ برکت حضرت سید انام
علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کہ استحقاقِ شفاعت متفرع آنست -

ترپنویں[۵۳] دلیل و چونویں[۵۴] دلیل - حدیث ثانی[۲] من زار
قبری حلت لہ شفاعتی - حدیث ثالث[۳] من جاءنی زائرا لا
تحملہ حاجۃ الا زیارتی کان حقا علی ان اکون لہ شفیعا یوم القیامۃ
و ایں ہر دو حدیث در بیان معنی و تعیین مراد در حکم اول اند با افادہ ثالث
اشتراط صدق و اخلاص را کہ مدار صحت و اعتبار جمیع اعمال و افعال است

پچپنویں[۵۵] دلیل - حدیث رابع[۴] - من حج فزار قبری بعد وفاتی
کان کمن زارنی فی حیاتی میفرماید زیارت قبر من بعد از وفات حکم

(۲) دوسری حدیث
(۳) تیسری حدیث
(۴) چوتھی حدیث

صحبت من دارد درین حیات بنائے ایں حدیث بر ثبوت وصحتِ حیاتِ حضرت سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم است چنانچہ تحقیق ایں مسئلہ بتفصیل در آخر باب مبین گردد لیکن از تشبیہ لازم نیاید کہ زائر را حکمِ صحابی بود در جمیع وجوہ فضل وتمامہ احکام ہمچنانکہ استماع حدیث در منام از زبان سید انام مثبت شرائع واحکام نگردد باوجود صحت رویت وحقیقت آن بحکم من رآنی فی المنام فقد رای الحق۔

چھپنویں[56] دلیل۔ حدیث خامس[5] من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی وعید امت بر عدم ادراک سعادت زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واحتراز ازیں فضیلت بعد از تحصیلِ نعمت حج از جہت حرص آں مہر در بر حصول ثواب مر امت را وکمال شفقتِ او برایشاں۔

ستاونویں[57] دلیل۔ حدیث سادس[6] من زارنی الی المدینۃ کنت لہ شفیعاً وشہیداً شفاعت چنانکہ گفتہ اند نسبت باہل معصیت بود وشہادت برائے اہل طاعت ودر روایتے آمدہ من زار قبری کنت لہ شفیعاً وشہیداً۔

اٹھاونویں[58] دلیل۔ حدیث سابع[7] من زارنی متعمداً کان فی جواری یوم القیامۃ ومن مات فی احدی الحرمین بعثہ اللہ من الآمنین یوم القیامۃ میفرماید ہر کہ زیارتِ من کند وآنرا مقصود اصلی داند روزِ قیامت ہمسایہ من باشد ودر سایہ حمایت من بود

پانچویں حدیث

چھٹی حدیث

ساتویں حدیث

وہر کہ در حرم مکہ یا مدینہ بمیرد از عذاب روز قیامت در امان باشد۔

انسٹھویں(۵۹) دلیل۔ حدیث ثامن(۸) قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من حج حجۃ الاسلام وزار قبری وغزی غزوۃ وصلی فی بیت المقدس لم یسئال اللہ عزوجل فیما افترض علیہ

دریں حدیث فضیلت حج اسلام وزیارت قبر حضرت سید انام وجہاد وغزا با کفار وگذاردن نماز در بیت المقدس کہ مقام ابرار واخیار است ذکر یافتہ واحتمال وارد کہ ایں جزائے خاص کہ نا پرسیدن است از فرائض مخصوص باجتماع ایں امور باشد یا بر ہر یکے ازینہا مترتب گردد۔

ساٹھویں(۶۰) دلیل حدیث تاسع(۹)۔ من حج الی مکۃ ثم قصدنی فی مسجدی کتبت لہ حجتان مبرورتان ترجمہ جسنے حج کیا پھر میری زیارت کے قصد سے میری مسجد کو آیا تو اس کے لئے دو حج مقبول لکھے جائیں گے قصد زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ومشرف شدن بمسجد شریف وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر حج مقبول است بلکہ سبب قبولیت حجے است کہ گذاردہ است وجزائے حج مبرور جنت است ورضا چنانکہ در احادیث آمدہ وحج مبرور آں بود کہ در وے ارتکاب محرمات ومناہی نکنند ومدخلیت سمعہ وریا نبود وبحقیقت آنکہ در درگاہ خداوند قبول افتد وذلک بفضلہ تعالی۔

اکسٹھویں(۶۱) دلیل۔ حدیث عاشر(۱۰) من زارنی میتا فکانما زارنی حیا ومن زار قبری وجبت لہ شفاعتی یوم القیامۃ وما من

انسٹھویں حدیث

ساٹھویں حدیث

حضور کی زیارت شریف کی ارادہ سے دو حج مقبول کے ہے اور بہ چیز حج مقبول جنت ہے اس پھر کیا فضیلت ہوگی زیارت شریف کی۔

احد من امتی له سعة ثم لم یزرنی فلیس له عذر معنی این حدیث شامل منطوق حدیث اول ورابع وخلاصه مضمون حدیث خامس است چنانکه حدیث حادی[11] عشر که از حضرت امیر المومنین علی رضی الله عنه وکرم الله وجهه روایت کرده اند من زار قبری بعد موتی فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزرنی فقد جفانی موافق مضمون حدیث رابع وخامس است۔

باسٹھویں[62] دلیل۔ حدیث ثانی[12] عشر نیز از حضرت امیر المومنین است من سأل لرسول الله صلی الله علیه وسلم الدرجة والوسیلة حلّت له شفاعته یوم القیامة ومن زار قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم کان فی جوار رسول الله صلی الله علیه وسلم موری معنی جزو اول حدیث سابع است بازیادت افادۂ آنکه طلب درجه و وسیله مر آنحضرت را باین که گویند آت محمدان الوسیلة والدرجة الرفیعة موجب حلول شفاعت ونزول کرامت است وهر یکے ازیں احادیث را طرق متعدده است اگر آنهارا جدا جدا ذکر کنند عدد احادیث بیشتر ازاں آید که مذکور شد چنانکه سید علیه الرحمه کرده است انتهی مافی جذب القلوب من علیه پس مقام غور ہے کہ اُن احادیثِ صحیحہ اور حسنہ سے صاف ثابت اور محقق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف اور مزار منیف جس کا مرتبہ عرش الٰہی سے بھی برتر ہے اور اس پر امت کا اجماع ہے اس کی زیارت۔ موجب ہے وجوبِ شفاعت حبیب کی

ف" گیارہویں حدیث

ف" بارہویں حدیث

ف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت موجب شفاعت ہے

اور باعث ہے حصول خصوصیت خاصہ کی اور سبب ہے آنحضرت
صلی اللہ وعلیہ وآلہ وسلم کی شہادت کا قیامت کے دن اور ذریعہ
ہے سلامتی وبقاے ایمان اور خاتمہ بخیر ہونیکا اور وسیلہ ہے شرف
حکم صحابی میں داخل ہونیکا۔ اس لیئے کہ حضور کی قبر مبارک کی زیارت
ایسی ہے جیساکہ خود حضور کی خدمت میں حاضر ہوا حالت حیات میں
جسطرح جس کسی نے حضور کو خواب میں دیکھا تو واقعی حضور کو دیکھا اور
حق کو دیکھا اور جس نے بعد حج کے حضور کی زیارت نہ کی حضور کے
روضہ مقدس اور آستانہ عرش کاشانہ پر حاضر نہ ہوا اس نے حضور پر پور
پر جفا اور ظلم کیا معاذ اللہ اور جس نے حضور کی زیارت کو اور آستانہ پر
حاضری کو اپنا مقصود بالذات گردانا اور اسی مقصد اور مراد سے
مدینہ شریف میں حاضر ہوا اور شرف زیارت سے مشرف ہوا تو وہ
شخص قیامت کے دن حضور کا ہمسایہ ہوگا اور حضور کی ہمسائگی اسکو
نصیب ہوگی اس سے بڑھکر کونسی سعادت ہے کہ محبوب رب العلمین
کا پڑوسی ہو۔ اور جو کوئی حضور کی زیارت اور قرب کے اشتیاق کیوجہ
سے ملازم ہو عمر بھر حرم شریف مدینہ منورہ کا حتی کہ وہیں انتقال کرے
تو قیامت کے تمام عذابوں اور مصیبتوں سے محفوظ اور امن میں ہوگا
اور جو شخص حضور کی قبر شریف کی زیارت کرنیوالا ہوگا اس سے اللہ تعالی
اپنے فرائض کا سوال نہ کرے گا کیونکہ فرائض سے افضل کا ادا کرنیوالا
ہوا بلکہ ایسے امر کا ممتثل ہوا جس میں محبوب کی مرضی ہے جو عین مرضی

حق ہے پس ایسے امر کی ادائیگی باعث ہوگئی اس کے تمام فرضوں کی قبولیت کی پھر فرائض اللہ سے سوال کیسا سبحان اللہ حبیب کی زیارت کا یہ مرتبہ ہے کہ حضور کے زائرین اور قبر شریف پر حاضرین سے حق تعالیٰ اپنے فرضوں کا بھی سوال نہ فرمائیگا پھر اور طاعات کس شمار میں جن سے سوال کیا جائیگا۔ اور جو شخص حج کرے اور پھر مقصود اصلی اور حقیقی جانکر حضور کی زیارت کیواسطے مدینہ شریف میں حاضر ہو تو اس کے نامۂ اعمال میں دو حج مقبول لکھے جائیں گے اس سے معلوم ہوا کہ حضور کی قبر شریف کی زیارت کا یہ مرتبہ ہے کہ جسطرح بیت اللہ کا حج مقبول باعث ہے تمام گناہوں سے پاک ہوجانیکا اسیطرح حضور کی قبر شریف اور آستانۂ منیف کی زیارت سے آدمی جملہ گناہوں سے ایسا پاک ہوجاتا ہے جیساکہ آج ماں کے شکم سے پیدا ہوا بلکہ حضور کی زیارت سبب ہوگی قبولیت حج کا وقد اشار الیہ الشیخ رحمہ اللہ تعالیٰ۔ اور جس شخص کو مقدرت نہ قدرت کاملہ بلکہ گنجایش ہو مدینہ شریف کو جانے کی اور حضور کی زیارت کیواسطے آستانہ عرش نشانہ پر حاضر ہونیکی وسعت ہو اور پھر حتی الوسع اسمیں کوشش نکرے کہ حضور کی درگاہِ عالم پناہ وصول الی اللہ میں حاضر ہوکر شرف آسماں بوسی گدایانہ سے رشکِ جاہ شاہانِ عالم ہو تو اس شخص کا کوئی عذر پیشگاہ داور روز محشر اجلاس احکم الحاکمین پر ترمیں ہرگز قابل قبول اور مسموع عند اللہ اور عند الرسول نہ ہوگا اور کیونکر کوئی عذر ایسے شخص کا قبول ہوسکتا ہے حالانکہ وحبیب اللہ الاکبر کا جفاکار ستمگار

ظاہر شعار ہے جنکی طرف قیامت میں انبیا محتاج ہوں گے اور کسی کو مجال گفتگو نہ ہوگی سوائے محبوب شافع مطلق کے جو اسروز انبیا کے بھی شافع ہونگے۔ اور وہ تو سدا سے شافع ہیں سب کے مگر تمام خلائق کے روبرو اس دن محبوب کے مرتبہ کا اظہار منظور اور مدنظر رب غفور ہوگا۔

ابوذکا۔ نگاہیں انبیا کی ہوں گی تیری سمت محشر میں۔

خدا کا لاڈلا ہے تو خلیل اللہ کے گھر میں

سوا تیرے مجال گفتگو ہے کسکو محشر میں

سوا تیرے رسائی کس کو ہی سرکار داور میں

پس ایسے شفیع کو جس نے ناراض کیا بوجہ نہ حاضر ہونیکے دربار عالی میں تو اب اس کا پوچھنے والا قیامت میں کون ہوگا محبوب کا محب تو محبوب کی طرف ہے اور محبوب سے یہ شخص برگشتہ اور برطرف ہے تو پھر کیا امید سماعت عذر منحرف ہے محبوب کے آستانہ کی قدر تو محب اکبر جانتا ہے کہ ستر ہزار فرشتے ہر روز اس کی زیارت کو بھیجتا ہے جنکی دوبارہ نوبت تا ابد نہیں آسکتی مگر وائے بدنصیبی اُس روح بدتر از جسم کی جو ایسی بارگاہ ابد پناہ محبوب حضرت اللہ کی زیارت کو باوجود وسعت نہیں جاسکتی یا اس زیارت کو ناجائز اور شرک بتاسکتی ہے۔

حضور جان نور

عشاق روضہ سجدہ میں سوی حرم جھکے	اللہ جانتا ہے کہ نیت کدھر کی ہے
یہ گھر یہ در ہے اسکا جو گھر در سے پاک ہی	مژدہ ہو بے گھرو کہ صلا اچھے گھر کی ہے

محبوبِ ربِّ عرش ہے اس سبز قبہ میں — پہلو میں جلوہ گاہ عتیقؓ و عمرؓ کی ہے

چھائے ملائکہ ہیں لگاتار ہے درود — بدلے ہیں پہرے بدلی میں بارش دُرر کی ہے

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام — یوں بندگیٔ زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے

جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے — رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے

تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب — بے حکم کب مجال پرندے کو پر کی ہے

اے وائے بیکسیٔ تمنا کہ اب امید — دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے

یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروڑوں کی آس جائے — اور بارگاہ مرحمتِ عام تر کی ہے

معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایکبار بار — عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے

یعنی ملائکہ ۱۲

زندہ رہیں تو حاضریٔ بارگہ نصیب — مر جائیں تو حیاتِ ابد عیش گھر کی ہے

طیبہ میں مر کے ٹھنڈے چلے جاؤ آنکھیں بند — سیدھی سڑک یہ شہرِ شفاعت نگر کی ہے

نام مدینہ شریف ۱۲

جاروب کشوں میں چہرے لکھے ہیں ملوک کے — وہ بھی کہاں نصیب فقط نام بھر کی ہے

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلی کا ایک ظل — روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منیٰ — لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں — اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

ذکرِ خدا جو ان سے جدا چاہو نجدیو — واللہ ذکرِ حق نہیں کنجی سقر کی ہے

بے ان کے واسطے کے خدا کچھ عطا کرے — حاشا غلط غلط یہ ہوس بے بصر کی ہے

مقصود یہ ہیں آدمؑ و نوحؑ و خلیلؑ سے — تخمِ کرم میں ساری کرامت ثمر کی ہے

ماہِ شما تو کیا کہ خلیلِ جلیل کو — کل دیکھنا کہ ان سے تمنا نظر کی ہے

مَنْ زَارَ تُرْبَتِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ — ان پر درود جن سے نوید ان بشر کی ہے

ترسٹھویں دلیل - احادیث زیارت حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریب میں حکم زیارت قبر شریف محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معلوم کرنا بھی ضرور ہے اگرچہ بعضے تفصیل اقوال محققین میں اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے اس جگہ اجمال پر اکتفا کرتا ہوں -

فـ حکم زیارت قبر نبوی علی صاحبہ افضل الصلوات واجل التسلیمات

جاننا چاہیئے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کی مشروعیت چاروں ادلہ شرعیہ کتاب وسنت واجماع وقیاس سے ثابت ہے اور تمام ائمہ دین اور اساطین شرح مبین کا اسکی اعظم قربات اور اوکد مستحبات سے ہونے پر اتفاق ہے اور بعضے محققین زیارت شریف کے واجب ہونے کے قائل ہیں اور ترجیح وجوب کو ہے بوجہ قول ہمارے امام اعظم سلطان الائمہ امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالے عنہ کے کہ فرماتے ہیں زیارت نبوی قریب بوجوب ہے اور قریب شی کو حکم شی کا ہوتا ہے کما قال العلامۃ عبدالنبی بن احمد بن عبدالقدوس الجنجوہی معرب گنگوہی فی رسالۃ رد صلوۃ القفال القرب من الشئ یعطی لہ حکم ذالک الشئ انتہی۔ ملا علی قاری علیہ رحمۃ اللہ الباری اپنے رسالہ المورد الروی فی المولد النبوی میں تحریر فرماتے ہیں - ما قارب الشئ یعطی لہ حکمہ انتہی

فـ زیارت شریفہ قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مشروعیت پر ادلہ اربعہ قائم ہیں -

فـ زیارت قبر شریف کے وجوب کو ترجیح ہے -

فـ یہاں وجہ ترجیح وجوب یہ ہے کہ دل امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی ہے -

لـہ اور رسم المفتی میں ہے والاصح کما فی السراجیۃ وغیرہا انہ یفتی بقول الامام علی الاطلاق ثم بقول الثانی ثم بقول الثالث ثم بقول زفر والحسن اس سے مبرہن ہے کہ جب کسی مسئلہ میں صاحبین کا اختلاف منقول ہو تو فتوی امام صاحب کے قول پر ہوتا ہے تو جسمیں اختلاف منقول نہ ہو اس میں بطریق اولی فتوی امام صاحب کے قول پر ہوگا اور ما نحن فیہ میں ایسا ہی ہے کہ صاحبین کا اختلاف منقول نہیں پس معلوم ہوا کہ قول بالوجوب مفتی بہ اور لائق اعتماد ہے ۱۲ منہ

اور نیز یہ مضمون واضح ہے صاحب نظر غائر پر ان عبارات سے فقہائے اعلام کے جو ابواب الاذان والجماعۃ وصلوۃ العیدین وغیرہا میں جہاں قریب من الواجب یا بشبہ الواجب اور مثل اس کے تعبیر کی ہے اور پھر اس پر احکام وجوب کے متفرع کئے ہیں بوجہ پائے جانے ادلہ وجوب یا قول بالوجوب کے معتمد علیہ مذہب ہے۔

دوسری وجہ ترجیح وجوب کی یہ ہے کہ ترک زیارت شریف مع الاستطاعۃ کے باب میں بہت سی وعیدیں شدید وارد ہیں جنکا مقتضا بالضرور حرمت ہے اور جب ترک حرام ہوا فعل کا وجوب ثابت ہوا جیساکہ فرمایا من لم یزرنی فقد جفانی اور حضور پر جفا قطعاً حرام تو پھر وجوب زیارت میں کیا کلام بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ حضور نے فرمایا ہے کہ جس شخص کے نزدیک میرا ذکر ہو اور مجھپر درود شریف نہ پڑھے تو اس نے مجھ پر جفا کی اور وہ شقی ہے اور اس کی ناک خاک آلودہ ہو یعنی نا امید و خائب و خاسر ہو اور وہ مستحق ہے دخول نار کا اور اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول سے دور ہے۔ اور جبرئیل علیہ السلام کی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر بد دعا اور پھٹکار ہے وہ مسخوف ہے وہ جنت کا رستہ چوک گیا وہ پورا بخیل ہے وہ ملعون ہے وہ بے دین ہے وہ نبی کریم رؤف رحیم کا منہ نہ دیکھے گا اور جب ترک صلواۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ترک زیارت نبوی دونوں مساوی ہوئے اثبات میں کہ ہر ایک جفا ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ تارک زیارت شریف بھی

دوسری وجہ ترجیح وجوب کی وعیدات شدیدہ

خوف ہے شقاوت اور رغم انف اور استحقاق دخول نار اور بعد من اللہ
ورسولہ کا اور اس پر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جبرئیل علیہ السلام کی
بد دعا اور وہ ملعون ہے اور وہ بخیل ہے اور اس پر لعنت ہے اور وہ
بے دین ہے اس کو حضور کا منہ دیکھنا نصیب نہ ہوگا اور جب تارک
پر یہ وعیدیں ہیں تو منکر پر کیا کچھ نہ ہونگی اس سے واضح ہوا کہ جو شخص
زیارت قبر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو اعظم قربات اور ارجی طاعات نہ جانے
وہ دین اسلام سے خارج ہے اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کا مخالف ہے اور غیر سبیل مومنین کا متبع ہے وقد قال اللہ سبحانہ
ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المومنین
نولہ ما تولی ونصلہ جہنم وساءت مصیرا اب ان سب مضامین
پر سند مستند ملاحظہ ہو شفا قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ میں ہے وزیارۃ
قبرہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سنۃ من سنن المسلمین مجمع علیہا وفضیلۃ مرغب
فیہا روی عن ابن عمر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من زار قبری
(رواہ الطبرانی وغیرہ ۱۲)
وجبت لہ شفاعتی وعن انس بن مالک قال قال رسول اللہ صلی اللہ
(رواہ البیہقی)
علیہ وآلہ وسلم من زارنی فی المدینۃ محتسبا کان فی جواری
وکنت لہ شفیعا یوم القیامۃ وفی حدیث آخر من زارنی بعد موتی
(رواہ البیہقی وغیرہ)
فکانما زارنی فی حیاتی وایضا فان الزیارۃ مباحۃ بین الناس وواجبٌ
شد الرحال الی قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم ومما لم یزل من شان من حج المرور بالمدینۃ
والقصد الی الصلوٰۃ فی مسجد النبی صلی اللہ علیہ وسلم والتبرک برؤیۃ روضۃ

اجماع امت

احادیث

شد رحال الی النبی [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کی زیارت کے لئے سفر واجب ہے

ومنبرہ وقبرہ ومجلسہ وملامس وموا طئی قدمیہ والعمود الذی کان یستند الیہ وینزل

جبریل بالوحی فیہ علیہ وبمن عمرہ وقصدہ من الصحابۃ والمۃ المسلمین والاعتبار

بذلک کلہ وقال ابن ابی فدیک سمعت بعض من ادرکت یقول بلغنا انہ من وقف

عند قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فتلا ہذہ الآیۃ ان اللہ وملئکتہ یصلون علی النبی

یاایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما ثم قال صلی اللہ علیک یا محمد

من یقولہا سبعین مرۃ ناداہ ملک صلی اللہ علیک یا فلان ولم تسقط لہ حاجۃ

وعن یزید بن ابی سعید المہری قدمت علی عمر بن عبد العزیز فلما ودعتہ قال لی

الیک حاجۃ اذا اتیت المدینۃ ستری قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاقراہ منی

السلام قال غیرہ وکان یبرد الیہ البرید من الشام قال بعضہم رأیت انس بن مالک

اتی قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فوقف فرفع یدیہ حتی ظننت انہ افتتح الصلوۃ فسلم

علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم انصرف قال مالک اذا سلم علی النبی صلی اللہ علیہ

وسلم ودعا یقف ووجہہ الی القبر لا الی القبلۃ انتہی۔

چونسٹھویں دلیل۔ جذب القلوب الی دیار المحبوب میں ہے زیارت

حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اکمل الصلوۃ وافضلہا باجماع علمای دین

قولاً وفعلاً از افضل سنن و اوکد مستحبات است قاضی عیاض میگوید رحمۃ اللہ علیہ

زیارت قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سنتے است مجمع علیہا وفضیلتے است

مرغب فیہا وبعضے از علمائے مالکیہ رحمہم اللہ بوجوب آں رفتہ ودیگراں

تاویل ایں قول بسنن واجبہ کردہ وگویا کہ مراد بسنن واجبہ سنن موکدہ است

لہ ای یوجہ ویرسل المقاصد من الشام الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیقرء منہ السلام۔

غایۃ تاکید و حسن بن زیاد از امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہما روایت میکند
کہ احسن مر حاج را آنست کہ ابتدا بمکہ کند و مناسک بجا آرد بعد ازاں بمدینہ آید و زیارت کند و زیارت
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نزد ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ از افضل مندوبات و اوکد مستحبات است قریب بدرجۂ واجبات
و تاج الدین سبکی بیان فضیلت و قربت زیارت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم را باصول اربعہ
شرع بیان کردہ اما کتاب اللہ قول حق سبحانہ و تعالیٰ ولو انہم اذ ظلموا
انفسہم جاءوک الآیۃ گفتہ است کہ ایں آیت کریمہ دلالت دارد بر حث و ترغیب
حضور درگاہ رسالت پناہ و سوال مغفرت در آں جناب اجابت مآب
و طلب استغفار از وے صلی اللہ علیہ وسلم و ایں رتبۂ عظیمہ است کہ ابداً
انقطاع پذیر نیست از جہت استواے حالتِ موت و حیات نسبت
بسرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم و ثبوت استغفار آنحضرت مر امت را بعد از
موت نزد عرض ملائکہ اعمال ایشاں را بر وے صلی اللہ علیہ وسلم چنانچہ
در فصل سابق بوضوح پیوست و جمیع علما ازیں آیت مجیدہ استواے
حالت موت و حیات فہم نمودہ تا در آداب زیارت حکم کردہ اند کہ ایں را
بخواند و استغفار کند و حکایت اعرابی کہ بعد از رحلت آنحضرت صلی اللہ علیہ
و آلہ وسلم بزیارت آمد و ایں آیت را خواند مشہور است و جمیع ارباب
مذاہب اربعہ کہ تصنیف مناسک حج کردہ اند ایں حکایت را آوردہ
و استحسان نمودہ اما ورود سنت در باب زیارت احادیث است
کہ در باب فضیلت آں مذکور شد با آنکہ سنت صحیحہ متفق علیہا کہ در امر
بزیارت قبور ورود یافتہ در باب ثبوت استحباب زیارت قبر سید المرسلین

ف زیارت شریف امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک قریب بدرجہ واجبات کے ہے نبی اللہ صلعم کی زیارت قریب واجبات کا ہے واجبات وہی ہیں جن کا حکم ہے اور سنت کہنا سوم جبکہ جاری ہوا اور سنت نبوی کرنا ثبوت اسکا سنت اور اسکو جماعت نے واجب بتایا ہے اور مستحب کہتے ہیں۔

ف اس آیت سے تمام علما نے سمجھا کہ حضور کی حالت حیات و ممات دونوں مساوی اور برابر ہیں ۱۲

ف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی احادیث نبوی ہیں۔

کہ سید القبور ست کافی است و اجماع امت بر فضیلت واستحباب آں
نیز مذکور شد ومنہوری کہ از متاخرین ائمہ شافعی است قبور اولیا وصالحین
را نیز بآں ملحق گردانیدہ وثبوت زیارت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء
مرشہدائے احد را وآمدن او بزیارت سید الشہدا بعد از ہر چند روز چنانچہ
در باب فضل بقیع وقبور آں مذکور شد وورود روایت زیارت ام المومنین
عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مرقبر عبد الرحمن بن ابی بکر را بمکہ موئد ایں قول
ومشہور است واما قیاس ثبوت زیارت آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم است مرقبور بقیع وشہدائے احد را وہرگاہ زیارت قبور دیگراں
مستحب بود زیارت قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتعظیم
او وتبرک بدو والتماس رحمت واستفاضہ خیر بصلوٰۃ وسلام کہ برآنحضرت
بحضور ملائکہ حافین جناب عرش مآب فرستند بطریق اولی مندوب
ومستحب باشد واما اختیار سفر از برائے زیارت قبر شریف وشدِ رحال
بقصدِ دریافت ایں سعادت عظمیٰ ہرگاہ کہ استحباب وفضیلت زیارت
ثابت شد مشروعیت سفر واستحباب او نیز لازم واز جہت عموم دلائل وافادہ
او استوائے قرب وبعد را دراں واختیار مسافرت سلف از جہت زیارت
سید کائنات بسیار آمدہ از الجملہ حکایت آمدن بلال موذن است رضی اللہ عنہ
درزمان خلافت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ از شام بمدینہ انتہی مختصراً وسیاتی
المزید انشاء اللہ تعالیٰ۔

پینسٹھویں ۶۵ دلیل - ملا علی قاری علیہ رحمۃ الباری شرح لباب المناسک

میں تحریر فرماتے ہیں اعلم ان زیارۃ سید المرسلین باجماع المسلمین
ای من غیر عبرۃ بما ذکرہ بعض المخالفین من اعظم القربات وافضل الطاعات
وانجح المساعی لنیل الدرجات قریبۃ من درجات الواجبات بل قیل انہا
من الواجبات کما بینتہ فی الدرۃ المضیۃ فی الزیارۃ المصطفویۃ لمن لہ سعۃ
وترکہا غفلۃ عظیمۃ وجفوۃ کبیرۃ ای غلاظۃ جسیمۃ وفیہ اشارۃ الی حدیث
استدل بہ علی وجوب الزیارۃ وہو قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حج البیت
ولم یزرنی فقد جفانی رواہ ابن عدی بسند حسن انتہی نیز یہی ملا علی قاری
درۂ مضیۂ میں لکھتے ہیں واما الاجماع فقد نقلہ جماعۃ من الائمۃ حملۃ الشرع
منہم النووی من الشافعیۃ وابن الہمام من الحنفیۃ فی فتح القدیر ان الزیارۃ
افضل الاعمال واجل القرب الموصلۃ الی ذی الجلال ومشروعیتہا محل اجماع
بلا نزاع وانما الخلاف بینہم فی انہا واجبۃ او مندوبۃ فقیل واجبۃ وقد یستدل
بظاہرہ الذی صرح بہ بعض الظاہریۃ بخبر ابن عدی بسند یحتج بہ وہو قولہ صلی اللہ علیہ
وسلم من حج البیت ولم یزرنی فقد جفانی بجعل من حج قیداً لبیان الاولی
والاہم والاغلب حتی یکون لہ مفہوم ویؤید ذلک سقوطہ من روایاتٍ اُخر
مثل قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من وجد سعۃ ولم یفد الی فقد جفانی
وعن انس رض بلفظ ما من احد من امتی لہ سعۃ ثم لم یزرنی فلیس
لہ عذر وہو قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا عذر لمن کان لہ سعۃ من امتی
ولم یزرنی اخرجہ ابن عساکر بمعناہ عن انس رض وقولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من لم
یزر قبری فقد جفانی ذکرہ ابن عساکر فی تحفۃ الزائر وجفاوہ صلی اللہ علیہ وسلم

حرام فعدم زیارتہ المتضمن لجفائہ کذلک انتہیٰ ایضا ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ
ای حرام ۱۲
شرح شفائے قاضی عیاض میں لکھتے ہیں والاحادیث فی ہذا الباب
کثیرۃ والروایات فیہا شہیرۃ منہا مارواہ علیؓ مرفوعاً من زار قبری بعد موتی
فکانما زارنی فی حیاتی ومن لم یزر قبری فقد جفانی وقد استدل بہ علی
وجوب الزیارۃ بعد الاستطاعۃ ولابن عدی بسند یحتج بہ من حج البیت ولم
یزرنی فقد جفانی علامہ محقق ابن حجر الجوہر المنظم میں لکھتے ہیں۔
واما اجماع المسلمین۔ فقد نقل جماعۃ من الائمۃ حملۃ الشرع الذین علیہم
المدار والمعول فی نقل الخلاف والاجماع وانما الخلاف بینہم فی انہا واجبۃ او مندوبۃ
فقیل واجبۃ وقد یستدل بظاہرہ الذی صرح بہ بعض الظاہریۃ بل جزم بہ بخبر ابن
عدی بسند یحتج بہ وہو قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من حج البیت ولم یزرنی فقد
جفانی وجفاؤہ صلی اللہ علیہ وسلم حرام فعدم زیارتہ المتضمن لجفائہ کذلک
ای حرام ۱۲
انتہیٰ۔

چھیاسٹھویں (۶۶) دلیل۔ سید سمہودی کی وفاء الوفا اور شرح مختار وغیرہ کتب
فقہ مذہب حنفی سے معلوم ہوتا ہے کہ قریب واجب ہونا زیارت شریف کا
جس کو حکم واجب کا ہے جیسا کہ دلیل ترسٹھ میں گذر چکا فقہائے حنفیہ کا مذہب
اور قول ہے اور اعظم مستحبات ہونے پر تو ہمارے مشائخ حنفیہ اور شافعیہ
اور مالکیہ اور جمہور حنبلیہ کا اتفاق ہے وفاء الوفا میں ہے الحنفیۃ قالوا ان
زیارۃ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من افضل المستحبات بل تقرب من درجات
الواجبات وکذلک نص علیہا المالکیۃ والحنابلۃ بلکہ ارکان اربعہ

ف اس باب میں احادیث بہت وارد ہیں۔

ف ایضا اجماع

مولانا بحر العلوم میں ہے کہ جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے افضل رسل ہونیکا ایمان حاصل ہے اسے اس بارہ میں زیادہ دلیل کی کچھ ضرورت نہیں اور جو اس کا منکر ہے مانند ابن تیمیہ وغیرہ کے وہ احمق اور سفیہ ہے اور واضحات اسلامیہ کا منکر ہے طریق وصول برکات عظیمہ کا اور یہ کہنا کہ زیارت شریف میں کچھ فائدہ نہیں جہالت عظیمہ اور محرومی فخیمہ ہے اور یہ بات وہی کہے گا جس کو ذرہ بھر عقل و ادب نہ ہو بلکہ ایسی باتیں منہ پر لانے ہی کی نہیں ان کا گمان تو بڑی چیز ہے اعلم ان زیارۃ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق مشائخنا الکرام وباتفاق الشافعیۃ والمالکیۃ وجماہیر الحنابلۃ من اعظم المندوبات ومنبع البرکات وفی شرح المختار انہا قربۃ من الواجب لمن لہ سعۃ ولا یحتاج فی ہذا الحکم الی دلیل زائد بعد التصدیق بان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل الرسل ومن انکر ہذا کما نقل عن ابن تیمیۃ ومتبعیہ فقد سفہ نفسہ وانکر الواضحات الاسلامیۃ وجحد طریق الوصول الی البرکات العظیمۃ وبالجملۃ ان انکار کون زیارۃ قبر الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من اعظم مہمات القربات والقول بانہ لا فائدۃ فیہا جہل عظیم وحرمان عن خیر عظیم وقول من لا عقل لہ ولا ادب لہ وامثال ہذہ الاقاویل لا ینبغی ان یتفوہ بہا فضلاً عن ان یظن بہا۔

ستھوئیں دلیل۔ علامہ محقق سبکی شفاء الاسقام میں افادہ فرماتے ہیں وذلک من وجوہ احدہا الکتاب العزیز وہو قولہ تعالیٰ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک فاستغفروا اللہ واستغفر لہم الرسول

لوجدوا اللہ توابا رحیما والمجی صادق علی المجی من قرب ومن بُعدٍ
بسفر وغیرہ والثانی السنة من عموم قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
من زار قبری فانہ یشمل القریب والبعید لاسیما قولہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی الحدیث الذی صححہ ابن السکن من جاء فی زائرا لا تعملہ حاجة
الا زیارتی فان ہذا ظاہر فی السفر بل فی تلخیص القصد الیہ وتجریدہ عما سواہ
والثالث من السنة ایضاً لنصہا علی الزیارة ولفظ الزیارة یستدعی
الانتقال من مکان الزائر الی مکان المزور وایضاً فقد ثبت خروج النبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من المدینة لزیارة القبور واذا جاز الخروج الی قریب
جاز الخروج الی بعید فمما ورد فی ذلک خروجہ الی البقیع وہو ثابت فی
الصحیح الرابع الاجماع لاطباق السلف والخلف فان الناس لم یزالوا فی
کل عام اذا قضوا الحج یتوجہون الی زیارتہ صلی اللہ علیہ وسلم ومنہم من یفعل
ذلک قبل الحج ہکذا شاہدناہ وشاہدہ من قبلنا وحکاہ العلماء عن الاعصار
القدیمة الخامس ان وسیلة القربة قربة۔

یعنی والزیارة قربة فشد الرحال للزیارة قربة لانہ وسیلة ۱۲

اٹھویں دلیل مواہب لدنیہ میں علامہ محدث امام قسطلانی شارح صحیح بخاری
شریف ارقام فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر شریف کی
زیارت اعظم عبادات اور ارجی طاعات ہے اور جو اس کا معتقد نہیں بلکہ
اس کے خلاف کا اعتقاد رکھنے والا ہو وہ مسلمان نہیں بلکہ مرتد ہے کیونکہ
مخالف ہے خدا اور رسول کا اور منکر ہے چاروں دلیلوں شرعیہ کتاب وسنت
اور اجماع وقیاس کا اعلم ان زیارة قبرہ الشریف من اعظم القربات

ف سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ف سنت ایضاً

ف القیاس من الاشمل ان الانتقال ثم الاعتبار بالانتقال من ضیع الرجال کما صح بلا انتہ کرے صاحب البدایة وغیرہ من ارباب الحیال

ف الاجماع

ف حاضری بارگاہ عالم پناہ قرب یعنی عبادت ہے اور سفر دور ودراز سے جانا اس حاضری کیلئے وسیلہ ہے اور وسیلہ عبادت کا عبادت ہے تو دور ودراز سے سفر زیارت کا اسلئے عبادت ہے۔

وارجی الطاعات والسبیل الی اعلی الدرجات ومن اعتقد غیر ہذا فقد انخلع من
ربقة الاسلام وخالف اللہ ورسولہ وجماعة العلماء الاعلام وقد اطلق بعض المالکیة
وہو ابو عمران الفارسی کما ذکرہ فی المدخل عن تہذیب الطالب لعبد الحق
انہا واجبة (الی قولہ) قال العلامة زین الدین بن الحسین المراغی ینبغی لکل مسلم
اعتقاد کون زیارتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قربة للاحادیث الواردة فی ذلک ولقولہ
تعالیٰ ولو انہم اذ ظلموا انفسہم جاؤک الخ وقد اجمع المسلمون علی
استحباب زیارة القبور کما حکاہ النووی واوجبہا الظاہریة فزیارتہ صلی اللہ
علیہ وسلم مطلوبة بالعموم والخصوص ولان زیارة القبور تعظیم وتعظیمہ صلی اللہ علیہ
وسلم واجب انتہی ملخصاً۔

(۶۹) فزیارتہ واجبة ۱۲

انہترھویں دلیل۔ الجوہر المنظم فی زیارة النبی المکرم میں علامہ حجر
مکی ہیتمی لکھتے ہیں کہ ترک زیارت باوجود استطاعت میں خوف ہے قطیعہ کا
تارک پر کہ اس کا تعلق حضور سے قطع ہو جاوے معاذ اللہ اور اس کو خیبت
وخسران دنیا وآخرت اور حرمان وشقاوت لاحق ہو اس لئے کہ جسطرح ترک
زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جفا وارد ہے اسیطرح ترک صلوٰة
عند سماع ذکر نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت جفا وارد ہے اور سوا اس کے
اور وعیدین تارک صلوٰة کے باب میں وارد ہیں اور جب جفا میں دونوں مساوی
ہوئے تو خوف ہے اثبات کا کہ جو جو وعیدیں صلوٰة کے ترک پر ثابت
ہیں وہ سب تارک زیارت کے لئے بھی ثابت ہوں مانند بخیل وملعون
وبعید بن ہونے اور مستحق دخول نار اور خاطی طریق جنت اور راغم الانف

اور خدا ور سول سے بعید ہونا اور جبریل علیہ السلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پر بددعا اور حضور کا منہ دیکھنا اس کو نصیب نہ ہوگا اور امثال ان کے اور ہم نے بہت لوگوں کو دیکھا جنہوں نے باوجود قدرت کے زیارت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کیا اُن کے چہرے بگڑ گئے مُنہ کالے ہو گئے دنیا میں ایسے مبتلا ہوئے کہ دین کے کاموں سے جاتے رہے پھر جو لوگوں کے عار و ننگ دلانے سے قصد کیا زیارت کا تو زیارت سے ان کو روک دیا گیا اور غائب و خاسر ہوئے حتیٰ کہ اسی حال میں وہ مر گئے یا قہر الٰہی میں مبتلا ہوئے کہ مظالم ناس کی وجہ سے زبردستی زیارت سے روکے گئے ان وعیدوں سے صاف ظاہر اور روشن ہے کہ زیارت قبر شریف بر تقدیر قدرت و استطاعت ضروری اور واجب ہے جیسا کہ ہمارے امام صاحب امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول اور مذہب ہے اور اعظم قربات اور اوکد مستحبات سے مراد وجوب ہے اعلم انہ صلی اللہ علیہ وسلم حذرک من ترک الزیارۃ اتم تحذیر وارشدک الیہا بابلغ بیان واوضح تقریر وبین لک من آفاتہا ما ان تاملتہ خشیت علی نفسک القطیعۃ والعواقب حیث قال من حج ولم یزرنی فقد جفانی فبیّن لک ان فی ترک زیارتہ جفاء ومر انہ من ترک البر والصلۃ او غلظ الطبع والبعد من السخاء ومر ان ذکر من حج لیس قیدا فلا مفہوم لہ ویؤید ذلک انہ صلی اللہ علیہ وسلم جعل فی عدم الصلوۃ علیہ عند سماع ذکرہ الجفاء ایضا فقد صح عن قتادۃ مرسلا انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من الجفاء ان اذکر عند رجل فلا یصلی علیَّ

وبہ یعلم ان بین ترک الزیارۃ مع القدرۃ علیہا وترک الصلوۃ علیہ عند سماع ذکرہ استوا رًا فی الجفا بمعناہ الاول بل والثانی فیخشی ح علی تارک زیارۃ ان یحصل لہ من العقوبات والقبائح نظیر ما ورد فی ترک الصلوۃ علیہ عند سماع ذکرہ او مطلقا اسکے بعد وہ حدیثیں جو درباب زجر تارکِ صلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثابت ہیں ذکرکیں پھر کہا فعلم من ہذہ الاحادیث ان من لم یصل علیہ عند سماع ذکرہ یکون موصوفا باوصاف قبیحۃ شنیعۃ ککونہ شقیا وکونہ راغم الانف وکونہ مستحقا لدخول النار وکونہ بعیدا من اللہ ورسولہ وکونہ مدعوًا علیہ من جبرئیل ومن نبینا صلی اللہ علیہ وسلم بجمیع ہذہ العقوبات وبالسحق وکونہ قد خطی طریق الجنۃ وکونہ موصوفًا بالبخیل کل البخل وکونہ ملعونا وکونہ لا دین لہ وکونہ لایری وجہ نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلم مما مران بین ترک الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وترک زیارتہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع القدرۃ علیہ تساویًا فی ان کلًا منہما جفا رلہ وان جمیع ہذہ الاوصاف القبیحۃ الشنیعۃ التی تثبت لتارک الصلوۃ علیہ عند سماع ذکرہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یخشی ان تثبت نظیرہا لتارک الزیارۃ فیخشی علیہ ان یکون شقیاً راغم الانف مستحقاً لدخول النار بعیدا من اللہ ورسولہ مدعوا علیہ من جبرئیل علیہ السلام ومن نبینا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذلک وبالسحق وبخیلاً ملعونًا لادین لہ ولایری وجہ نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فاستحضر ذلک واحفظہ واخبر بہ من تہاون فی ترک الزیارۃ مع القدرۃ علیہا لعلہ یکون حاملا علی التنصیل من ہذہ القبائح والرجوع الی اللہ تارکا جفا ر نبیہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الذی ہو وسیلتہ ووسیلۃ سائرالخلق

الی ربہم ولقد شاہدنا کثیرین ترکوا الزیارۃ مع القدرۃ علیہا فاورثہم اللہ تعالیٰ
بذلک ظلمۃ محسوسۃً ظہرت علی وجوہہم وفترۃً عن الخیرات قطعتہم عن عبادۃ
وشغلتہم بالدنیا الی ان ماتوا علی ذلک وکثیرین غلبت علیہم مظالم الناس
الی ان منعوا منہا قہراً ولقد اخبرت عن بعضہم من اہل مکۃ المشرفۃ انہ کلما اراد ان
یتجہز لہا منعہ عائق عنہا فلا زال الناس یوبخونہ بترک الزیارۃ الی ان اخذ
فی اسبابہا فجہز مالہ واخذ جمیع اہلہ وصرف علیہم مصرفاً کثیراً وقال لہم اخرجوا
قبلی والحقکم قریباً فلما جہز مرکوبہ واراد ان یرکبہ سلطہ اللہ علیہ صب الدم
بکثرۃ فاحشۃ فتخلف وذہب اہلہ للزیارۃ وعادوا وقد عوفی ثم استمر سائراً
من الناس وموبخاً بما وقع بہ الی ان مات من غیر زیارۃ لما انہ حقت
علیہ کلمۃ الحرمان وبار بواسطۃ ظلمہ للناس بابلغ القواطع واعظم الخسران ووقع
بغیر واحد من الظلمۃ ایضاً انہ اخذ فی اسبابہا وسافر الی ان وصل الی قریب
من المدینۃ الشریفۃ ورائی آثارہا فخرج بعض خدمۃ الحجرۃ الشریفۃ الی الرکب
یقول این فلان بن فلان فدل علیہ فقال لہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم یقول لک لا تدخل الیہ فجلس یبکی علی نفسہ الی ان دخل الناس
للزیارۃ وخرجوا الیہ فرجع معہم خائباً وہو علی غایۃ من الاسف والندم والعار
والکآبۃ والظلم انتہی۔ ان عبارات سے واضح ہوا کہ بارگاہ اقدس وآستانۂ
عرش پناہ روضۂ مقدس کی حضوری کا وہ فضل اور مرتبہ ہے کہ اس سے
قدرت ہوتے ہوئے محروم رہنا یا انکار اس سے علامات شقاوت
اور بدنصیبی اور محرومی سے ہے اگر حضوری آستانۂ مبارک کو یہ شرف

اور بزرگی اور یہ رتبہ نہ ہوتا تو تارک زیارت جفا کار بقول سید ابرار محبوب رب غفار نہ قرار پاتا نہ اس پر خوف ہوتا ملعون و بیدین و شقی ورانعم الانف اور مستحق دخول نار اور بعید من اللہ ورسولہ صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا پس زیارت قبر شریف خواہ سنت اوکد ہو یا اعظم مستحبات اور اجل قربات اور افضل مندوبات یا واجب یا قریب واجب بہر حال اس کا تارک اور منکر علمائے دین متین کے نزدیک لائق طعن و تشنیع اور سخت ملامت اور توہین کا ہے اور مستحق و سزاوار ہے عقوبات و عذابات دنیوی واخروی کا

دلیل ستروّیں اعظم فوائد زیارت سے ایک یہ امر ہے کہ زائر کو ایک عظیم شرف حضوری میں یہ حاصل ہوتا ہے کہ جب حاضر بارگاہِ عالی ہو کر درود اور سلام عرض کرتا ہے تو حبیب رب العالمین خود سنتے ہیں بہ نفس نفیس بلا کسی واسطہ کے اور خود اس کا جواب بلا واسطہ دیتے ہیں یہ کتنا بڑا فخر اور شرف ہے زائر کے لئے اور جو شخص غیبت میں درود و سلام بھیجتا ہے تو بواسطہ فرشتوں کے حضور کے سامنے پیش ہوتا ہے۔

علامہ سبکی رحمۃ اللہ علیہ شفاء الاسقام میں بعد ذکر کرنے ان احادیث کے جنسے درود و سلام کا پیش کیا جانا ثابت ہے لکھتے ہیں کان مقصودنا بجمع ہذہ الاحادیث بیان العرض علی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وان المراد بہ التبلیغ من الملائکۃ وہذا فی حق الغائب بلا اشکال واما فی حق الحاضر عند القبر فہل یکون کذلک او یسمعہ بغیر واسطۃ ورد فی ذلک حدیثان احدہما من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی نائیا بلغتہ الخ علامہ محقق ابن حجر جوہر منظم

ای بعیدا

فی زیارۃ القبر المکرم میں لکھتے ہیں ومن اعظم فوائد الزیارۃ ان زائرہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی وسلم علیہ عند قبرہ سمعہ سماعا حقیقیا ورد علیہ من غیر واسطۃ وناہیک بذلک بخلاف من یصلی او یسلم من بعد فان ذلک لا یبلغہ ولا یسمعہ الا بواسطۃ والدلیل علی ذلک احادیث کثیرۃ ذکرتہا فی کتابی[1] السابق ذکرہ منہا ما جاء عنہ صلی اللہ علیہ وسلم بسند جید من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعید اعلمتہ (الی قولہ) انہ صلی اللہ علیہ وسلم یبلغ الصلوۃ والسلام اذا اتاہ من بعد ویسمعہما اذا کان عند قبرہ الشریف بلا واسطۃ الیاہی ملا علی قاری الدرۃ المضیئۃ فی الزیارۃ المصطفویہ میں تحریر فرماتے ہیں ومن اعظم فوائد الزیارۃ ان زائرہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا صلی وسلم علیہ عند قبرہ سمعہ سماعاً حقیقیاً ورد علیہ من غیر واسطۃ بخلاف من یصلی وسلم علیہ من بعید فان ذلک لا یبلغہ الا بواسطۃ لما جاء عنہ بسند جید من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی من بعید اعلمتہ اور شیخ محمد بن عبد الباقی زرقانی شرح مواہب لدنیہ میں لکھتے ہیں روی الخطیب عن ابی ہریرۃ مرفوعا من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا وکل اللہ بہا ملکا یبلغنی ورواہ الدیلمی بلفظ نائیا ابلغتہ وظاہرہ ان محل تبلیغہ مالم یکن المصلی عند القبر الشریف والا سمعہ بنفسہ قال الشہاب ابن حجر فی فتاواہ والذی یظہر ان المراد بالعندیۃ ان یکون فی محل قریب من القبر بحیث یصدق علیہ عرفا انہ عندہ وبالبعد عنہ ما عدا ذلک وان کان بمسجدہ

[1] مراد اس سے انکی کتاب ہے جس کا نام الدر المنضود فی الصلوۃ علی صاحب المقام المحمود ہے ۱۲

وفی القول البدیع اذا کان المصلی عند قبرہ الشریف سمعہ بلا واسطۃ سواء کان
لیلۃ الجمعۃ او غیرہا اور قاضی عیاض شفا میں لکھتے ہیں عن ابی ہریرۃ رضؓ
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی علی عند قبری سمعتہ
ومن صلی علی نائیا بلغتہ وعن سلیمان بن سحیم رایت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فی النوم فقلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہولاء الذین یاتونک فیسلمون
علیک اتفقہ سلامہم قال نعم وارد علیہم تنزیہ الشریعۃ عن الاحادیث
الموضوعۃ میں ابن عراق لکھتے ہیں حدیث ابی ہریرۃ من صلی علی عند قبری
سمعتہ اخرجہ البیہقی من ہذا الطریق وتابع السدی عن الاعمش ابو معاویۃ واخرجہ
ابو الشیخ فی الثواب قلت وسندہ جید کما نقلہ السخاوی عن شیخہ الحافظ ابن
حجر ولہ شواہد من حدیث ابن مسعود وابن عباس وابی ہریرۃ اخرجہا البیہقی ومن
حدیث ابی بکر الصدیق اخرجہ الدیلمی ومن حدیث عمار اخرجہ العقیلی من طریق
علی بن القاسم تنبیہ نبیہ حبیب اکرم اور محبوب مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کہ جملہ اسماع وابصار کی اصل ہیں ان کا سماع اور اس سماع کی کیفیت
اور ایسا ہی ہر درود وسلام ہر مصلی ومسلم کا خود جواب فرمانا جو تمام عالم
میں سے ہر آن کروڑہا اشخاص سے حضور عالی میں پہنچتے ہیں اور حضور
ان سب کے جوابات خود فرماتے ہیں حاضرین ومخلصین کے جوابات
درود وسلام بلا واسطہ اور غائبین کے بواسطہ ملائکہ بھیجنا ان سب کی
کیفیت واقعیہ حق تعالیٰ جانتا ہے اور جب اجماع محققین ثابت ہے۔
اس امر پر کہ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم متصف ہیں اور متحقق بجمیع

صفات الٰہیہ کما صرح بہ الشیخ المحدث الدہلوی فی آخر مدارج النبوۃ حیث قال
چوں وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فانی شدہ است در ذات وصفات
الٰہی لاجرم باقی باشد بآں ومتصف گردد بداں زیرا کہ خلاف نیست نزد محققین
در آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متصف ومتحقق است بجمیع اسماے حسنیٰ
وصفات علیا انتہیٰ وقد فصلتہ فی رسالۃ تبشیر الوریٰ بحضور المصطفیٰ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم تو اس تقدیر پر کسی اشکال کی مجال نہیں اصلا پس حضور کے سماع کے
باب میں کوئی بات کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے حضور کے متوسلین
اولیاء اللہ جب ان کے مزار پر مخلصین حاضر ہوکر عرض معروض کرتے ہیں
اور پکارتے ہیں وہ ان کے پکارنے کو اور جملہ عرض معروض کو سنتے ہیں
اور ان کی حاجات ومرادات بر لاتے ہیں اور پوری کرتے ہیں جسکا
بیان اجمالاً سابق میں گذر چکا اور قدرے تفصیل انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ
آتی ہے بلکہ مطلق سماع موتیٰ عام ازینکہ مومن ہو یا کافر ناقص ہو یا کامل
ثابت اور محقق ہے کما ستعرفہ عن قریب فانتظرہ منقشا۔

دلیل اکہتر دیں(۷۱)۔ زیارت قبر نبوی علی صاحبہ افضل الصلوٰۃ واعلی التسلیمات
جو اعظم قربات وافضل طاعات سے ہے باتفاق واجماع اہل سنت وجماعت
جیسا کہ تصریحات اسکی گذر چکی اسپر یہ متفرع ہے کہ اگر کوئی شخص نذر مانے کہ میں
حضور کی قبر شریف کی زیارت کروں گا تو اس کا ایفا واجب ولازم ہے جسطرح
عبادات مقصودہ کی نذر۔ رہی یہ شرط جو فقہا نے وجوب ایفائے نذر میں لگائی ہے
کہ اسکی جنس کا بعینہ فرد واجب ہو شرعاً تب ایفا لازم ہے جیسا کہ بحر الرائق

میں ہے اعلم انہم بان شرط لزوم النذر ثلثة کون المنذور لیس بمعصیة وکونہ من جنسہ واجب وکون الواجب مقصودا فخرج بالاول النذر بالمعصیة وبالثانی نحو عیادة المریض وبالثالث ما کان مقصودا لغیرہ تو یہاں جنس زیارت سے ہجرت ہے حضور کی طرف حضور کی حیات میں اور جب نذر مشی الی المسجد الحرام یا مشی الی المکة المشرفة کا ایفاء اسوجہ سے لازم ہے کہ اس کے لئے اصل شرع میں ثابت ہے اور اسکی جنس سے عبادت واجب ہے یعنی حج وعمرہ تو زیارت قبر شریف کے لئے مشی کعبہ کی طرف مشی سے افضل ہی کیونکہ حضور کعبہ کی اصل ہیں اور کعبہ جو کعبہ وقبلہ ہوا ہے تو حضور کے طفیل اور حضور کی بدولت پس حضور کعبہ کی کعبہ ٹھیرے ولنعم ما قیل ؎

حاجیو آؤ چلو شاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو

شفاء الاسقام میں ہے فان قلت ما قولکم فیمن نذر زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم ہل ینعقد ذلک ویلزمہ ذلک ام لا قلت نعم نقول بانعقاد نذرہ ولزوم الزیارة بہ بھی اس میں ہے زیارة قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم قربة بحث الشرع علیہا ورغب فیہا وقد قدمنا ان فیہ جہتین جہة عموم وجہة خصوص فاما من جہة الخصوص وکون الادلة الخاصة وردت فیہا بعینہا فینظر القطع بلزومہا بالنذر الحاقا لہ بالعبادات المقصودة التی لم تشرع الا علی وجہ العبادة کالصلوٰة والصدقة والصوم والاعتکاف ولہذا المعنی قال القاضی ابن کج من اصحابنا اذا نذر ان یزور قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم فعندی انہ یلزم الوفاء بہ وجہا واحدا ولو نذر ان یزور قبر غیرہ ففیہ وجہان قلت ما قالہ من القطع بلزوم الوفاء بہا

ہو الحق واما اذا نظرنا الی زیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من جہۃ العموم واجتماع المعانی التی یقصد بالزیارۃ فیہ فیظہر ان یقال انہ یلزم بالنذر قولا واحدا ومن یشترط فی المنذور ان یکون مما وجب جنسہ فی الشرع فقد یقول ان زیارۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وجب جنسہا وہی الہجرۃ الیہ فی حیاتہ ایضا فیہ قال العبدی فی شرح الرسالۃ اما نذر المشی الی المسجد الحرام والمشی الی مکۃ فلہ اصل فی الشرع وہو الحج والعمرۃ والی المدینۃ لزیارۃ قبر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم افضل من الکعبۃ ومن بیت المقدس ولیس عندہ حج ولا عمرۃ انتہی مختصرا۔

وہ احادیث اور آثار جو عموماً یا خصوصاً زیارت غیر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باب میں وارد ہیں۔

بہترویں (۷۲) دلیل۔ پہلی حدیث۔ صحیح مسلم کی مشکوۃ شریف میں ہے قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا الخ رواہ مسلم اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صراحۃً امر فرمایا قبور کی زیارت کا کہ قبروں کی زیارت کرو اور اسمیں کوئی تخصیص نہیں ہے بلکہ عام ہے اس سے کہ قبر کسی نبی کی ہو یا ولی کی یا عامۂ مومنین کی رشتہ دار قریب ہو یا غیر اور نیز عام ہے اس سے کہ قریب سے زیارت کو جاوے یا دور سے سفر سے ہو یا بغیر سفر کے شد رحال کے ساتھ ہو یا بغیر شد رحال کے حضور کا قول اور فرمان مبارک

پہلی حدیث

قبر دُور و نزدیک سب کو شامل ہے اور سب قبروں کی زیارت تحت اس امر کے
داخل ہے اور کوئی اس کا مخصوص نہیں ہے اور جب عام قبروں کی زیارت
ماموریہ ہوئی جس کا ادنیٰ استحباب یا اباحت ہے تو خواص کی زیارت
بالخصوص اخص الخواص کی خصوصاً اصل العام والخاص واصل الکل
ومنشار الکل ومبدء الکل علیہ افضل الصلوات واعلیٰ التحیات کی زیارت
کا استحباب بطریق اولیٰ مستحب اور جائز ہوا باوجود ورود دلائلِ خاصہ کے
اس بارے میں کما قدمرا اور اسیواسطے اس حدیث کے شراح اور محشیین عموماً
لکھتے ہیں اور تسلیم کرتے ہیں کہ زیارۃ القبور مستحب فانہ یورث رقۃ القلب
ویذکر الموت والبلی وغیر ذلک من الفوائد پس اولیاء اللہ ومشائخ طریقت
وغیرہم کے مزارات کی طرف مطلقاً سفر کرنا اس حدیث سے اور احادیث
آئندہ سے بخوبی ثابت ہے اب یہ سفر کرنا عام ہے اس سے کہ صرف
انکی زیارت کے لئے ہو بمقتضاے اخلاص ومحبت یا بنظر دعا واستغفار
للمیت یا واسطے استمداد اور طلب حاجات کے ہو ان سے یا بذریعہ
اور وسیلہ ان کے حق تعالیٰ سے بوجہ عقیدت وارادت واستفاضت
واجابت۔

اول۔ تو سنت کے موافق ہے کہ قول وفعل آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم اور قول وفعل صحابہ وتابعین سے ثابت ہے کما ستعلم اور
ثانی۔ طریق اہل کشف وکمال کے مطابق ہے کہ یہ امر ان کے
مسلمات اور جملہ مقررات میں سے ہے جس میں کوئی شک اور شبہ

نہیں ہے صوفیہ اور کاملین کے نزدیک اور نیز فقہائے محققین کے مذہب اور روایت کے موافق ہے اور جو لوگ فقہا میں سے استمداد کے اہل قبور سے منکر ہیں وہ بھی نبی کریم اور تمام انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام سے استمداد کے قائل اگر ان کو انکار ہے تو صرف غیر انبیاء کی نسبت نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر انبیا علیہم السلام کی نسبت جیسا کہ **مرقاۃ** اور **لمعات** اور **اشعۃ اللمعات** و **شروح و حواشی مشکوٰۃ** وغیرہا۔ میں ان امور کی تصریحات مرقوم ہیں والعمدۃ فی ذلک الدعاء للمیت والاستغفار لہم وبذلک وردت السنۃ وکان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم یاتی البقیع ویسلم علی اہلہا یستغفر لہم واما الاستمداد باہل القبور فی غیر النبی صلی اللہ علیہ وسلم والانبیاء علیہم السلام فقد انکرہ کثیر من الفقہاء واثبتہ المشائخ الصوفیۃ قدس اللہ اسرارہم وبعض الفقہاء رحمہم اللہ تعالیٰ وذلک امر مقرر عند اہل الکشف والکمال منہم ولا شک فی ذلک عندہم حتی ان کثیرا منہم وحصل لہم الفیوض من الارواح وسمی ہذہ الطائفۃ اویسیۃ فی اصطلاحہم قال الامام الشافعی رح قبر موسیٰ الکاظم تریاق مجرب لاجابۃ الدعاء وقال حجۃ الاسلام محمد الغزالی من یستمد فی حیاتہ یستمد بعد مماتہ والزیارۃ یوم الجمعۃ افضل خصوصاً فی اولہ وجاء فی الروایۃ انہ یعطی للمیت فی یوم الجمعۃ الادراک اکثر ما یعطی فی سائر الایام۔

ف اہل اللہ کا ایک گروہ جنکا نام اویسیہ ہے ان کو فیض قبور اور ارواح سے حاصل ہوا ہے اور ہوتا ہے اور ہو سکتا ہے۔

ف حضرت موسیٰ کاظم علیہ الرحمۃ کی قبر شریف دعا کی قبولیت کے لئے تریاق مجرب ہے

دوسری حدیث

(۷۳)

تہترویں دلیل - دوسری حدیث صحیح مسلم عن ابی ھریرۃ رضی

قال زار النبی صلی اللہ علیہ وسلم قبر امہ فبکٰی وابکٰی من حولہ فقال استاذنت ربی فی ان استغفر لہا فلم یؤذن لی واستاذنتہ فی ان ازور قبرھا فاذن لی فزوروا القبور فانہا تذکر الموت رواہ مسلم

اس حدیث سے خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا والدہ شریفہ کی قبر شریف کی زیارت کے لئے تشریف لیجانا اور عام طور پر امت کو عموماً زیارت کا امر فرمانا اور اس کے فائدے کا بتانا کہ وہ موت کو یاد دلانیوالی ہے ثابت ہے اور والدہ شریفہ کی قبر مبارک درمیان مکہ شریفہ اور مدینہ شریف کے مقام ابواء میں جو ودّان کے قریب یا حجون میں واقع ہے جیساکہ مدارج النبوت میں ہے آمنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم را بام ایمن بمدینہ بدیدن احوال پدر او از بنی النجار بمدینہ برد و یکماہ آنجا بودند و بعد ازاں بمکہ باز گشتند و چوں بابوا کہ موضعے است قریب بمدینہ رسیدند آمنہ وفات یافت وہمانجا اورا دفن کردند و در روایتے آمدہ است کہ قبر آمنہ در حجون است بمکہ در جانب معلّٰی و بعضے گفتہ اند کہ تواند کہ بعد از دفن در ابوا بمکہ نقل نمودہ باشند انتہی اور قاموس میں ہے والابواء موضع قرب ودّان انتہی بہرحال اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زیارت کے واسطے سفر کرنا متحقق ہے۔

لے ہذا انما کان قبل احیاء الابوین لہ صلی اللہ علیہ وسلم ثم انہما احییا بدعاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم فامنا بہ کما فی الدر المختار وغیرہ ۱۲ منہ

چوہتروین (۷۴) دلیل - تیسری حدیث - ایضاً فی المشکوٰۃ عن بریدۃ قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلمہم اذا خرجوا الی المقابر
السلام علیکم اہل الدیار من المومنین والمسلمین وانا انشاء اللہ
بکم لاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ رواہ مسلم

دلیل پچہتر (۷۵) ویں چوتھی حدیث - عن ابن عباس قال مر النبی صلی اللہ
علیہ وسلم بقبور بالمدینۃ فاقبل علیہم بوجہہ فقال السلام علیکم
یا اہل القبور یغفر اللہ لنا ولکم انتم سلفنا ونحن بالاثر رواہ الترمذی
وقال ہذا حدیث حسن -

دلیل چہتر (۷۶) ویں پانچویں حدیث - عن عایشۃ رضی اللہ عنہا قالت
کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما کان لیلتہا من رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یخرج من آخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم
دار قوم مومنین واتاکم ما توعدون غداً موجلون وانا انشاء اللہ
بکم لاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد رواہ مسلم

دلیل ستہتر (۷۷) ویں حدیث چھٹی - وعنہا قالت کیف اقول یا رسول اللہ
فی زیارۃ القبور قال قولی السلام علیکم اہل الدیار من المومنین
والمسلمین ویرحم اللہ المستقدمین منا والمستاخرین وانا انشاء اللہ
بکم لاحقون - رواہ مسلم -

دلیل اٹھتر (۷۸) ویں ساتویں حدیث - عن محمد بن النعمان یرفع الحدیث
الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال من زار قبر ابویہ او احدہما

تیسری حدیث

چوتھی حدیث

پانچویں حدیث

چھٹی حدیث

ساتویں حدیث

فی کل جمعۃ غفر لہ وکتب برا رواہ البیہقی فی شعب الایمان

دلیل اناسی (۷۹) - آٹھویں (۸) حدیث - عن ابن مسعود ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فانہا تزھد فی الدنیا وتذکر الاخرۃ رواہ ابن ماجۃ

دلیل اسی (۸۰) - نویں حدیث مشکوٰۃ شریف میں ہے - عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح وقال قد رای بعض اہل العلم ان ہذا کان قبل ان یرخص النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی زیارۃ القبور فلما رخص دخل فی رخصتہ الرجال والنساء وقال بعضہم انما کرہ زیارۃ القبور للنساء لقلۃ صبرہن وکثرۃ جزعہن تم کلامہ انتہی ما فی المشکوٰۃ ترمذی کے حاشیہ فخر میں ہے قال الطیبی زیارۃ القبور ماذون فیہا للرجال وعلیہ عامۃ اہل العلم واما النساء فقد روی عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعن زوارات القبور فرای بعض اہل العلم ان ہذا کان قبل ان یرخص فی زیارۃ القبور فلما رخص عمت الرخصۃ لہن فیہ انتہی قال القاری اقول ہذا البحث موقوف علی التاریخ والا فظاہر ہذا الحدیث العموم لان الخطاب فی نہیتکم کما انہ عام للرجال والنساء علی وجہ التغلیب واصالۃ الرجال فکذلک الحکم فی فزوروہا (ای فزوروھا) قال النووی واجمعوا علی ان زیارتہا سنۃ لہم وہل یکرہ للنساء وجہان وقال العینی زیارۃ القبور مکروہۃ للنساء بل حرام فی ہذا الزمان قلت لان فی خروجہن فتنۃ ولکن لا یکرہ زیارۃ قبرہ صلی اللہ علیہ وسلم لہن عند الجمہور حاصل ترجمہ قبروں کی

آٹھویں حدیث

نویں حدیث

قبروں کی زیارت سنت ہونے پر اجماع

زیارت کی عام اجازت ہے مردوں کے واسطے اور یہی مسلک ہے
جمہور کا امام نووی نے فرمایا کہ مردوں کے لئے قبروں کی زیارت
سنت ہے اور اسپر اجماع ہے اور عورتوں کے لئے مکروہ ہے
بوجہ خوف فتنہ کے اور اگر فتنہ کا خوف نہ ہو جیسے شوہر یا بیٹا ساتھ ہو تو
زیارت کیلئے ان کے جانے میں بھی کراہت نہیں ہے اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت عورتوں کے واسطے بلا کراہت جائز ہے
جمہور کے نزدیک۔

دلیل الکاشی۔ دسویں حدیث۔ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت
کنت ادخل بیتی الذی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانی واضع
ثوبی واقول انما ہو زوجی وابی فلما دفن عمر معہم فو اللہ ما دخلتہ
الا وانا مشدودۃ علی ثیابی حیاءً من عمر رواہ احمد ترجمہ حضرت
ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں حضور کی زیارت
کو جاتی تھی قبر شریف پر بے چادر اوڑھے اور اپنے جی میں یہ کہتی تھی
کہ یہاں کوئی اجنبی شخص نہیں ہے صرف میرے شوہر ہیں اور میرے
باپ ہیں۔ جب ان کے ساتھ حضرت عمر رضی اللہ عنہ دفن ہوئے
تو قسم خدا کی میں بے چادر وغیرہ کے کبھی زیارت شریف پر نہیں گئی۔
حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے شرم وحیا کے مارے۔ اسپر حضرت شیخ
محدث لمعات میں تحریر فرماتے ہیں اوضح دلیل علی حیوۃ المیت
وعلی انہ ینبغی احترام المیت عند زیارتہ مہما امکن لاسیما الصالحین بان یکون

حدیث ۱۰ فضیلت

فی نہایت الحیاء والتادب بظاہرہ وباطنہ فان للصالحین رداً ظاہراً بالغاً لزوارہم بحسب ویہم وبنیتہم وقبولہم انتہی حدیث خوب کھلی ہوئی دلیل ہے مردوں کی زندگی پر اور دلیل ہے اسبات کی کہ جہانتک ممکن ہو زیارت کیوقت مردوں کی تعظیم کرنی چاہیئے خصوصاً صالحین یعنی اولیاء اللہ کی زیارت میں تو نہایت ادب اور حیا کا برتاؤ چاہیئے ظاہراً اور باطناً اسلیئے کہ جسقدر زیادہ ادب ہوگا اسی قدر زیادہ ان سے فیض حاصل ہوگا ان کی مدد شامل حال ہوگی زائر کے حق میں موافق نیت اور اخلاص ومحبت کے اسواسطے کہ اولیاء اللہ کی مدد ظاہر ان کی زیارت کرنیوالوں کو پہنچتی ہے اُن کے مرتبے اور قبولیت عنداللہ کے مناسب تو جو ولی اللہ ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اُن کا مرتبہ زیادہ ہے اور مقبولیت ان کی بڑھی ہوئی ہے ان کی مدد ان کا فیض ان کی زیارت کرنیوالوں کو زائد پہنچیگا جیسے قطب عالم غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت خواجہ نقشبند مشکلکشا۔ اور حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی اور حضرت سلطان اولیاء الہند خواجہ معین الدین چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہم انتہی ترجمہ مع توضیح۔

گیارہویں حدیث

دلیل بیاسی (۸۲)۔ گیارہویں (۱۱) حدیث۔ ابن ماجہ میں ہے عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رخص فی زیارۃ القبور یعنی عایشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ امر محقق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت میں رخصت اور اجازت دی ہے مفتاح الحاجۃ شرح ابن ماجہ میں ہے وہذہ الاحادیث فیہا مشروعیۃ زیارۃ القبور ونسخ النہی عن الزیارۃ وقد حکی الحازمی والعبدری والنووی

اتفاق اہل العلم علی ان زیارۃ القبور للرجال جائزۃ وذہب ابن حزم الی ان زیارۃ القبور واجبۃ ولو مرۃ واحدۃ فی العمر لورود الامر بہ وہذا ینبنی علی الخلاف فی الامر بعد النہی ہل یفید الوجوب او مجرد الاباحۃ فقط والکلام فی ذلک مستوف فی الاصول یعنی ان حدیثوں سے قبروں کی زیارتوں کا مشروع ہونا اور نہی عن الزیارۃ کا منسوخ ہونا ثابت ہے اور بے شبہ علامہ حازمی اور عبدری اور امام نووی نے اسپر اتفاق اہل علم کا نقل کیا ہے اور داؤد و ابن حزم کا تو مذہب یہ ہے کہ قبروں کی زیارت واجب ہے اگرچہ عمر بھر میں ایک بار ہو بہ سبب وارد ہونے امر کے اور یہ اختلاف اسپر مبنی ہے کہ نہی کے بعد جو امر ہووے وہ مفید
یعنی فزوروہا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔
وجوب ہوتا ہے یا صرف اباحت علم اصول میں اسکی پوری تحقیق ہے

دلیل تراسی (۸۳)۔ ابوداؤد میں ہے۔ عن ابی بریدۃ عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نہیتکم عن زیارۃ القبور فزوروہا فان فی زیارتہا تذکرۃ۔ [۱۲]

بارہویں حدیث

دلیل چوراسی (۸۴)۔ عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خرج الی مقبرۃ فقال السلام علیکم دار قوم مومنین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون۔ [۱۳] حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان کو تشریف لے گئے اور یہ دعا پڑھی نیز ابوداؤد میں حدیث سابق جو صحیح مسلم سے منقول ہوئی مذکور ہے جسکا مضمون ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حق تعالے سے والدہ شریفہ کی قبر کی زیارت کیواسطے اذن طلب کرنا اور حق تعالے

تیرہویں حدیث

کیطرف سے حضور کو زیارت کے لئے سفر کی اجازت کا ملنا اور
حضور کا والدۂ شریفہ کے مزار مقدس پر سفر کر کے جانا اور وہاں
جا کر خود رونا اور سب صحابہ کو رولانا اور اخیر میں عموماً یہ فرمانا کہ تم
سب لوگ قبروں کی زیارتیں کرو کیونکہ قبروں کی زیارتیں موت
کی یاد دلانے والیاں ہیں۔

دلیل پچاسی و چھیاسی (۸۵ و ۸۶) - نسائی - میں بریدہ سے مروی ہے
نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا اس کے حاشیہ میں مرقاۃ سے
منقول ہے۔ والزیارۃ یوم الجمعۃ افضل خصوصاً فی اولہ وھو المتعارف
فی الحرمین الشریفین یخرجون الی المعلی والبقیع للزیارۃ وقد ورد فی خبر
نعیم من زار قبر والدیہ واحدھما یوم الجمعۃ کان کحجۃ وفی روایۃ
البیھقی غفر لہ وکتب لہ براءۃ وجاء فی الروایات انہ یعطی للمیت
فی یوم الجمعۃ الادراک اکثر مما یعطی فی سائر الایام حتیٰ انہ یعرف
کثیرا من الایام الباقیۃ انتھی مختصراً حدیث نسائی سے جو صحیح مسلم کے
موافق ہے عموماً زیارت کا امر خواہ قریب سے ہو یا بعید سے ہو
بشد رحال ہو یا بغیر شد رحال کے یعنی دور و دراز سے سفر کر کے زیارت
کو جاوے یا بغیر سفر کے سب کا جواز ثابت اور مبرہن ہے اسیطرح
حدیث ابونعیم سے کہ جس نے اپنے والدین کی قبر کی زیارت کی یا ایک
کی جمعہ کے دن تو اس کو اجر ایک حج کا ملیگا اور بیہقی کی روایت میں
اسکی مغفرت ہوگی اور دوزخ سے نجات کی سند کا پروانہ عطا ہوگا

ف — چودہویں حدیث

ف — حرمین شریفین میں معمول ... جمعہ کے دن ... زیارت کیواسطے معلی اور البقیع کو ... جاتے ہیں

ف — پندرہویں حدیث

اور دوسری روایتوں میں جمعہ کے دن میت کو بہ نسبت دوسرے دنوں کے زیادہ ادراک اور شعور بخشا جاتا ہے ان سب میں حرص اور تحریص ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے عموماً مسلمانوں کو زیارت کے باب میں خواہ قبریں دور واقع ہوں سفر کی مسافت اور بعد پر یا قریب رہی نہی یا نفی لا تشد الرحال الخ کی اس کی تحقیق اور معنی ہم آئندہ لکھیں گے انشاء اللہ تعالی جس سے واضح ہوگا کہ احادیث رخصت و اجازت و امر بالزیارۃ سے اس کو کچھ تعلق نہیں ہے اور مخالفین و منکرین جو اس کے معنی سمجھے ہیں سراسر غلط اور باطل ہے اور وہم فاسد اور ظن عاطل ہے۔

۱۶

دلیل (۸۶) ستاسی۔ نسائی۔ میں ہے عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ انہ کان فی مجلس فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی کنت نہیتکم ان تاکلوا لحوم الاضاحی الا ثلثا فکلوا و اطعموا و ادخروا ما بدا لکم و ذکرت لکم ان لا تنتبذوا فی الظروف الدباء و المزفت و النقیر و الحنتم و انتبذوا فیما رأیتم و اجتنبوا کل مسکر و نہیتکم عن زیارۃ القبور فمن اراد ان یزور فلیزر نیز اس میں ہے عن ابی ھریرۃ قال زار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر امہ (بین مکۃ والمدینۃ) فبکی و ابکی من حولہ وقال استاذنت ربی عز وجل فی ان استغفر لھا فلم یؤذن لی و استاذنت فی ان ازور قبرھا فاذن لی فزوروا القبور فانھا تذکر الموت۔

دلیل اٹھاسی - بخاری شریف اور نسائی اور ابن ماجہ وغیرہا من الصحاح میں ہے واللفظ للنسائی عن عائشۃ قالت الا احدثکم عنی وعن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قلنا بلی قالت لما کانت لیلتی هو عندی فلم یلبث الا ریثما ظن انی قد رقدت ثم انتعل رویدا واخذ رداءہ رویدا ثم فتح الباب رویدا فخرج رویدا وجعلت درعی فی راسی واختمرت وتقنعت ازاری وانطلقت فی اثرہ حتی جاء البقیع فرفع یدیہ ثلث مرات فاطال ثم انحرف فانحرفت فاسرع فاسرعت فھرول فھرولت (الی قولھا) قال فان جبرئیل اتانی حین رائیت فنادانی فاخفی منک فاجبتہ فاخفیتہ منک فظننت انک قد رقدت وکرھت ان اوقظک وخشیت ان تستوحشی فامرنی ان اٰتی البقیع فاستغفر لھم اختصرناہ -
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دلیل نواسی (۸۹) - ایضا فی النسائی عن عائشۃ تقول قام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ذات لیلۃ فلبس ثیابہ ثم خرج قالت وامرت جاریتی بریرۃ تتبعہ حتی جاء البقیع فوقف فی ادناہ ماشاء اللہ ان یقف ثم انصرف فسبقتہ بریرۃ فاخبرتنی فلم اذکر لہ شیأ حتی اصبحت ثم ذکرت ذالک لہ فقال انی بُعِثتُ الی اھل البقیع لاصلی لھم ان حدیثوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مامور ہو کر زیارت قبور کیلئے جانا ثابت ہے پس معلوم ہوا کہ قبروں کی زیارت مسنون ہے حدیث قولی وفعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محقق ہے -

دلیل نوے (۹۰) - ایضا فیہ عن عائشۃ قالت کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلما کانت لیلتہا من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یخرج فی آخر اللیل الی البقیع فیقول السلام علیکم دار قوم مؤمنین، وانا وایاکم متواعدون غدا ومواکلون وانا انشاء اللہ بکم لاحقون اللہم اغفر لاہل بقیع الغرقد۔

دلیل اکانوے (۹۱) - مسند امام اعظم - ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں ہے (ہو مدفن اہل المدینۃ ۱۲) استاذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ربہ فی زیارۃ قبر امہ فاذن لہ فانطلق وانطلق معہ المسلمون حتی انتہوا الی قریب من القبر فمکث المسلمون ومضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمکث طویلا ثم اشتد بکاؤہ حتی ظننا انہ لا یسکن (ای الی قبر امہ ۱۲) فاقبل وہو یبکی فقال لہ عمر رضی اللہ عنہ ما ابکاک یا نبی اللہ بابی انت وامی قال استاذنت ربی فی زیارۃ قبر امی فاذن لی واستاذنتہ فی الشفاعۃ فابی فبکیت رحمۃً لہا وبکی المسلمون رحمۃً للنبی صلی اللہ علیہ وسلم نیز اس میں ہے ابوحنیفۃ عن علقمۃ بن مرثد وحماد انہما حدثاہ عن عبداللہ بن بریدۃ عن ابیہ۔ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال کنت نہیتکم عن القبور ان تزوروہا فزوروہا بھی اس میں ہے کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا خرج الی المقابر قال السلام علی اہل الدیار من المسلمین وانا انشاء اللہ بکم لاحقون نسأل اللہ لنا ولکم العافیۃ

دلیل بانوے (۹۲) - ترمذی شریف میں ہے عن سلیمان بن بریدۃ

انیسویں حدیث

بیسویں حدیث

اکیسویں حدیث

عن ابیہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فقد اذن لمحمد فی زیارۃ قبر امہ صلی اللہ علیہ وسلم فزوروھا فانھا تذکر الآخرۃ وفی الباب عن ابی سعید وابن مسعود وانس ابی ہریرۃ وام سلمۃ قال ابوعیسیٰ حدیث بریدۃ حدیث حسن صحیح والعمل علی ہذا عند اہل العلم لایرون بزیارۃ القبور باسا وہو قول ابن المبارک والشافعی واحمد واسحاق نیز اسی میں ہے باب ماجاء فی زیارۃ القبور للنساء عن عبد اللہ بن ابی ملیکۃ قال توفی عبد الرحمٰن بن ابی بکر بالحبشی[ع] قال فحمل الی مکۃ فدفن فیھا فلما قدمت عائشۃ اتت قبر عبد الرحمٰن بن ابی بکر فقالت

وکنا کندمانی جذیمۃ حقبۃ ؛؛؛؛ من الدھر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی ومالکا ؛؛؛؛ بطول اجتماع لم نبت لیلۃً معا

ثم قالت واللہ لو حضرتک مادفنت الا حیث مت ولو شھدتک مازرتک

دلیل ترانوے[۹۳]۔ الترغیب والترہیب۔ میں امام حافظ عبد العظیم منذری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انی نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروھا فان فیھا عبرۃ رواہ احمد ورواتہ محتج بھم فی الصحیح وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال کنت نھیتکم عن زیارۃ القبور فزوروا القبور فانھا تزھد فی الدنیا وتذکر الآخرۃ رواہ ابن ماجۃ باسناد صحیح۔

دلیل چورانوے[۹۴]۔ نیز اسی ترغیب وترہیب میں ہے عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زر القبور

[ع] بضم مہملۃ وسکون الموحدۃ وکسر الشین والتشدید موضع قرب مکۃ ۱۲ مجمع۔ اللام بمعنی بعد او بمعنی مع کذا افہم من مغنی اللبیب

تذکر بہا الآخرۃ واغسل الموتی فان معالجۃ جسد خاو موعظۃ بلیغۃ وصل علی الجنائز لعل ذلک ان یحزنک فان الحزین فی ظل اللہ یتعرض کل خیر رواہ الحاکم وقال رواتہ ثقات۔

دلیل پچانوے (۹۵) - امام محقق حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب شرح الصدور کے باب زیارۃ القبور وعلم الموتی بزوارہم وروئیتہم میں لکھتے ہیں اخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب القبور عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن رجل یزور قبر اخیہ ویجلس عندہ الا استانس ورد علیہ حتی یقوم

ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو کوئی آدمی اپنے بھائی مسلمان کی قبر کی زیارت کو جاتا ہے اور قبر کے پاس بیٹھتا ہے تو مردے کو اس سے انس ہوتا ہے اور اسکی بات کا اور سلام کا جواب دیتا ہے اس حدیث سے عموماً ہر مردے کا علم وسماع اور اپنی زیارت کرنیوالی کو پہچاننا اور اپنی جان پہچان والے کے ساتھ مانوس ہونا اور اسکے سلام اور بات کا جواب دینا سب ثابت ہے اور ایسا ہی احادیث آئندہ سے یہ مضمون ظاہر ہے باوجود ترغیب زیارت قبور کے عام طور سے اور جب عام مردوں کا یہ حال ہو تو خواص اور اہل اللہ کا کیا پوچھنا۔

دلیل چھیانوے (۹۶) - واخرج ایضا والبیہقی فی الشعب عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال اذا مر الرجل بقبر یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ السلام وعرفہ واذا مر بقبر لا یعرفہ فسلم علیہ رد علیہ

واخرج - ابن عبد البر فی الاستذکار والتمهید عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال
قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما من احد یمر بقبر اخیہ المومن
کان یعرفہ فی الدنیا فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام صححہ
عبد الحق واخرج ابن ابی الدنیا عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال ما من عبد یمر علی قبر رجل یعرفہ فی الدنیا
فیسلم علیہ الا عرفہ ورد علیہ السلام -

دلیل ستانوے (۹۷) - اخرج العقیلی - عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال
قال ابو رزین یا رسول اللہ ان طریقی علی موتی فہل من کلام
اتکلم بہ اذا مررت علیہم قال قل السلام علیکم یا اہل القبور
من المسلمین والمومنین انتم لنا سلف ونحن لکم تبع وانا انشاء اللہ
بکم لاحقون قال ابو رزین یا رسول اللہ یسمعون قال یسمعون ولکن
لا یستطیعون ان یجیبوا قال یا ابا رزین الا ترضی ان یرد علیک
بعددہم من الملائکۃ قولہ لا یستطیعون ان یجیبوا ای جوابا یسمعہ
الجن والانس فہم یردون حیث لا یسمع -

دلیل اٹھانوے (۹۸) - اخرج الطبرانی - فی الاوسط عن ابن عمر قال
مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مصعب بن عمیر حین رجع من
احد فوقف علیہ وعلی اصحابہ فقال اشہد انکم احیاء عند اللہ
فزوروہم وسلموا علیہم فوالذی نفسی بیدہ لا یسلم علیہم احد
الا ردوا علیہ الی یوم القیامۃ واخرج الحاکم وصححہ البیہقی عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ

عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ وقف علی مصعب بن عمیر الی آخر الحدیث

دلیل ننانوے (۹۹) ـ وفی الاربعین الطائیۃ روی عن النبی صلی اللہ علیہ

وسلم انہ قال انس مایکون المیت فی قبرہ اذا زارہ من کان یحبہ فی

دار الدنیا. جب میت کا محبوب اسکی قبر پر اسکی زیارت کیواسطے جاتا ہے

تو اس میت محب کو اس سے زیادہ انس ہوتا ہے بہ نسبت اوروں کے

دلیل پوری سو (۱۰۰) ـ اخرج ابن ابی الدنیا والبیہقی فی الشعب عن محمد

بن واسع قال بلغنی ان الموتی یعلمون بزوارہم یوم الجمعۃ ویوما

قبلہ ویوما بعدہ ؎ واخرج ایضا عن الضحاک قال من زار قبراً یوم السبت

قبل طلوع الشمس علم المیت بزیارتہ قیل لہ وکیف ذلک قال لمکان

یوم الجمعۃ تخصیص جمعہ کے دن کی یا ایک دن اس سے قبل یا بعد

یعنی جمعرات اور ہفتہ کی بوجہ زیادتی ادراک مردے کی ہے کہ ان ایام

متبرکہ میں میت کو بہ نسبت اور ایام کے ادراک زیادہ عطا ہوتا ہے

جیساکہ سابقاہم مرقاۃ سے روایت لکھ چکے انہ یعطی للمیت فی الیوم الجمعۃ

الادراک اکثر مما یعطی فی سائر الایام اور تعمیم ادراک کی ہر وقت کی

نسبت مطلقا قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا زار اور مثل اسکے

سے مبرہن ہے کما لایخفی علی من لہ ادنیٰ مسکۃ بالفہم وسیاتی زیادۃ التصریح

بذلک مع مامر فی الآیات والاحادیث السابقۃ مایدل علی عمومہ فلاتکن

من الغافلین وتذکر فکن من الشاکرین ـ تینتیسویں حدیث اخرج

ابن ابی الدنیا فی کتاب القبور عن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالی عنہ

انہ مر بالبقیع فقال السلام علیکم یا اھل القبور اخبار ما عندنا ان نساءکم قد تزوجن ودیارکم قد سکنت واموالکم قد فرقت فاجابہ ھاتف یا عمر بن الخطاب اخبار ما عندنا ان ما قدمناہ فقد وجدناہ وما انفقناہ فقد ربحناہ وما خلفناہ فقد خسرنا۔ یعنی امیر المومنین فاروق اعظم حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مدینہ شریفہ کے قبرستان میں جس کا نام بقیع ہے گذرے اور فرمایا کہ اے قبروالو تم پر سلام ہماری یہاں کی یہ خبر ہے کہ تمہاری بی بیاں یعنی بیویین دوسرے شوہروں کی نکاح میں آگئیں اور جو تمہارے گھر بار تھے وہ دوسروں کے مسکن یعنی رہنے کی جگہ بن گئے اور جو تمہارے مال تھے وہ لوگوں کی تقسیم میں آگئے تو ایک شخص نے ان قبروالوں میں سے آواز دی اور حضرت عمرؓ کی بات کا اسطرح جواب ادا کیا کہ اے عمر بن خطابؓ ہمارے یہاں کی یہ خبریں ہیں کہ جو ہم نے کیا تھا بھر پایا اور جو اللہ تعالیٰ کیواسطے خرچ کیا تھا اس کا نفع اٹھایا اور جو چھوڑ کر آئے اسیکا ٹوٹا ہمارے آگے آیا۔

(۳۴) چونتیسویں حدیث۔ اخرج الحاکم فی تاریخ نیسابور والبیھقی وابن عساکر فی تاریخ دمشق عن سعید بن المسیب قال دخلنا مقابر المدینۃ مع علی بن ابی طالب کرم اللہ وجھہ فنادی یا اھل القبور السلام علیکم ورحمۃ اللہ تخبرونا باخبارکم ام تریدون ان نخبرکم قال فسمعنا صوتا من داخل القبر وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بقیع [illegible]

یا امیر المومنین خبّرنا عما کان بعدنا فقال علی اما ازواجکم فقد

تزوجن واما اموالکم فقد اقتسمت والاولاد فقد حشروا فی زمرۃ

الیتامی والبناء الذی شیدتم فقد سکنھا اعداؤکم فھذہ اخبار

ما عندنا فما اخبار ما عندکم فاجابہ میت قد تخرقت الاکفان وانتشرت

الشعور وتقطعت الجلود وسالت الاحداق علی الخدود وسالت

المناخر بالقیح والصدید وما قدمناہ وجدناہ وما خلفناہ خسرناہ نحن

مرتھنونؑ بالاعمال - ترجمہ سعید بن المسیب کہتے ہیں کہ ہم لوگ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے سنگ ساتھ مدینہ شریف کے قبرستان

میں گئے حضرت علیؓ نے باآواز بلند فرمایا کہ اے قبر والو تمپر سلام اور

اللہ تعالیٰ کی رحمت تم اپنی خبر ہمیں سناؤ یا ہم اپنے یہاں کی خبر تمہیں سنائیں

قبر کے اندر سے آواز آئی وعلیک السلام ورحمۃ اللہ برکاتہ اے بادشاہ

ایمان والوں کے آپ ہمارے بعد کی خبر سنائیے حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے فرمایا کہ تمہاری بی بیاں دوسروں کی بی بیاں ہوگئیں تمہارے

مال تقسیم ہوگئے تمہاری اولاد یتیموں کے زمرہ میں محسوب ہوئی جن

مکانوں کی تمنے مضبوطی کی تھی ان میں تمہارے دشمن آباد ہوئے یہ

خبر ہمارے یہاں کی ہے تمہارے یہاں کی کیا خبر ہے ایک مردہ

قبر میں سے بولا کہ کفن سڑ گل گئے بال جھڑ پڑے کھالوں کے ٹکڑے

اڑ گئے آنکھیں بہ کر رخساروں پر آگئیں ناکوں سے پیپ لہو بہ رہی ہیں

ؑ ای کما قال اللہ سبحانہ - کل نفس بما کسبت رہینۃ ۱۲-

جو کرتوت ہم نے کئے تھے وہ آگے آئے جسمیں ہم نے کوتاہی کی وہی ٹوٹے کا باعث ہوا ہم سب اپنی کمائی کی قید میں ہیں اس حدیث سے مردوں کا خوب پہچاننا اپنی زیارت کرنیوالوں کو اور کامل ادراک وشعور کا ہونا اور جواب سلام کا دینا اور بے تکلف ٹھکانے اور پتے کی باتیں کرنی ثابت ہیں۔

دلیل ایکسوتین (۱۰۳) - اخرج ابن جریر فی تہذیب الآثار وابن ابی الدنیا فی کتاب من عاش بعد الموت والبیہقی فی الدلائل عن العطاف بن خالد قال حدثتنی خالتی قالت رکبت یوما الی قبور الشہداء وکانت لا تزال تاتیہم قالت فنزلت عند قبر حمزۃ رضی اللہ عنہ فصلیت عندہ وما فی الوادی داع ولا مجیب فلما فرغت من صلاتی قلت السلام علیکم فسمعت رد السلام علی یخرج من تحت الارض اعرفہ کما اعرف ان اللہ خلقنی وکما اعرف اللیل والنہار فاقشعرت کل شعرۃ منی - ترجمہ تہذیب الآثار میں ابن جریر نے کتاب من عاش بعد الموت میں ابن ابی الدنیا نے دلائل النبوۃ میں بیہقی نے عطاف بن خالد سے روایت کی وہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کہتی ہیں کہ شہیدوں کی قبروں کی زیارت کے لئے ایکدن سوار ہوئی اور یہ خالہ میری شہیدوں کی قبروں پر ہمیشہ جاتی آتی تھیں بس حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر شریف کے پاس اتریں اور وہیں نماز پڑھیں اور وہاں کوئی آدم اور آدم زاد نہ تھا چٹیل میدان

تھا نہ وہاں کوئی پکارنے والا تھا نہ جواب کا دینے والا جب میں
نماز سے فارغ ہوئی مزار شریف حضرت حمزہ پر جاکر السلام علیکم کہا
قبر ہی سے آواز آئی وعلیک السلام اور اس کو میں نے قبر سے
ہوا ایسا پہچانا جیسے اپنے آپ کو یقیناً جانتی ہوں اور جیساکہ رات
اور دن کو بداہۃً پہچانتی ہوں یعنی اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ
فی الواقع وہ آواز صاحب قبر ہی کی تھی تو اسے سنکر میرے بدن کے
رونگٹے کھڑے ہوئے۔

دلیل ایک سو چار (۱۰۴) - اخرج الحاکم وصححہ والبیھقی ایضاً فی الدلائل من طریق
العطاف بن خالد المخزومی قال حدثنی عبد الاعلی بن عبد اللہ بن ابی بکر
عن عبد اللہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم زار قبور الشھداء
باحد فقال اللھم ان عبدک ونبیک یشھد ان ھولاء
شھداء وان من زارھم او سلّم علیھم الی یوم القیامۃ
ردّوا علیہ ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبل احد پر
شہداء احد کی قبروں کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے اور
فرمایا اے اللہ تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ بے شک
یہ سب کے سب شہدا ہیں اور بے شبہ جو کوئی ان کی زیارت
کرے گا یا ان پر السلام علیکم کہے گا قیامت تک تو یہ لوگ ان کے
سلام کا جواب دیں گے اس حدیث شریف صحیح سے قبروں کی
زیارت کیواسطے جانا سفر کر کے خود فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے

چھتیسویں حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شہداء احد کی زیارت کیلئے تشریف لیجانا

ثابت ہوا اور نیز یہ ثابت اور محقق ہوا کہ مردوں کو شعور اور ادراک اپنی زیارت کرنیوالوں کا خوب ہوتا ہے اور جو کوئی ان پر سلام علیک کرے یا ان سے اور کوئی بات کرے تو وہ بے شک سنتے ہیں اور سمجھتے ہیں اور اس کا جواب دیتے ہیں اور حضور کے اس کلمہ کے فرمانے سے الی یوم القیامۃ ثابت ہوا کہ یہ باتیں ہمیشہ کے لئے ثابت ہیں کسی خاص وقت کے ساتھ مقید اور مخصوص نہیں۔

دلیل ایکسو پانچ (۱۰۵) ۔ اس اسناد متقدم کیساتھ وہی مخرجین مذکور ہیں راوی ہیں قال العطاف ۔ وحدثتنی خالتی (یعنی بن خالد المخزومی المذکور فی الحدیث المتقدم ۱۲) انہا زارت قبور الشہداء قالت ولیس معی الا غلامان یحفظان علی الدابۃ فسلمت علیہم فسمعت رد السلام وقالوا واللہ انا نعرفکم کما یعرف بعضنا بعضاً قالت فاقشعررت ۔ ترجمہ وہی عطاف بن خالد مخزومی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری خالہ کا بیان ہے کہ وہ شہدا کی زیارت کو ان کی قبروں پر گئیں وہ کہتی ہیں میرے ساتھ صرف دو غلام یعنی لڑکے تھے جو میری سواری کے جانور کے محافظ تھے میں نے قبروں پر جاکر شہیدوں پر سلام کیا میں نے سنا کہ انہوں نے سلام کا جواب فرمایا اور مجھ سے باتیں کیں اور انہوں نے کہا کہ قسم ہے اللہ تعالیٰ کی ہم تم سب کو یعنی جملہ زیارت کرنیوالوں کو جو ہماری قبروں پر آتے ہیں خوب پہچانتے ہیں جیسا کہ ہمارا ایک دوسرے کو پہچانتا ہے ان کی باتیں سنکر میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہوگئے۔

دلیل ایک سو چھتیسویں اور ساتویں اور آٹھویں اور نویں۔ اخرج البیہقی عن الواقدی قال کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یزور الشہداء باحد فی کل حول واذا بلغ الشعب رفع صوته فیقول سلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ثم ابو بکر رضی اللہ عنه کل حول یفعل مثل ذلك ثم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه ثم عثمان رضی اللہ عنه وکانت فاطمة بنت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم تاتیهم وتدعو وکان سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنه یسلم علیهم ثم یقبل علی اصحابه فیقول الا تسلمون علی قوم یردون علیکم السلام وکانت فاطمة الخزاعیة تقول لقد رأیتنی وغابت الشمس بقبور الشهداء ومعی اخت لی فقلت لها تعالی نسلم علی قبر حمزة فقالت نعم فوقفنا علی قبره فقلنا السلام علیك یا عم رسول صلی اللہ علیه وسلم فسمعنا کلاما رد علینا وعلیکن السلام ورحمة اللہ قالت وما قربنا احد من الناس۔ ترجمہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی زیارت کو ان کی قبروں پر تشریف لیجاتے اور جب پہاڑ کے درمیان کے راستہ پر جسکے پاس شہیدوں کی قبریں ہیں پہنچتے تو بلند آواز سے فرماتے تم پر سلام ہے اور سلامتی بوجہ تمہارے صبر کے کیا اچھا گھر ہے آخرت کا پھر بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت صدیق اکبر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا یہی معمول رہا ہر سال کہ احد کے شہیدوں کی زیارت کیواسطے انکی قبروں پر جاتے پھر ان کے بعد حضرت فاروق اعظم

چھتیسویں حدیث

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین ہر سال شہداء احد کی زیارت کو تشریف لیجایا کرتے۔

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا ہر سال یہی دستور تھا شہداء احد کی قبروں پر
زیارت کے لیے جانا پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھی یہی معمول
تھا ہمیشہ کہ ہر سال وہاں جاتے اور سنت نبوی کے موافق ان سے
سلام اور کلام فرماتے اور حضرت سیدۃ نساء اہل الجنۃ فاطمۃ الزہرا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی بھی شہداء احد کی زیارت کو جاتیں اور دعا فرماتیں
اور سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ احد کے شہیدوں کی قبروں پر جاتے اور انپر
سلام کرتے اور اپنے یاروں اور ساتھیوں سے فرماتے کہ کیوں نہیں
سلام کرتے تم ایسی قوم پر یعنی ان شہیدوں پر جو تمہارے سلام کا جواب
دیتے ہیں اور فاطمہ خزاعیہ فرماتی تھیں کہ ہم شام کیوقت کہ آفتاب ڈوب
چکا تھا شہداء احد کے مزارات پر حاضر ہوئیں اور میری بہن میرے
ساتھ تھی میں نے اس سے کہا کہ آؤ حضرت سید الشہداء حمزہ رضی اللہ
عنہ کی قبر پر سلام کرائیں اس نے کہا بہت اچھا تو ہم ان کی قبر شریف
پر جاکر کھڑی ہوئیں اور اسطرح کہا کہ السلام علیك ای عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا آپ پر سلام تو انہوں نے ہمارے سلام کا
جواب دیا اور ہم نے ان کا کلام سنا کہ انہوں نے ایسا کہا السلام
علیکن ورحمۃ اللہ حالانکہ ہمارے قریب پاس کوئی آدمی نہ تھا
فی الواقع یہ ایک حدیث اور ایک روایت نہیں ہے بلکہ چند
حدیثیں اور چند روایتیں ہیں اور اسیواسطے یہ متعدد دلائل کے عنوان
کے ساتھ معنون کی گئی۔ اول۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شہداء احد کی

زیارت کیواسطے ہر سال تشریف لیجانا۔

دوسرے۔ خلفائے راشدین حضرت صدیق اکبر حضرت فاروق اعظم حضرت عثمان ذوالنورین رضوان اللہ علیہم کا ہر سال ان کی زیارت کے لئے ان کے مزارات پر جانا۔

تیسرے۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا شہداء احد کی زیارت کے لئے جانا۔

چوتھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضؓ اور ان کے اصحاب کا جو صحابہ اور تابعین سے تھے مزارات شہدائے احد کی زیارت کے واسطے جانا۔

پانچویں۔ فاطمہ خزاعیہ کا شہداء کی قبور پر جانا پھر حضرت حمزہ رضؓ کی قبر پر سلام کرنا اور جواب کا سننا۔ پس حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل باوجود مواظبت اور قول اور امر زُورُوهُم کی دلیل مستقل کافی وافی ہے واسطے سنت ہونے زیارت قبور کے اسیطرح خلفائے راشدین کا فعل اور مواظبت جیسا کہ کل حول یفعل مثل ذلک سے اسپر تصریح موجود ہے دلیل سنیت زیارت قبور ہے بموجب فرمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین بالفرض اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے زیارت شہداء کے لئے رونق افروزی احد و مزارات شہداء پر ثابت نہ ہوتی تو صرف خلفائے راشدین سے اس کا ثبوت سنیت زیارت کے لئے بس تھا اور اگر فرضاً

خلفائے راشدین سے اسکا ثبوت نہ ہوتا تو صرف کسی صحابی یا صحابیہ سے
اس کا ثبوت کافی تھا واسطے جواز با اسباب زیارت اور سفر زیارت
کے مزارات اولیاء و مشائخ کی طرف کہ اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم
اھتدیتم ۔ اور اگر کسی صحابی سے اس کا ثبوت نہ ہوتا تو تابعین کا عمل
درآمد یا تبع تابعین کا اس کے واسطے حجت تھا اور اگر یہ کچھ بھی نہ ہوتا تو تعامل
اور تعارف اور اتفاق علمائے دین اور مشائخ طریقت اس کے جواز کی
دلیل کامل تھا کہ طریق مومنین صالحین کا اتباع مامور بہ ہے لقولہ تعالیٰ
ویتبع غیر سبیل المؤمنین الخ علی ما عرف فی الاصول ان النہی عن الشئی
امر بضدہ وبالعکس او لقولہ علیہ السلام لا یجتمع امتی علی ضلالۃ
او قولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ما رآہ المسلمون او المومنون حسنا فہو عند اللہ
حسن اور جب یہ جملہ دلائل جمع ہوں جیسا کہ نحن فیہ میں زیارت اور
قبور پر جانے اور سفر کرنے کا ثبوت مع شہادت آیات قرآنیہ قول و
فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین و اتباع تابعین
اور باتفاق و اجماع علمائے دین و ائمہ شرع متین ثابت اور محقق
ہے کما سیاتی پھر اس کے سنت اور مستحب ہونے میں
کیا تردد باقی رہا۔

دلیل ایک سو دس (۱۱۰) ۔ اخرج ابن سعد عن سعید بن المسیب
رضی اللہ عنہ انہ کان یلازم المسجد ایام الحرۃ[ع] والناس

ع قولہ ایام الحرۃ مراد اس سے وہ ایام ہیں جنمیں یزید ابن معاویہ نے اپنا لشکر اہل شام کے لوگوں سے

ف ۔ انما سمیت بعد زمن حضرت
سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ
کہ مسجد نبوی میں حضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی قبر مبارک کے اوپر اذان
اقامت سنکر

يقتلون قال فكنت اذا حانت الصلواة اسمع اذانا يخرج من قبل القبر يعني القبر النبوی وقال الزبير بن بكار فی اخبار المدينة عن بكر ابن محمد انه لما كان ايام الحرة ترك الاذان فی مسجد رسول الله صلی الله عليه وسلم ثلثة ايام وخرج الناس الی الحرة وجلس سعيد بن المسيب فی المسجد قال فاستوحشت ودنوت من قبر رسول الله صلی الله عليه وسلم فلما حضرت الظهر سمعت الاذان فی قبر رسول صلی الله عليه وسلم فصليت ركعتين ثم سمعت الاقامة فصليت الظهر ثم جلست حتی صليت العصر فسمعت الاذان فی قبر رسول الله صلی الله عليه وسلم ثم سمعت الاقامة ثم لم ازل اسمع الاذان والاقامة فی قبر رسول الله صلی الله عليه وسلم۔ حتی مضت الثلاثة وقتل القوم ودخلوا المسجد وعاد الموذنون واذنوا فسمعت الاذان فی قبره صلی الله عليه وسلم فلم اسمعه۔ واخرجه ابونعيم فی دلائل النبوة من وجه آخر (يعنی از اسناد آخر ۱۲) عن سعيد ابن المسيب قال لقد رايتنی ليالی الحرة وما فی مسجد رسول الله صلی الله عليه وسلم

بقيہ حاشيہ صفحہ گزشتہ۔ مسلم بن عقبہ کی سپہ سالاری کیساتھ اہل مدینہ کی لڑائی کیواسطے اور مدینہ شریف کو لوٹنے کیلیے روانہ کیے تھے اور ان ظالموں نے اہل مدینہ صحابہ وتابعین کی اور پرسخت ظلم کیے اور بہت سی بدعتیں حرم شریف میں ان سے ظہور میں آئیں ۶۳ھ ہجری میں جیساکہ مجمع البحار میں ہے یوم الحرۃ ہی ایام یزید بن معاویہ لما نہب المدينۃ عسكره من اہل الشام الذين ندبہم لقتال اہل المدينۃ من الصحابۃ والتابعين وامره عليہم مسلم بن عقبۃ فی ذی الحجۃ سنۃ ثلث وستين وعقيبہا ہلک يزيد وحرۃ ہذه ارض بظاہر المدينۃ بہا حجارۃ سود كثيرۃ ووقع فيہ سبی النساء وقتل الولدان انتہی ۱۲

غیر می دما یاتی وقت صلاۃ الا سمعت الاذان من القبر ثم اتقدم فاقیم واصلی وان اھل الشام یدخلون زمرا زمرا فیقولون انظروا الی ھذا الشیخ المجنون۔ **حاصل ترجمہ مع وضاحت**

محدث امام ابن سعد اور زبیر بن بکار اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں مختلف اسنادوں اور الفاظوں کے ساتھ بروایات متعددہ حضرت سعید بن مسیب صحابی جلیل القدر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ جس زمانہ میں یزید ابن معاویہ کا لشکر اہل شام سے مدینہ شریف کے لوٹنے کو اور اہل مدینہ صحابہ وتابعین سے لڑنے کو آیا ہوا تھا اور تمام اہل مدینہ ان ظالموں سے لڑنیکو مقام حرہ میں جو ایک میدان وسیع کا نام ہے مدینہ شریف کی آبادی سے باہر گئے ہوئے تھے اور حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ تن تنہا دیوانہ بنکر مسجد نبوی میں علی صاحبہ افضل الصلوات واکرم التسلیمات رہ گئے تھے اور مسجد شریف میں تین دن تک اذان واقامت وجماعت نہیں ہوئی بوجہ مشغولی جملہ اہالیان مدینہ کے دفع کرنے میں ان ظالموں کے حضرت سعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے برابر تین دن تک متواتر نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے اندر سے اذان واقامت سنکر پڑھی جب نماز کا وقت آتا میں قبر شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذان واقامت کی آواز سنتا بعد تین دن کے جب موذنوں نے آکر مسجد شریف میں

اذان دی پھر جو میں نے اذان کے لیئے قبر شریف کی طرف
کان لگایا تو اذان و اقامت کی آواز اصلا سننے میں نہ آئی اس
حدیث شریف سے حیوۃ النبی یعنی جناب محبوب رب العالمین کا
قبر شریف میں زندہ رہنا اور نماز اذان واقامت کیساتھ پڑھنا
ثابت ہے اور آئندہ ہم یہ حدیث نقل کریں گے کہ تمام انبیاء علیہم
السلام اپنی اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں اور
شہیدوں کی زندگی تو آیات سے ثابت ہے اور انبیاء علیہم السلام
ان سے رتبے میں قطعاً بڑھکر ہیں تو ان کی زندگی میں کوئی شبہ
نہیں اور اولیائے کاملین حضور کے نائبین جہاد اکبر کے مجاہدین
شہداء ظاہر سے مرتبے میں افضل ہیں تو ان کا قبر میں زندہ ہونا بھی
ثابت اور محقق ہے اور جب ان کی زندگی بلکہ اس زندگانی دنیاوی
سے بہتر اور افضل زندگی ثابت ہوئی تو انکی بارگاہ اقدس اور آستانہ
مقدس پر حاضری مخلصین کیواسطے دعا اور استغفار اور واسطے
سلام و استغاثہ و توسل اور دور و دراز سے سفر کرکے حاضر ہونا
ان کے مزارات مقدسہ پر خواہ بہ نیت زیارت کہ وہ زندہ ہیں اور
اپنے زائرین کو بخوبی پہچانتے اور ان کے سلام اور عرض معروض
کو خوب جانتے ہیں اور اپنے متوسلین اور مستغیثین کو بمقتضائے
کرم نوازتے ہیں اور فیض پہنچاتے ہیں یا صرف اس نظر سے انکی
زیارت و مزار کا قصد کرنا اور سفر کرکے حاضر ہونا کہ بزرگوں کے

قبور پر جانا اور ان کی زیارت کا قصد کر کے سفر کرنا
سنت کا طریقہ ہے اور حضور نے خود کیا ہے اور اس کی ترغیب
اور زیارت کا امر فرمایا ہے۔ بہر حال جائز بلکہ سنت اور مستحب
ہے اور جن کا خیالِ باطل اور وہم فاسد اس کے شرک و عدم
جواز کا ہے اس کا منشا انبیار اولیار کو مثل بتوں اور لکڑی پتھر کے
بے شعور و بے ادراک و بے قدرت و تصرف خیال کرنا ہے
اور اس کا ابطال سابق میں ہم اچھی طرح کر آئے کہ انبیار اولیا کو
حق تعالیٰ اپنے وسیلہ بنایا ہے اور ان کو قدرت اور تصرف عطا
فرمایا ہے اور حالتِ حیات و ممات ان کی دونوں اسمیں مساوی
ہیں جیسا کہ حدیث ہذا اسپر شاہد ہے۔ اور آیاتِ سابقہ کی تفسیر میں
اس کی تفصیل گذر چکی اور آئندہ اور آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ جس سے
شہدا اور تمام اہل اللہ کا قبور اور عالم برزخ میں زندہ اور متصرف ہونا
مبرہن ہے اور جب ہم نے بزرگوں کا زندہ و ناطق ہونا اور انکا
متصرف اور سامع اور عالم اور عارف اور واقف ہونا احوال زائرین
پر ثابت کر دیا تو قیاس کرنا مخالفین کا بزرگوں کو بتوں پر باطل ہو گیا
اور ان کا گمانِ شرک و عدم جواز بربنائے قیاس مذکور جو قیاس
مع الفارق ہے محض عاطل ہو گیا۔

دلیل ایک سو گیارہ (١١١)۔ اخرج ابن عساکر۔ فی تاریخہ بسندہ من
طریق الاعمش عن المنہال بن عمرو قال انا واللہ رأیت رأس الحسین رضی

حین حملی و انا بدمشق و بین یدی الراس رجل یقرأ سورة

الکهف حتی بلغ قوله تعالی ام حسبت ان اصحاب الکهف والرقیم

کانوا من آیاتنا عجبا قال فانطق اللہ الراس بلسان ذرب فقال

اعجب من اصحاب الکهف قتلی وحملی وفی تاریخ الحافظ الذہبی

ان احمد بن نصر الخزاعی احد ائمۃ الحدیث دعاہ الواثق الی القول بخلق

القرآن فابی فضرب عنقه وصلب راسه ببغداد و وکل بالراس من یحفظ

و یصرفه عن القبلة برمح فذکر الموکل به انه رآہ باللیل یستدیر الی القبلة

بوجهه فیقرأ سورۃ یٰسین بلسان طلق قال الذہبی رویت ہذہ الحکایة

من غیر وجه ومن طرقها ما اخرجه الخطیب عن ابراہیم بن اسمعیل بن

ای قال ط وکن غیر اسناد واحد وہو الا ظہر

خلف قال کان احمد بن نصر خالی فلما قتل فی المحنة وصلب

اخبرت ان الراس یقرأ القرآن فمضیت فبت قریبا منه فلما

ہدات العیون سمعت الراس یقرأ الٓمٓ احسب الناس ان

یترکوا ان یقولوا آمنا وہم لا یفتنون فاقشعر جلدی وقال

البیہقی عن ہاشم بن محمد العمری یقول اخذنی ابی بالمدینة الی زیارۃ

قبور الشہداء فی یوم جمعة بین طلوع الفجر والشمس فکنت امشی

خلفه فلما انتہی الی المقابر رفع صوته فقال سلام علیکم بما صبرتم فنعم

عقبی الدار قال فاجیب وعلیک السلام یا ابا عبداللہ فالتفت ابی

الی وقال انت المجیب یا بنی فقلت لا فاخذ بیدی فجعلنی عن یمینه ثم

اعاد السلام علیہم ثم جعل کلما سلم علیہم یرد علیه حتی فعل ذلک ثلث مرات

فخراً ابی ساجداً شکراً للہ تعالیٰ - ترجمہ منہال بن عمرو سے روایت
ہے وہ قسم کھاکر فرماتے ہیں کہ واللہ میں نے حضرت امام حسین رضؓ
کا سرِ مبارک دیکھا جسوقت اسے اٹھاکر دمشق میں لائے ہیں میں
وہیں تھا سرِ مبارک کے سامنے ایک شخص سورہ کہف پڑھ رہا تھا جب
وہ اس آیت تک پہنچا - ام حسبت ان اصحاب الکہف والرقیم
کانوا من آیاتنا عجباً اللہ تعالیٰ نے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ
کے سرِ مبارک کو گویا کیا بزبانِ فصیح فرمایا - اعجب من اصحاب
الکہف قتلی وحملی - اصحاب کہف کے قصے سے میری شہادت کا
واقعہ اور بے لاش میرے سر کے لادلانیکا قصہ زیادہ تعجب خیز ہے
حافظ ذہبی کی تاریخ میں ہے کہ احمد بن نصر خزاعی رحمۃ اللہ
علیہ جو ائمہ حدیث سے ہیں واثق نے ان سے کہا کہ قرآن شریف
کو کہو کہ مخلوق ہے انہوں نے انکار کیا اس ظالم نے انہیں قتل
کراکے ان کا سر سولی پر چڑھا دیا بغداد شریف میں اور ایک
شخص کو اس سر کی حفاظت کے لئے پہرہ پر مقرر کیا اور یہ حکم
دیا کہ برچھی سے اس سر کو قبلہ کی طرف سے پھیر دیوے وہ شخص
کہتا ہے کہ میں نے سر کو قبلہ کی طرف سے پھیر دیا پھر رات
میں میں دیکھتا تھا کہ وہ سر قبلہ کی طرف اپنا منہ پھیر کر کے بزبان فصیح
عمدہ طور سے سورہ یٰسین شریف پڑھا کرتا - حافظ امام ذہبی فرماتے
ہیں کہ یہ حکایت مجھے چند اسنادوں صحیح کے ساتھ پہنچی ہے -

منجملہ ان کے ایک اسناد وہ ہے جس کو علامہ خطیب نے امام احمد بن نصر کے بھانجے ابراہیم بن ابراہیم بن اسمٰعیل سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے ماموں مولانا احمدؒ جب شہید کئے گئے اور سولی پر چڑھائے گئے اور مجھے یہ خبر ملی کہ ان کا سر مبارک قرآن شریف کی تلاوت کرتا ہے تو میں وہاں پہنچا اور اُن کے قریب رات کو رہا جب لوگ سو گئے تو میں نے سر کو سنا کہ سورہ عنکبوت پڑھتا تھا جسکے اول کی یہ آیت ہے۔ الٓمّٓ احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا آمنا وھم لا یفتنون۔ یہ سنکر میرے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو گئے امام بیہقی فرماتے ہیں اپنی اسناد سے بروایت ہاشم بن محمد عمری رحمۃ اللہ علیہ کہ میرے باپ مجھے مدینہ شریف کے شہیدوں کی قبروں کی زیارت کیواسطے لیگئے جمعہ کے دن طلوع فجر اور طلوع آفتاب کے درمیان میں ہیں ان کے پیچھے پیچھے جارہا تھا جب وہ قبرستان میں شہیدوں کے مزارات پر پہنچے باآواز بلند فرمایا السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار اس کا جواب آیا وعلیك السلام یا ابا عبداللہ میرے باپ نے مجھ سے پوچھا کہ تو نے جواب دیا ہے تو اس کا مجیب ہے میں نے عرض کیا کہ نہیں۔ تو والد نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنی سیدھی طرف مجھے کھڑا کر لیا اور دوبارہ سلام علیک کہا جیسے پہلے کہا تھا تو پھر دوسری بار اس کا جواب ویسا ہی آیا جیسے کہ پہلے آیا تھا اسیطرح تین بار انہوں نے سلام کا اعادہ کیا اور ہر بار جواب سنا تو میرے والد نے

شکر الٰہی کا سجدہ کیا۔

دلیل ایک سو بارہ(۱۱۲)۔ اخرج ابن عساکر۔ من طریق ابی صالح انہ کان فی زمن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ شاب متعبد قد لزم المسجد وکان عمر بہ معجبا وکان لہ اب شیخ کبیر فکان اذا صلی العتمۃ انصرف الی ابیہ وکان طریقہ علی باب امرأۃ فافتتنت بہ فکانت تنصب نفسہا لہ علی طریقہ فمر بہا ذات لیلۃ فما زالت تغویہ حتی تبعہا فلما اتی الباب دخلت وذھب یدخل فذکر اللہ وتجلی عنہ ومثلت ھذہ الآیۃ علی لسانہ ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من الشیطان تذکروا فاذا ھم مبصرون فخر الفتی مغشیا علیہ فدعت المرأۃ جاریۃ فتعاونتا علیہ فحملتاہ الی بابہ واحتبس علی ابیہ فخرج ابوہ یطلبہ فاذا بہ علی الباب مغشیا علیہ فدعا بعض اھلہ فحملوہ فادخلوہ فما افاق حتی ذھب من اللیل ما شاء اللہ فقال لہ ابوہ یا بنی مالک قال خیر قال فانی اسألک باللہ فاخبرہ بالامر قال ای بنی وای آیہ قرأت فقرء الآیۃ التی کان قرأھا فخر مغشیا علیہ فحرکوہ فاذا ھو میت فغسلوہ واخرجوہ ودفنوہ لیلا فلما اصبحوا رفع ذلک الی عمر رضی اللہ عنہ فجاء عمر الی ابیہ فعزاہ بہ وقال الا آذنتنی قال یا امیر المؤمنین کان لیلا قال عمر فاذھبوا بنا الی قبرہ فاتی عمر رضی اللہ عنہ ومن معہ القبر فقال عمر یا فلان

ولمن خاف مقام ربہ جنتان فاجابہ الفتی من داخل القبر

یا عمر قد اعطانیھما ربی فی الجنۃ مرتین۔ ترجمہ حضرت امیر المومنین
فاروق اعظم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ایک جوان عابد
تھے ملازم مسجد کے اور عمر رضی اللہ عنہ ان کو پسند فرماتے تھے بوجہ انکی
حسن عبادت اور ملازمت مسجد وغیرہ خوبیوں کے ان کے باپ بڑے
بوڑھے تھے اسوجہ سے جب عشا کی نماز پڑھ چکے تو اپنے باپ
کی خدمت میں چلے جاتے ان کے رستہ میں ایک عورت کا دروازہ
واقع تھا جو ان پر فریفتہ تھی وہ ہمیشہ ان کے درپے ہوتی اور اپنے
آپ کو ان کے سامنے پیش کرتی ایک رات جو یہ جوان ادھر سے
گذرے تو اس نے انہیں ایسا پھسلایا کہ اس کے قریب میں آکر
اس کے پیچھے ہو لئے جب دروازہ پر پہنچکر وہ عورت اپنے مکان
کے اندر گھس گئی اور انہوں نے اندر جانا چاہا اسوقت ان کو خدا یاد
آیا اور خداے تعالی کا دلمیں خوف سمایا ان کی زبان پر بے اختیار
یہ آیت آئی۔ ان الذین اتقوا الخ جس کا مضمون یہ ہے کہ جو لوگ
اللہ تعالی سے ڈرتے ہیں جب شیاطین کے اثر کی آہٹ پاتے
ہیں تب وہ اللہ تعالی کی یاد کرتے ہیں تو اللہ تعالی انکو انکھیارا کردیتا
ہے پس یہ پڑھنا تھا کہ بے ہوش ہوکر گر پڑے اس عورت
نے اپنی چھوکری کو بلا انکو اٹھا بٹھا کر ان کے دروازے پر ڈال آئیں
بیٹے کے آنے میں جو معمول سے دیر لگی اباجی ڈھونڈنے کو نکلے۔

جو دیکھا تو بچو سے دروازے پر بیہوش پڑے ہیں خبر نہیں گھر بار کے
لوگوں کو بلا بلو جیسے تیسے گھر کے اندر لاڈالے سے گئے بہت رات گئے
افاقہ ہوا ہوش میں آئے باپ نے پوچھا اے بچو اکیا حال ہے
کہا اچھا حال ہے بولے میں سے تجھے خدا کی قسم دیکر پوچھتا ہوں جوان
نے جو واقعہ واقعی تھا سو کہہ سنایا پوچھا کونسی آیت پڑھی تھی جو پھر پڑھا تو
ایسے بیہوش ہوگئے کہ قیامت میں اب ہوش ہوگا غرض جو ٹٹول کے
دیکھا تو مردہ پایا نہلایا کفنایا رات ہی میں دفن کر دیا سویرے کو حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کے یہاں یہ خبر پہنچی حضرت عمرؓ اُن کے باپ سے کے
یہاں تعزیت کو آئے اور فرمایا تم نے ہمیں اطلاع کیوں نہیں کی
بولے اے امیر المومنین رات کا وقت تھا فرمایا مجھکو اس کی قبر پر
لیچلو۔ حضرت عمرؓ مع ان کے اصحاب اور ساتھیوں کے جوان کی
قبر پر آئے حضرت عمرؓ نے پکار کر نام لیکر یہ فرمایا اے فلانے اللہ تعالیٰ

نے فرمایا ہے وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتَانِ جو اللہ تعالیٰ کے
سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لئے دو جنتیں
ہیں جوان نے قبر کے اندر سے حضرت عمرؓ کو اسطرح جواب دیا کہ
اے عمرؓ تحقیق میرے پروردگار نے مجھے دو جنتیں عطا فرمائیں جنات
میں سے دو مرتبہ یہی آواز قبر میں سے جوان کی آئی۔

دلیل ایکسو تیرہ (۱۱۳)۔ اخرج ابن ابی الدنیا والبیھقی فی دلائل
النبوۃ۔ من طریق المعتمر بن سلیمان عن ابیہ عن ابی عثمان النھدی

عن ابن مینار قال دخلت الجبانۃ فصلیت رکعتین خفیفتین ثم اضطجعت الی قبر واللہ انی لنبہان اذ سمعت قائلا فی القبر یقول قم فقد اذیتنی انکم لتعملون ولکن لاتعلمون ونحن نعلم ولا نعمل[ے] فواللہ لان اکون صلیت مثل رکعتیک احب الی من الدنیا وما فیہا۔ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ من طریق عمرو بن واقد عن یونس بن حلبس انہ کان یمر علی المقابر بدمشق سحر یوم الجمعۃ فسمع قائلا یقول ہذا یونس بن حلبس قد باتوا یحجون ویعتمرون کل شہر ویصلون کل یوم خمس صلوات انتم تعملون ولا تعلمون ونحن نعلم ولا نعمل واخرج ابن عساکر عن الاوزاعی قال مر میسرۃ بن حلبس بمقابر باب توما وقائد یقودہ وکان مکفوفا فقال السلام علیکم اہل القبور انتم لنا سلف ونحن لکم تبع فرحمنا اللہ وایاکم وغفر لنا ولکم فکانا وقد صرنا الی ما صرتم الیہ فرد اللہ الروح فی رجل منہم فاجابہ فقال طوبی لکم یا اہل الدنیا تحجون فی الشہر اربع مرات قال والی این رحمک اللہ قال الی الجمعۃ افما تعلمون انہا حجۃ مبرورۃ متقبلۃ قال ما خیر ما قدمتم قال الاستغفار وقد غلقت رہوننا فلا فی حسنۃ تزید ولا من سیئۃ تنقص۔ ان سب حدیثوں سے قبروں پر زیارت کیلئے جانا اور اصحاب قبور کا اپنے زائروں کو پہچاننا اور ان کے سلام کا جواب اور ان کی دوسری باتوں کا جواب دینا اور ان کو ہدایت اور نصیحتیں کرنی سب ثابت ہے پھر اولیا اللہ کیواسطے ان امور کے ثبوت میں اور فیض پہنچانے میں باوجود کمال حیات ادراک

(حاشیہ بین السطور: مفاجاتیہ ۱۲ — یعنی او خمس مرات کما لایخفی لکن الاربع حتم ۱۲)

(حاشیہ کنارہ: معہ ناصیہ — میں ناصیہ)

ے ای لانقدر ان نعمل لعدم کوننا فی دار التکلیف وانما اعتبار العبادۃ فیہا لا فی دار الجزاء والبرزخ ۱۲

اور قدرت و تصرف کے تردد کی وجہ کیا؟

دلیل ایک سو چودہ (۱۱۴)۔ اخرج البیہقی فی دلائل النبوۃ عن سعید بن المسیب ان زید بن خارجۃ الانصاری توفی زمن عثمان فسجی ثم انہم سمعوا جلجلۃ فی صدرہ ثم تکلم فقال احمد احمد فی الکتاب الاول صدق صدق ابوبکر الصدیق الضعیف فی نفسہ القوی فی امر اللہ فی الکتاب الاول صدق صدق عمر بن الخطاب القوی الامین فی الکتاب الاول صدق صدق عثمان بن عفان علی منہاجہم مضت اربع وبقیت ثنتان اتت الفتن واکل الشدید الضعیف وقامت الساعۃ وسیاتیکم من جیشکم خبر بیر اریس وما بیر اریس قال سعید ثم ہلک رجل من خطمۃ فسجی بثوبہ فسمع جلجلۃ فی صدرہ ثم تکلم فقال ان اخا بنی الحارث بن الخزرج صدق صدق (المراد بہ زید بن خارجۃ ۱۲) قال البیہقی ہذا اسناد صحیح ولہ شواہد ثم ذکر شواہد ثم قال البیہقی و قد روی فی التکلم بعد الموت عن جماعۃ باسانید صحیحۃ واخرج ایضا قصۃ زید بن خارجۃ باسانید مختلفۃ ہو وابن ابی الدنیا وابونعیم فی الدلائل وابن النجار فی تاریخہ عن اسمعیل بن ابی خالد قال جاء نا یزید النعمان بن بشیر الی حلقۃ القاسم بن عبدالرحمن بکتاب ابیہ النعمان بن بشیر۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم من النعمان بن بشیر الی ام عبداللہ بنت ابی ہاشم سلام علیک فانی احمد الیک اللہ الذی لا الہ الا ہو فانک کتبت الی لاکتب الیک بشان زید بن خارجۃ وانہ کان من شانہ انہ اخذہ وجع فی حلقہ فتوفی بین صلوۃ الاولی وصلوۃ العصر فاضجعنا و غشیناہ فاتانی آت فی منامی وانا اسبح بعد العصر فقال ان زیدا قد تکلم بعد وفاتہ فانصرفت الیہ مسرعا وقد حضرہ قوم من الانصار وہو یقول الاوسط اجلد القوم الذی

لا يبالي في الله لومة لائم ثم كان لا يامر الناس ان ياكل قويهم ضعيفهم عبد الله
امير المومنين صدق صدق كان ذلك في الكتاب الاول ثم قال عثمان يعني ابا بكر
امير المومنين وهو يعافي الناس من ذنوب كثيرة خلت ليلتان وبقيت
اربع ثم اختلف الناس واكل بعضهم بعضا فلا نظام واديت الاحمار ثم ادعوى
المومنون وقالوا كتاب الله وقدره ايها الناس اقبلوا على اميركم واسمعوا
واطيعوا فمن تولى فلا يعهدون وما كان امر الله قدرا مقدورا الله اكبر هذه
الجنة وهذه النار وهذه النبيون والصديقون سلام عليك يا عبد الله بن
رواحة هل احسست لي خارجة لابيه وسعد الذين قتلا يوم احد كلا انها لظى
نزاعة للشوى تدعوا من ادبر وتولى وجمع فاوعى - ثم خفت صوته
فسالت الرهط عما سبقني من كلامه فقالوا سمعناه يقول انصتوا انصتوا فنظر
بعضنا الى بعض فاذا الصوت من تحت الثياب فكشفنا عن وجهه فقال
هذا احمد رسول الله سلام عليك يا رسول الله ورحمة الله وبركاته ثم قال ابو بكر
الصديق الامين خليفة رسول الله صلى الله عليه وسلم كان ضعيفا في جسمه قويا في
امر الله صدق صدق وكان في الكتاب الاول ثم اخرجه البيهقي من
وجه آخر عن اسماعيل بن ابي خالد وزاد فيه وكان ذالك على تمام سنتين خلتا
من امارة عثمان فهما الليلتان قال ولم ازل احفظ العدة للاربع البواقي واتوقع
ما هو كائن فيهن فكان فيهن افتراء اهل العراق وخلافهم وارجاف المرجفين
وطعنهم على اميرهم الوليد بن عقبة قال البيهقي وهذا اسناد صحيح وروى ذلك
ايضا حبيب بن سالم عن النعمان بن بشير وذكر فيه بير اريس كما في رواية ابن المسيب

والامر فیہا ان خاتم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان فی ید عثمان فوقع فیہا ست سنین

مضت من خلافتہ فعند ذلک تغیرت عمالہ فظہرت اسباب الفتن کما سمع

من زید بن خارجۃ انتہی ملخصاً مختصراً اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردوں کو

خصوصاً صالحین کو ادراک اور شعور اور واقعات و حوادث گذشتہ اور

آئندہ کا علم خوب اچھی طرح ہوتا ہے اور وہ مردے سب کچھ پہچانتے

ہیں اور جانتے ہیں اور لوگوں سے باتیں بھی کرتے ہیں اور امور اور

واقعات کی اطلاع بھی دیتے ہیں اور نصیحتیں بھی کرتے ہیں اور ان کو

امور غیبیہ پر بھی اطلاع ہوتی ہے اور کشف واقع ہوتا ہے کہ امور غیبیہ

اکثر یا بعض ان کے سامنے ہوتے ہیں جیسا کہ بیان سے حضرت زید

بن خارجہ کے معلوم اور مکشوف ہوا۔

دلیل ایک سو پندرہ اور سولہ (۱۱۵ و ۱۱۶) اخرج البیہقی وابن عساکر۔ وابن ابی الدنیا

عن عبد اللہ بن عبید الانصاری ان رجلا من قتلی سیلمۃ تکلم فقال محمد رسول اللہ

یعنی شہداء جنگ سیلمہ سے ۱۲

صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکر الصدیق عثمان الامین اللین الرحیم واخرج البیہقی

وابن عساکر۔ عنہ قال بینما ھم یوارون القتلی یوم صفین او یوم

الجمل اذ تکلم رجل من الانصار من القتلی فقال محمد رسول اللہ صلی اللہ

شہداء ۱۲

علیہ وسلم ابو بکر الصدیق عمر الشہید عثمان الرحیم ثم سکت

واخرج البخاری۔ فی تاریخہ وابن مندۃ عن عبد اللہ بن عبید اللہ الانصاری

قال کنت فیمن دفن ثابت بن قیس بن شماس وکان اصیب یوم الامامۃ

ای شہید بنی شہید ہوئے تھے

فلما ادخلناہ قبرہ سمعناہ یقول محمد رسول اللہ ابو بکر الصدیق

[illegible handwritten marginal note]

عمر الشهید عثمان امین رحیم۔ فنظرنا الیہ فاذا ہویت اور فقط تکلم مجرد
نہیں بلکہ شہداء کی ملاقات ماں باپ وغیرہ سے زندہ ہوکر دنوں بعد دن
دہاڑی کھلم کھلا اور اپنے بھائی مسلمان کی اعانت اور مدد کرنی اور ان کو
اپنے مقاصد اور مطالب کو پہنچانا اور جنازہ صالحین میں شریک ہونا اور
بھائیوں کے نکاح کے جلسوں میں شرکت بلکہ خود نکاح پڑھانا اور پھر
چلا جانا اور حق تعالیٰ سے اجازت لیکر جہاں چاہیں جائیں اور پھریں اور
امثال ان کے حوائج خلق میں سعی اور امداد وغیرہ وغیرہ بھی ثابت اور
محقق اور کتب احادیث و سیر میں منقول باسانید صحیحہ اور بروایات وطرق
عدیدہ کثیرہ ہیں جنکا استقصا دشوار ہیں یہاں چند روایات شرح الصدور
امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے مشتے نمونہ نقل کرتا ہوں۔

دلیل ایک سو سترہ (۱۱۷)۔ عن عبد العزیز بن عبد اللہ بن ابی سلمۃ قال
بینما رجل بالشام ومعہ زوجتہ وقد کان استشہد لہ ابن قبل ذلک
بما شاء اللہ اذ رأی فارسا قد اقبل فقال لامرأتہ ابنی و ابنک
یا فلانۃ قالت لہ اخسأ عنک الشیطان ابنک قد استشہد منذ حین
وانت مفتون فاقبل علی عملہ واستغفر اللہ ثم نظر ودنا الفارس فقال
ابنک واللہ یا فلانۃ فنظرت فقالت ہو واللہ فوقف علیہما فقال
لہ ابوہ الیس قد استشہدت یا بنی قال بلی ولکن عمر بن عبد العزیز
توفی فی ہذہ الساعۃ فاستاذن الشہداء ربہم فی شہودہ فکنت
منہم واستاذنت فی السلام علیکما ثم دعا لہما وانصرف ووجد عمر قد

توفی تلک الساعۃ ترجمہ امام محدث علامہ محاملی نے اپنی امالی میں
عبدالعزیز بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ کہ ایک شخص اپنی بی بی کے
ہمراہ شام میں تھے جن کا بیٹا شہید ہو چکا تھا اور اسپر ایک عرصہ گذر گیا تھا
ایک روز ایک سوار سامنے آیا انہوں نے دور سے دیکھکر پہچان لیا اور
اپنی بی بی سے کہا اے فلانی یہ سوار میرا بیٹا اور تیرا بیٹا ہے بی بی صاحبہ
بولیں کہ تجھے شیطان نے دھوکا دیا ہے تیرا بیٹا تو مدت ہوئی کہ شہید ہو چکا
تو دیوانہ ہے توبہ اور استغفار کر انہوں نے پھر غور سے اس سوار کو دیکھا اتنے
میں وہ سوار قریب آگیا تب انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم ای فلانے یہ تیرا
ہی بیٹا ہے جب ان بی بی صاحبہ نے اسے دیکھا تو کہا قسم اللہ تعالیٰ کی
ہو بہو وہی ہے جب وہ ان کے قریب آکر کھڑا ہو گیا تب باپ نے
اس سے کہا کہ ای پیارے بیٹے تو شہید نہیں ہوا تھا وہ بولا بیشک میں
شہید ہو چکا ہوں لیکن اسیوقت عمر بن عبدالعزیز کی وفات ہوئی ہے
شہیدوں نے اپنے پروردگار سے ان کے جنازے پر حاضر ہونیکے
لئے اجازت چاہی حق تعالیٰ نے اجازت فرمائی میں بھی انہیں شہیدوں
سے ہوں جنہوں نے ان کے جنازے میں حضوری کی اجازت مانگی
اور قبول ہوئی میں نے حق تعالیٰ سے یہ اذن بھی طلب کیا کہ ماں باپ
کو سلام کرتا ہوا جاؤں حق تعالیٰ نے منظور فرمایا اس لئے میں تمہارے
پاس سلام کو حاضر ہوا ہوں پھر ماں باپ کو دعا دیکر رخصت ہوا جو تحقیق کیا
تو اسیوقت حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوا تھا۔

دلیل ایکسو اٹھارہ (۱۱۸) - واخرج ابن ابی الدنیا - من طریق
یزید بن سعید القرشی عن ابی عبد اللہ الشامی قال غزونا الروم
فخرج منا ناس یطلبون اثر العدو فانفرد منہم رجلان قال
احدھما فبینا نحن کذلک اذ لقینا شیخ من الروم فقال ابرزا واحملنا
علیہ فاقتتلنا ساعۃ فقتل صاحبی فرجعت ارید اصحابی فبینا
انا راجع اذ قلت لنفسی ثکلتک امک سبقنی صاحبی الی الجنۃ وارجع
انا ھاربا الی اصحابی فرجعت اللہ فضربتہ فاخطأتہ فحملنی وضرب
بی الارض وجلس علی صدری وتناول شیئا معہ لیقتلنی فجاء صاحبی
المقتول فاخذ بشعر قفاہ فالقاہ عنی واعاننی علی قتلہ فقتلناہ
جمیعا وجعل صاحبی یمشی ویحدثنی حتی انتہینا الی شجرۃ فاضطجع مقتولا
کما کان فرجعت الی اصحابی فاخبرتھم - ابو عبد اللہ شامی فرماتے ہیں
کہ روم کے نصرانیوں کی لڑائی میں جہاد کیواسطے ہم لوگ گئے ہم میں سے
ایک جماعت نے دشمنوں کا تعاقب کیا انمیں سے دو شخص تنہا رہ گئے
ایک صاحب کا بیان ہے کہ ہم اپنی جماعت سے الگ اور جدا رہے
تھے کہ ناگہانی ایک کافر بوڑھا رومی ہمیں ملگیا اس نے ہمکو اپنے مقابلہ
اور لڑائی کیواسطے اکسایا اور کہا تم دونوں آو ہمنے اس پر حملہ کیا اور ایک
گھنٹہ بھر لڑتے رہے اسمیں ہمارا ساتھی یار شہید ہوگیا میں اپنی جماعت
کے ارادے سے بھاگا کہ ان سے جا ملوں جب لوٹا تو میرے جی میں یہ
آیا کہ تیرا یار تجھسے پہلے جنت کو سدھارا اور تو اس کافر سے بھاگ اپنی جماعت سے

سے ملنا چاہتا ہے افسوس ہے تیرے حال پر بس میں لوٹ پڑا
اور اس کافر پر ایک وار گیا سو خطا گئی وہ میرے اوپر پل پڑا اور مجھے
اٹھا کر زمین پہ دے مارا اور میرے سینے پر چڑھ بیٹھا اور میرا گلا کاٹنے
کو کمر سے خنجر نکالا اسوقت میرا یار میرا ساتھی جو شہید ہو گیا تھا اٹھکر میرے
پاس آیا اور اس کافر کی چٹیا پکڑ کر زمین پر پچھاڑا اور اس کے قتل پر
میری معاونت اور مدد کی تو میں اور وہ دونوں نے ایک ساتھ
ملکر اس کافر کو قتل کر ڈالا پھر وہ میرا ساتھی مجھسے باتیں کرتا ہوا میرے ساتھ
ساتھ چلا یہانتک کہ ایک درخت کے تلے ہم پہنچے تو وہ شہید وہاں
لیٹ رہا جیسا کہ مردہ پہلے تھا میں اپنی جماعت سے آملا اور ان کو
اس حال سے خبر دی -

دلیل دو سو انتیس - اخرج ابن عساکر - من طریق محمد بن اسحاق
عن عمیر بن الحباب السلمی قال اُسرت انا و ثمانیۃ معی فی زمان
بنی امیۃ فادخلنا علی ملك الروم فامر باصحابی فضربت رقابھم
ثم انی قدمت لتضرب عنقی فقام الیہ بعض البطارقۃ فلم یزل
یقبل راسہ ورجلیہ ویطالب الیہ حتی وھبنی لہ فانطلق بی
الی منزلہ فدعا ابنۃً لہ جمیلۃً فقال لی ھذہ ابنتی ازوجك
بھا واقاسمك مالی وقد رأیت منزلتی من الملك فادخل فی دینی
حتی افعل بك ھذا فقلتُ ما اترك دینی لزوجۃ ولا للدنیا فمکث
ایاما یعرض علی ذلك فدعتنی ابنتہ ذات لیلۃ فی بستان لھا فقالت

مایمنعك مما عرض علیك ابی فقلت ما اترك دینی لامرأة ولا لشئ قالت فتحب المکث عندنا او اللحاق ببلادك فقلت الذهاب الی بلادی قال فارتنی نجمافی السماء وقالت لی سر علی هذا النجم باللیل واکمن بالنهار فانه یبلغك الی بلادك ثم زودتنی وانطلقت فسرت ثلاث لیال اسیر باللیل واکمن بالنهار فبینما انا الیوم الرابع مکمن فاذا الخیل فقلت طُلبتُ فاشرفوا علیّ فاذا انا باصحابی المقتولین علی دواب ومعهم آخرون علی دواب شهب قالوا عمیر قلت نعم فقلت اولیس قد قتلتم قالوا بلی ولکن اللّٰه نشر الشهداء واذن لهم ان یشهد واجنازة عمر بن عبد العزیز فقال لی بعض الذین معهم ناولنی یدك یاعمیر فناولته یدی فاردفنی ثم سرنا یسیرا ثم قذفنی قذفة وقعت قرب منزلی بالجزیرة من غیران یکون لحقنی شئ- ترجمہ عمیر بن الحباب سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی امیہ کے زمانہ میں ہم قید ہوئے اور میرے ساتھ آٹھ صاحب اور تھے اور بادشاہ روم کے پاس ہم پکڑے ہوئے گئے اسنے ہمارے آٹھوں ساتھیوں کو جو ہمارے یار تھے قتل کا حکم دیا اور انکی گردنیں ماردی گئیں یعنی شہید کر دئے گئے اور میں بھی قتل کے لئے پیش کیا گیا بادشاہ کے فوجی افسروں میں سے ایک شخص نے میرے لئے سفارش کی اور اس کے پاؤں اور سر چومتا رہا اور سب مجھے اس سے مانگتا رہا یہانتک کہ اس نے

مجھے اسے بخشدیا وہ مجھے اپنے گھر لیگیا اور اپنی ایک بیٹی کو جو خوبصورت
تھی سامنے بلایا اور مجھ سے کہا کہ یہ میری بیٹی ہے میں تیرا نکاح اس سے
کر دونگا اور اپنا مال تجھے بانٹ دونگا اور میرا مرتبہ بادشاہ کے نزدیک
جو ہے وہ تو تو دیکھ چکا ہے بس تو میرے دین میں داخل ہوجا یعنی نصرانیت
قبول کر تو میں تیرے ساتھ یہ امر کروں گا میں نے کہا کہ بی بی کے لیے
اور دنیا کیواسطے میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا۔ غرض چند روز مجھ سے
ایسا ہی کہتا رہا ایک رات اس کی بیٹی نے مجھے اپنے باغ میں بلایا
اور مجھ سے کہا کہ میرے باپ نے جو بات تجھے کہی اسے کیوں نہیں
اختیار کرتا میں نے کہا عورت کے لالچ میں یا کسی شی کی طمع میں میں
اپنا دین نہیں چھوڑوں گا اس نے کہا تو ہمارے یہاں رہنا پسند کرتا ہے
یا اپنے شہر کو جانا میں نے کہا اپنے شہر کو تب اس نے مجھے ایک
ستارا دکھایا اور مجھ سے کہا اس ستارے کے پیچھے رات میں چلا
جائیو اور دن میں چھپ رہیو یہ ستارہ تجھے تیرے شہر تک پہنچا دیگا
پھر اس نے مجھے زادراہ دیا اور میں وہاں سے چلدیا۔ تین شب اسطرح
سے چلا کہ رات میں چلتا اور دن میں چھپ جاتا۔ چوتھے روز جہاں میں چھپا ہوا
تھا وہاں کچھ گھوڑے پہنچے میں جی میں ڈرا کہ دوڑ آئے مجھے پکڑنے کو
جب وہ گھوڑے میرے پاس آئے تو میں نے دیکھا کہ وہی میرے
یار میرے ساتھی جنکو بادشاہ روم نے قتل کروادیا تھا گھوڑونپر سوار ہیں
اور ان کے ساتھ کچھ اور لوگ ہیں سرنگ گھوڑونپر سوار انہوں نے کہا

عمیر ہے میں نے کہا ہاں میں عمیر ہوں میں نے ان سے کہا کیا تم قتل نہیں کر دئے گئے تھے وہ بولے ہاں ہم شہید ہوئے لیکن آج اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو اجازت دی ہے حضرت عمر بن عبد العزیز[ؒ] کے جنازے پر حاضر ہونے کی ان صاحبوں میں سے ایک صاحب نے مجھے کہا اپنا ہاتھ دے میں نے ہاتھ دیا انہوں نے مجھے اپنے ساتھ گھوڑے پر سوار کر لیا اور گھوڑے دوڑائے تھوڑی دیر میں میں اپنے گھر پہنچ گیا جزیرہ میں اور مجھے کچھ رنج و تعب نہ پہنچا۔

دلیل اکیسویں (۱۲۱)۔ اخرج ابن الجوزی۔ فی کتابہ عیون الحکایات بسندہ عن ابی علی الضریر۔ قال ان ثلثة اخوة من الشام کانوا یغزون وکانوا فرسانا شجعانا فاسرهم الروم مرة فقال لهم الملک انی اجعل فیکم الملک وازوجکم بناتی وتدخلون فی دین النصرانية فابوا وقالوا یا محمداه فامر الملک بثلثة قدور فصب فیها الزیت ثم اوقد تحتها ثلثة ایام یعرضون کل یوم علی تلک القدور ویدعون الی دین النصرانية فیابون فالقی الاکبر فی القدر ثم الثانی ثم ادنی الاصغر فجعل یفتنه عن دینه بکل امر فقام الیه علج فقال ایها الملک انا افتنه عن دینه قال بماذا قال لیس فی الروم

ؒ حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ بڑے بزرگ ہیں خلیفہ پنجم بعد خلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کے گنے جاتے ہیں بوجہ تقوی اور عدل وغیرہ خوبیوں کے اور یہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے نواسے ہیں ۱۰۱ھ سنہ ایک سو ایک میں ان کا انتقال ہوا ہے۔

اجمل من ابنتی فادفعه الیٰ حتی ادخله معها فانها ستفتنه
فدفعه الیه فجاء به فادخله مع ابنته واخبرها بالامر فقالت له
دعه فقد کفیتك امره فاقام معها نهاره صائم ولیله قائم فمکث
علی ذلك ایاما فقالت له الجاریة لیلة یا هذا انی اراك
تقدس ربا عظیما وانی قد دخلت معك فی دینك وترکت دین آبائی
قال لها فکیف الحیلة فی الهرب قالت انا احتال لك وجاءته
بدابة فرکباها فکانا یسیران باللیل ویکمنان بالنهار فبینما هما
یسیران لیلة اذ سمعا وقع الخیل فاذا هو باخویه ومعهما ملائکة
ارسل الیه فسلم علیهما وسالهما عن حالهما فقالا ما کانت
الا الغطسة التی رأیت حتی خرجنا فی الفردوس وان الله
ارسلنا الیك لنشهد تزویجك بهذه الفتاة فزوجوه ایاها
ورجعوا وخرج الی بلاد الشام فاقام معها وکانا مشهورین
بذلك معروفین بالشام فی الزمن الاول وقد قال فیهما بعض الشعراء
ابیاتا منها۔ **شعر**

سیعطی الصادقین بفضل صدقٍ　　　نجاۃً فی الحیاۃ وفی الممات

ترجمہ۔ ملک شام میں تین بھائی تھے کہ وہ جہاد کرتے تھے کافروں
کیساتھ اور عمدہ سوار اور بڑے بہادر تھے۔ ایکبار ان کو رومیوں نے
پکڑ لیا شاہ روم نے ان سے کہا کہ ہم تمکو ملک اور جاگیر دیں گے
اور اپنی بیٹیوں سے تمہاری شادیاں کردیں گے تم نصرانی دین کو

اختیار کر لو انہوں نے انکار کیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے استغاثہ
و استعانت اور فریاد کی حضور کو اسطرح پکارا یا محمداہ صلی اللہ علیہ وسلم بادشاہ نے تین دیگوں
میں تیل گرم کرنے کے لئے آگ پر چڑھوائے اور ہر روز ان دیگوں پر
ان کو پیش کرتے اور دین نصرانیت کی طرف انہیں بلاتے اور وہ
انکار کرتے پس بڑے بھائی اور منجھلے کو دیگ میں ڈالدئے
اور چھوٹے کو دھمکاتے رہے اور بیدین بنانیکی تدبیریں تھے ایک
کافران میں سے بادشاہ کے پاس آیا اور کہا کہ میں اسے فتنے میں ڈالونگا
تو اُسے مجھے دیدے اس نے پوچھا کہ تو اس کو کسطرح فتنے میں ڈالیگا
اس کے دین سے۔ اس نے کہا کہ ملک روم میں میری لڑکی سے
زیادہ کوئی عورت خوبصوت نہیں ہے میں لے اس کے ساتھ رکھونگا
وہ اسے بیدین بنائیگی کہ دین اسلام چھوڑ کر یہ نصرانیت کو قبول کرلیگا
غرض وہ کافر انہیں اپنے گھر لایا اور اپنی بیٹی کو ان کے پاس رکھا اور
بیٹی کو حقیقت حال اور اپنے فریب و مکر کے جعل سے واقف کیا اسکی
بیٹی نے کہا میں اس کام کو کروں گی تو بیغم رہ بس وہ اس لڑکی کیسا تھ
اسطور سے تھے کہ دن بھر روزہ ہوتا اور رات بھر قیامِ شب فرماتے ایک
شب اس لڑکی نے ان سے کہا کہ ای شخص تو جس رب کی پاکی
بیان کرتا ہے وہ بڑا پروردگار ہے میں نے اپنے باپ دادے کا
دین چھوڑا اور تیرے دین میں داخل ہوئی تب انہوں نے اُس سے
کہا یہاں سے بھاگ چلنے کی کیا تدبیر ہے اس نے کہا میں اسکی

تدبیر کرتی ہوں اور ایک گھوڑا لائی اس پر دونوں سوار ہوکر وہاں سے
روانہ ہوئے رات میں چلتے دن میں چھپ رہتے ایک روز رات کیوقت وہ
چلے جارہے تھے کہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سنائی دی جو دیکھا تو ان کو وہ
دونوں بھائی جنکو دیگ میں ڈالدیا تھا وہ ان گھوڑوں پر سوار تھے
اور ان کے ساتھ کچھ فرشتے تھے جو چھوٹے بھائی کے یہاں ان بھائیوں
کے ساتھ بھیجے گئے تھے انہوں نے ان دونوں کو پہچانکر ان کو سلام
کیا ان کا حال پوچھا ان دونوں بھائیوں نے بیان کیا کہ جب ہم دیگ
میں ڈالے گئے اسمیں جاتے ہی جنت الفردوس میں ہم پہنچ گئے اور
اب اسوقت اللہ تعالیٰ نے ہمیں تمہارے نکاح میں شریک ہونیکے
لئے بھیجا ہے تاکہ تمہارا نکاح اس عورت نوجوان کے ساتھ کردیں قصہ
مختصر ان دونوں بھائیوں نے اس چھوٹے بھائی کا اس عورت سے
نکاح پڑھایا اس کے بعد چلے گئے اور یہ چھوٹا بھائی اپنی بی بی کو
لیکر شام میں آیا اور وہاں بود وباش اختیار کی اور وہ میاں بی بی ملک
شام میں مشہور ومعروف تھے اس کرامت اور حادثہ مذکورہ کے ساتھ
اور ان کی شان میں بعض شعرا نے بہت سے اشعار لکھے جنمیں کا ایک
شعر وہ تھا جس کا ترجمہ یہ ہے۔ شعر

خدا سچوں کو دے فضل وکرم سے ۔۔۔ دو عالم میں نجات ہر رنج وغم سے
یعنی دنیا اور آخرت میں ۱۲

دلیل ایک سو اکیس (۱۲۱)۔ اخرج ابن ابی الدنیا۔ عن عبد الرحمٰن
بن زید بن اسلم قال کان فیما مضی فتیۃ یخرج الی الارض الروم

ویصیبون منہم فقضی علیہم بالاسر فاخذ واجمیعا فاتی بھم ملکھم فعرض علیہم دینہ فابوا فقعد علی تل الی جانب نہر فدعاھم فضرب عنق رجل منہم فوقع فی النہر فاذا راسہ قد قام بحیالھم واستقبلھم بوجہہ وھو یقول یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔

دلیل ایکسو بائیس (۱۲۲)۔ اخرج ایضا عن سعید العمی۔ قال خرج قوم غزاۃ فی البحر فجاء شاب کان بہ رھق لیرکب معہم فابوا ثم انہم حملوہ معہم فلقوا العدو فکان الشاب من احسنہم بلاء ثم انہ قتل فقام راسہ واستقبل اھل المرکب وھو یتلو تلک الدار الآخرۃ نجعلہا للذین لایریدون علوا فی الارض ولافسادا والعاقبۃ للمتقین ثم انغمس فذھب۔

دلیل ایک سو تیئیس (۱۲۳)۔ اخرج الحافظ ابو محمد الخلال فی کتاب کرامات الاولیاء بسندہ عن ابی یوسف الغسولی قال دخل علی ابراھیم بن ادھم بالشام فقال لی لقد رأیت الیوم عجبا قلت وماذاک قال وقفت علی قبر من ھذہ المقابر فانشق لی عن شیخ خضیب فقال لی یا ابراھیم سل فان اللہ احیانی من اجلک قلت مافعل اللہ بک قال لقیت اللہ بعمل قبیح فقال لی لقد غفرت لک بثلاثٍ لقیتنی وانت تحب من احبنی ولقیتنی ولیس

فی صدرك مثقال ذرة من شراب حرام ولقیتنی وانت خضیب
وانا استحیی من شیبة الخضیب ان اعذبها بالنار قال والتأم
القبر علی الشیخ ثم قال ابراهیم ویحك یا غسولی عامل الله یریك
العجائب۔

دلیل ایکسوچوبیس (۱۲۴) - قال البیهقی فی شعب الایمان عن هشام
المقسابادی عن ابیه عن جده ابی ابراهیم وکان قاضی نیسابور
فدخل علیه رجل فقیل له عند هذ احدیثا عجیبا فقال له یا هذا
وما هو قال اعلم انی کنت رجلا نباشا انبش القبور فماتت امرأة
فذهبت لاعرف قبرها فصلیت علیها فلما جن اللیل ذهبت
لانبش عنها وضربت یدی الی کفنها لاسلبها فقالت سبحان الله رجل
من اهل الجنة یسلب امرأة من اهل الجنة ثم قالت الم تعلم انك
ممن صلی علی وان الله عز وجل قد غفر لمن صلی علی ترجمہ دور ہوتو

دلیل تیئیس وچوبیس (۲۲۳،۲۲۴) کا کتاب کرامات اولیاء میں ابو یوسف غسولی
سے روایت ہے کہ ملک شام میں میرے پاس حضرت ابراہیم ادہم
رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور مجھ سے فرمایا کہ آج ایک عجیب ماجرا میں نے دیکھا میں نے
پوچھا کیا؟ فرمایا کہ اس قبرستان میں ایک قبر پر میں جا کر کھڑا ہوا وہ قبر پھٹ
گئی اس میں ایک شخص بوڑھے خضاب لگائے ہوئے نظر آئے
مجھ سے کہا کہ اے ابراہیم تم مجھ سے کچھ پوچھو مجھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری
لئے زندہ کیا ہے میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ

کیا معاملہ کیا کہا میں بڑا گنہگار تھا جب اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی
فرمایا کہ میں نے تجھے تین باتوں کی وجہ سے بخشدیا ایک تو یہ کہ تو
تمام عمر میرے دوستوں کا دوست رہا جو لوگ مجھ سے محبت رکھتے ہیں
یعنی اہل اللہ اولیاء اللہ ان سے تجھکو محبت تھی۔ دوسرے۔ تیرے
سینے میں حرام کا ذرہ قطرہ نہ تھا۔ تیسرے۔ تو میرے پاس ایسی حالت میں
آیا کہ تیرے بال سفید تھے خضاب کئے ہوئے اور مجھے شرم آتی ہے
ایسے بڈھے سے کہ میں اُسے دوزخ میں ڈالوں اس کے بعد قبر برابر
ہو گئی پھر حضرت ابراہیم نے فرمایا کہ ای عسولی اللہ تعالیٰ سے سچا معاملہ
رکھ تو عجائب امور دیکھے گا امام بیہقی نے شعب الایمان میں بروایت
ابو ابراہیم جو قاضی تھے نیشاپور کے نقل کیا کہ ان کے یہاں
ایک شخص آیا لوگوں نے قاضی صاحب سے کہا کہ اس شخص کی ایک
عجیب سرگذشت ہے یعنی آپ بیتی نہ جگ بیتی قاضی صاحب نے اس سے
پوچھا کہ وہ کیا ہے تو انہوں نے بیان کیا کہ میں ایک شخص کفن چور تھا
قبر کھود کر مردوں کے کپڑے اتار لیتا تھا ایک عورت کا انتقال ہوا میں اسکے
جنازہ میں قبر کے پہچاننے کی غرض سے شریک ہوا اور ان پر نماز
بھی پڑھی جب اندھیری رات ہوئی میں گیا قبر کو کھود کر کفن پر ہاتھ ڈالا
کہ کھینچ لوں تو وہ بی صاحبہ بولیں کہ سبحان اللہ کیا تعجب ہے کہ ایک شخص
جنتی ایک عورت جنتی کے کپڑے اتار رہا ہے پھر کہا تو نے میرے جنازے
پر نماز نہیں پڑھی ہے اور بیشک جس جس نے میرے جنازہ کی نماز

پڑھی ہے اس کی مغفرت ہوگئی اور بخشدیا گیا۔

دلیل ایکسوپچیس (۱۲۵) - چھتیسویں حدیث - اخرج الطبرانی عن علی ابن ابیطالب انہ دنی من القبور فقال السلام علیکم یا اھل الدیار من المومنین و المسلمین انتم لنا سلف فارط ونحن لکم تبع عما قیل لاحق اللھم اغفر لنا ولھم وتجاوز بعفوک عنا وعنھم۔

دلیل ایکسو چھبیس (۱۲۶) - اخرج ابن ابی شیبۃ عن سعد بن ابی وقاص انہ کان یرجع من ضیعتہ فیمر بقبور الشھداء فیقول السلام علیکم وانا ان شاء اللہ بکم لاحقون ثم یقول لاصحابہ الا تسلمون علی الشھداء فیردوا علیکم

دلیل ایکسو ستائیس (۱۲۷) - واخرج عن ابن عمر رضی اللہ عنھما انہ کان لا یمر بلیل ولا نھار بقبر الا سلم علیہ۔

دلیل ایکسو اٹھائیس (۱۲۸) واخرج عن ابی ھریرۃ قال اذا مررت بالقبور وقد کنت تعرفھم فقل السلام علیکم اصحاب القبور واذا مررت بالقبور لا تعرفھم فقل السلام علی المسلمین

دلیل ایکسو انتیس (۱۲۹) عن الحسن قال من دخل المقابر فقال اللھم رب الاجساد البالیۃ و العظام النخرۃ التی خرجت من الدنیا وھی بک مومنۃ ادخل علیھا روحا من عندک وسلاما منی استغفر کل مسلم مومن مات منذ خلق اللہ آدم علیہ السلام یعنی جو شخص قبرستان میں جاوے اور یہ دعا پڑھے اللھم آخر تک تو جتنے مومن مسلمان مرے

چھتیسویں حدیث

سینتیسویں حدیث

اڑتیسویں حدیث

انتالیسویں حدیث

ہیں حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آجتک کے سب اس کے لیے استغفار کریں گے یعنی بخشش چاہیں گے اور حق تعالیٰ سے اس کے لیے سفارش مغفرت کی کریں گے۔

دلیل ایک تیس (۱۳۰) - واخرج ابن ابی الدنیا بلفظ کتب اللہ له بعد د من مات من لدن آدم علیه السلام الی ان تقوم الساعة حسنات اور ابن ابی الدنیا نے اسطرح روایت کی کہ جو شخص کسی مقبرہ میں زیارت کے لیے جاوے اور وہ دعاے مذکور حدیث سابق میں پڑھے تو اس کے نامۂ اعمال میں بقدر شمار ان لوگوں کے نیکیاں لکھی جائیں گی جو مرے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے سے اب تک اور قیامت تک جو کو مریں گے ان سب کے عدد کے موافق

دلیل ایک سو اکتیس (۱۳۱) - واخرج ابن ابی الدنیا - عن ابی هریرة رض قال من دخل المقابر د استغفر لاهل القبور د ترحم علی الاموات فکانما شهد جنائزهم د الصلوٰة علیهم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جو شخص کسی قبرستان میں داخل ہوا اور استغفار پڑھے اہل قبور کے واسطے اور رحمت خدا کی بھیجے ان پر یعنی اسطرح کہے اللھم اغفر لھم اللھم ارحمھم اللہ تعالیٰ ان مردوں کی بخشش فرما ان پر رحم کر تو اس کو ان کے جنازہ میں حاضر ہونے اور ان پر نماز پڑھنے کا اجر ملے گا۔

دلیل ایک سو بتیس (۱۳۲) - اخرج ابن ابی الدنیا و البیهقی عن رجل

من آل عاصم الجحدری قال رأیت عاصما الجحدری فی النوم بعد
موته بسنتین فقلت الیس قد مت قال بلی قلت فاین انت قال انا
واللہ فی روضة من ریاض الجنة انا ونفر من اصحابی نجتمع
کل لیلة جمعة وصبیحتها الی بکر بن عبد اللہ المزنی فنتلاقی
اخبارکم قلت اجسادکم ام ارواحکم فقال ھیھات بلیت الاجسام
وانما تتلاقی الارواح قلت فھل تعلمون بزیارتنا ایاکم قال
نعلم بھا عشیة الجمعة ویوم الجمعة کله ویوم السبت الی طلوع
الشمس قلت وکیف ذلک دون الایام کلھا قال لفضل یوم الجمعة
وعظمه میں نے حضرت عاصم جحدری رضی اللہ عنہ کو ان کے مرنے
پر برسوں کے بعد خواب میں دیکھا میں نے کہا آپ مر نہیں گئے
تھے فرمایا ہاں میں نے پوچھا آپ کہاں ہیں فرمایا خدا کی قسم
ایک باغ میں ہوں۔ جنت کے باغوں میں سے میں اور چند یار میرے
یاروں میں سے ہر جمعرات اور جمعہ کی صبح کو عبد اللہ مزنی کے پاس
اکٹھے ہوتے ہیں اور تمہاری قبروں سے مطلع ہوتے ہیں میں نے
کہا جسموں کے ساتھ یا روحوں کے ساتھ اکٹھے ہوتے ہیں فرمایا
جسم تو سڑ گل گئے صرف روحوں سے ہم ملاقات کرتے ہیں میں نے عرض
کیا کہ آپ لوگوں کی زیارتوں کے واسطے جو ہم لوگ قبروں پر حاضر
ہوتے ہیں تو اس کا علم آپ لوگوں کو ہوتا ہے فرمایا ہاں ہوتا ہے
جمعہ کی رات کو اور جمعہ کے تمام دن میں اور ہفتہ کے روز آفتاب

نکلنے تک میں نے کہا کیوں فرمایا جمعہ کی عظمت اور فضیلت کی وجہ سے
اس سے مراد یہ ہے کہ جمعہ کے دن کو اور رات کو بہ نسبت اور دنوں کے
زیادت فضیلت ہے اسوجہ سے اس روز زیادہ علم اور ادراک
مردوں کو عطا ہوتا ہے جیسا کہ سابقاً اس مضمون کی حدیثیں گذر چکیں
اور نیز ہمیشہ ہر وقت ادراک و شعور مردوں کے باب میں احادیث
صحیحہ وارد ہیں اور صحاح وغیرہ میں موجود ہیں۔ منجملہ ان کے ما انتم باسمع
منہم ہے۔

دلیل ایک سو تینتیس (۱۳۳)۔ واخرج ایضا۔ من بشر بن منصور قال
کان رجل یختلف الی الجبانة فیشهد الصلاة علی الجنائز فاذا امسی
وقف علی باب المقابر فقال۔ آنس اللّٰه وحشتکم ورحم اللّٰه غربتکم
وتجاوز اللّٰه عن سیأتکم وقبل اللّٰه حسناتکم لا یزید علی هولاء الکلمات
قال ذلک الرجل فامسیت ذات لیلة فانصرفت الی اہلی ولم آت
المقابر فبینما انا نائم اذا انا بخلق کثیر قد جاؤنی قلت من انتم وما حاجتکم قالوا
نحن اہل المقابر قلت ما جاء بکم قالوا انک کنت عودتنا منک ہدیة
عند انصرافک الی اہلک قلت وما ہی قالوا الدعوات التی کنت
تدعوبہا قلت فانی اعود لذلک قال فما ترکتہا بعد ایک بزرگ صبح کو
قبرستان میں جاتے اور جنازے کی نمازوں میں دن بھر شریک ہوتے
جب شام ہوتی قبرستان کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ دعا پڑھتے
جسمیں چار کلمے ہیں اسپر زیادہ نہ کرتے فرماتے ہیں ایک روز میں گھر کو

شام کے وقت چلا آیا اور قبرستان کو نہ گیا جب سویا تو میں نے دیکھا
کہ میرے گھر میں کثیر مخلوق جمع ہے میں نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ
کیوں آئے سب نے کہا کہ آپ ہر روز ہمیں ہدیہ بھیجتے تھے قبرستان سے
لوٹتے وقت میں نے کہا وہ کیا ہے بولے وہ دعا جو آپ ہمارے
لئے کیا کرتے تھے میں نے کہا کہ اچھا میں آؤنگا اور وہ دعا کرونگا
فرماتے ہیں پھر میں نے کبھی قبرستان کا جانا اور وہ دعا کرنا نہیں چھوڑا
دلیل ایک سو چونتیس (۳۴)۔ ایضاً عن ابی التیاح قال کان مطرف
یبد وفاذا کان یوم الجمعۃ ادلج وکان ینور لہ فی سوطہ فاقبل لیلۃ حتی اذا
کان عند المقابر ہوم وہو علی فرسہ فرای کان اہل القبور کل صاحب قبر
جالس علی قبرہ فقالوا ہذا مطرف اتی یوم الجمعۃ قلت اوتعلمون عندکم
یوم الجمعۃ قالوا نعم ومایقول فیہ الطیر قلت ومایقولون قالوا یقول سلام سلام
یوم صالح قال فی الصحاح ہوم الرجل اذا ہزراسہ من النعاس ابوالتیاح
سے روایت ہے کہ حضرت مطرف رضی اللہ عنہ اور دن ظاہر ہوتے
جمعہ کے دن رات ہیں چھپ جاتے یعنی قبرستانوں کی سیر فرماتے
اور ان کا کوڑا چراغ اور مشعل ہوتا کہ اس میں نور چراغ محسوس ہوتا
ایک رات قبرستان کی طرف متوجہ ہوئے جب وہاں پہنچے تو
ان کو ایک جھپکی آئی یعنی مراقبہ کیا حالانکہ وہ گھوڑے پر سوار تھے پس
انہوں نے دیکھا تمام اہل قبور کو کہ ہر شخص اپنی قبر پر بیٹھا ہوا ہے وہ کہنے
لگے کہ یہ مطرف ہیں جمعہ کے دن آئے میں نے ان سے دریافت

کیا کہ تم جمعہ کے دن کو جانتے ہو انہوں نے کہا ہاں جانتے ہیں اور
جانور پرند چرند جو جمعہ کے دن آتے ہیں اسے بھی ہم جانتے ہیں۔
میں نے کہا وہ کیا کہتے ہیں کہا سلامٌ سلامٌ یومٌ صالحٌ ۔

دلیل ایکسو پینتیس (۱۳۵) عن الفضل بن موفق قال لمامات ابی جزعت
بن خالد بن سفیان بن عیینۃ ۱۲
جزعا شدیدا فکنت آتی قبرہ فی کل یوم ثم انی قصرت عن ذلک فرأیتہ فی النوم
فقال یا بنیّ ما ابطابک عنی قلت وانک لتعلم بمجیئی قال ماجئت مرۃ الا
علمتہا وقد کنت تاتینی فاسر بک ویسر من حولی بدعائک قال فکنت
آتیہ بعد کثیرا فضل بن موفق جو سفیان بن عیینہ فقیہ مجتہد درویش مشہور کے
پر نواسوں میں ہیں فرماتے ہیں کہ جب میرے باپ مرے تو مجھے
بڑا رنج ہوا ان کی قبر پر ہر روز جاتا تھا پھر مجھ سے کوتاہی واقع ہوئی تو
میں نے خواب میں دیکھا ان کو کہ فرماتے ہیں کہ اے بیٹے تم نے
کیوں دیر لگائی ہمارے یہاں آنے میں میں نے عرض کیا کہ میرے
آنے سے آپ مطلع ہوتے ہیں اور میرے آنیکا علم آپ کو ہوتا ہے،
فرمایا جب کبھی تم آئے ہمیں علم ہوا اور تمہارے آنے سے ہم خوش
ہوتے تھے اور جو مردے میری قبر کے آس پاس تھے وہ سب
خوش ہوتے تھے تمہاری دعا کیوجہ سے پھر تو اس کے بعد میں کثرت
سے انکی قبر پر زیارت کیلئے جایا کرتا۔

دلیل ایکسو چھتیس (۱۳۶) عن الاسد بن موسیٰ یقول کان لی صدیق
فمات فرأیتہ فی النوم وھو یقول لی سبحان اللہ جئت الی قبر فلان

صدیقک قرارت عندہ و ترحمت علیہ وانا ماجئت الی ولا قربتنی قلت

لہ ومایدریک قال لما جئت الی قبر صدیقک فلان رائیتک قلت وکیف

رائتنی والتراب علیک قال مارأیت الماراذا کان فی الزجاج ماتبین

قلت بلی قال فکذلک نحن نری من یزورنا واخرج البیہقی عن ابی

الدرداء (الی قولہ) یقول انہ کان یزور قبر ابیہ فطال علیہ ذلک فقلت

ازور التراب فاریتہ فی مناحی فقال بنیتی مالک لاتفعل کما کنت تفعل فقلت

ازور التراب فقال لاتفعل یابنیتی فواللہ لقد کنت تشرف علی فیبشرنی بک

جیرانی ولقد کنت تنصرف فما ازال اراک حتی تدخل الکوفتہ۔

دلیل ایک سو سینتیس (۱۳۷) ۔ اخرج ابو یعلی والبیہقی وابن مندۃ

عن انس رضی اللہ عنہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الانبیاء احیاء

فی قبورھم یصلون۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیا علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ

ہیں نماز پڑھتے ہیں۔ اقول جب عام انبیا علیہم السلام قبروں میں

زندہ ہیں تو امام الانبیا بدرجۂ اولی۔ اس حدیث سے حیوۃ الانبیاء ثابت

ہے اور نیز ثابت ہے کہ ان کو طاعت وعبادت الٰہی کی نعمت اور

کیف ولذت بعد وفات بھی حاصل ہے اور حضرت خاتم النبیین صلی اللہ

علیہ وسلم کی قبر مبارک سے اذان واقامت کا پہنچو قتہ ثبوت ہم سابقاً

لکھ چکے فلا حاجۃ الی الاعادۃ اور جب انبیاء علیہم السلام اور سرور

انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا زندہ ہونا ثابت تو ان سے استغاثہ اور

ف/ مینشا السیوطی حدیث

ف/ انبیاء علیہم السلام قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں

استعانت اور امداد حوائج میں جس طرح حالت حیات میں جائز اور مستحسن تھا اسیطرح بعد وفات اس کے استحسان میں کلام نہ رہا اور اسیواسطے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کل من یستمد بہ فی حیاتہ یستمد بہ بعد وفاتہ انتہیٰ وقد صدق رضی اللہ عنہ بلکہ ہم کہتے ہیں کہ جوقت متوسلین اور تابعدار انبیاء کی حیات بعد الممات ثابت اور متحقق ہوئی کما اسلفنا فیما سبقنا تو انبیاء علیہم السلام کی حیات بعد الوفاۃ میں تردد اور شک کا باعث نافہمی کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔

دلیل (۱۳۸) ایک سواڑتیس۔ اخرج مسلم عن انس رضؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ اُسری بہ مر بموسیٰ صلوات اللہ علیہ وھو قائم یصلی فی قبرہ قال ابن مندہ رواہ حجاج بن منہال ویونس بن محمد وابو نصر التمار وحبان وغیرہم عن حماد عن سلیمان التیمی وثابت عن انس ورواہ سفیان ویحیی بن سعد وعمر بن حبیب وجریر بن عبد الحمید ومعتمر بن سلیمان ویزید بن ہارون وعیسیٰ وغیرہم عن سلیمان التیمی ورواہ ابوہریرۃ وعبد اللہ بن جراد وغیرہما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ واخرج ابو نعیم فی الحلیۃ عن ابن عباس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم مر بقبر موسیٰ صلوات اللہ علیہ وہو قائم یصلی فیہ۔ صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم شب معراج میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس ہو کر گذرے اسحال میں کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اس حدیث کو مختلف اور متعدد صحیح اسنادوں

اور متعدد صحابہ سے بہت سے محدثین سے نے روایت کیا ہے۔

دلیل ایک انتالیس (۱۳۹) - جطرح انبیار علیہم السلام کی حیات حقیقی عالم برزخ میں اور ان کا علم و ادراک کامل ثابت ہے اسی طرح اولیاء اللہ کے واسطے حیات وغیرہ عالم برزخ میں ثابت اور محقق ہے قال ابن سعد فی الطبقات وابن ابی شیبۃ فی المصنف والامام احمدؒ فی الزہد معا اخبرنا عفان بن مسلم قال حدثنا حماد بن سلمۃ عن ثابت البنانیؒ قال اللہم ان کنت اعطیت احدا الصلاۃ فی قبرہ فاعطنی الصلوۃ فی قبری واخرج ابونعیم قال ثابت البنانی اللہم ان اذنت لاحد (ای غیر الانبیاء ۱۲) ان یصلی فی قبرہ فاذن لثابت ان یصلی فی قبرہ واخرج ایضا عن جبیر قال انا واللہ الذی لا الہ الا ہو ادخلت ثابتا البنانی لحدہ ومعی حمید الطویل فلما سوینا علیہ اللبن سقطت لبنۃ فاذا انا بہ یصلی فی قبرہ وکان یقول فی دعائہ اللہم ان کنت اعطیت احدا من خلقک (ای غیر الانبیاء ۱۲) الصلوۃ فی قبرہ فاعطنیہا فما کان اللہ لیرد دعارہ واخرج ابن جریر فی تہذیب الآثار وابونعیم - عن ابراہیم بن الصمۃ المہلبی قال حدثنی الذین کانوا یمرون بالحصن بالاسحار قالوا کنا اذا امررنا بجنبات قبر ثابت البنانی سمعنا قرارۃ القرآن۔

دلیل ایک سو چالیس (۱۴۰) - اخرج الترمذی وحسنہ والحاکم والبیہقی عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال ضرب بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم خباءہ علی قبر وھو لا یحسب انہ قبر واذا فیہ

بینا السید عارت

انسان یقرا سورۃ الملک حتی ختمہا فاتی النبی صلی اللہ علیہ
وسلم فاخبرہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھی المنجیۃ
ھی المانعۃ تنجیہ من عذاب القبر۔ قال ابو القاسم السعدی فی
کتاب الروح ہذا تصدیق من النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بان المیت
یقرأ فی قبرہ فان عبد اللہ اخبرہ بذلک وصدقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم ترجمہ ترمذی وغیرہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس سے
مروی ہے کہ ایک صحابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
ایک جگہ خیمہ کھڑا کیا اور وہاں قبر تھی اور ان کو معلوم نہ تھا کہ
یہاں کسی کی قبر ہے اس قبر میں سے قرأت کی آواز آئی کہ ایک شخص
سورۂ ملک یعنی تبارک الذی پڑھتے تھے یہانتک کہ پوری سورت
انہوں نے پڑھی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں
حاضر ہو کر خبر دی حضور نے فرمایا کہ یہی سورت نجات دینے والی
اور منع کرنیوالی ہے عذاب قبر کو امام ابو القاسم فرماتے
ہیں کہ اس حدیث سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق اس امر کی
ثابت ہے کہ مردہ قبر میں قرآن شریف پڑھتا ہے اور پڑھیگا۔

دلیل ایک سو اکتالیس (۱۴۱)۔ جسطرح یہ کرامت انبیاء اور صحابہ کرام
کو حق تعالیٰ نے عطا فرمایا کہ قبر میں نماز پڑھتے ہیں تلاوت قرآن
کرتے ہیں اسیطرح ان کے سوا اور اولیاء اللہ کو عطا فرماتا ہے
اور سوائے اسکے اس کے دوسرے ذکر اور اعمال صالحہ کے ساتھ بھی

ان کا اکرام کرتا ہے جیسے امداد اور دعا اپنی زیارت کرنیوالوں کے
واسطے اور ان کو فیض پہنچانا مثلاً قال الامام کمال الدین بن
الزملکانی - فی کتاب العمل المقبول فی زیارۃ الرسول ہذا الحدیث
واضح الدلالۃ علی ان المیت کان یقرأ فی قبرہ سورۃ الملک وقد وقع
فی ہذہ الروایۃ ذکر اکرام اللہ لبعض اولیائہ بذلک واکرام لبعضہم بالصلاۃ
وکان یدعو اللہ فی حیاتہ بذلک فاذا کان من کرامۃ اللہ لاولیاءہ
تمکینہم من الطاعۃ والعبادۃ فی القبر فالانبیاء بطریق الاولی وقال الحافظ
زین الدین - بن رجب فی کتاب اہل القبور قد یکرم اللہ لبعض اہل البرزخ
باعمال صالحۃ فی البرزخ وان لم یحصل لہ بذلک ثواب لانقطاع عملہ
بالموت لکنہ انما یبقی عملہ علیہ لیتنعم بذکر اللہ وطاعتہ کما تتنعم بذلک الملائکۃ
واہل الجنۃ فی الجنۃ وان لم یکن علی ذلک ثواب لان نفس الذکر والطاعۃ
اعظم نعیما عند اہلہا من جمیع نعیم اہل الدنیا ولذاتہا فما تنعم
المتنعمون بمثل ذکر اللہ وطاعتہ وروی ابو الحسن بن البراء فی کتاب الروضۃ
عن ابراہیم الحفار قال حفرت قبرا فبدرت لبنۃ فشممت رائحۃ المسک
وکان اتفقہ درعا ۱۲
حین انفتحت اللبنۃ فاذا بشیخ جالس فی قبرہ یقرأ القرآن حاصل ترجمہ
امام کمال الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب مسمی باسم العمل المقبول
فی زیارۃ الرسول - میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث (پینتالیسویں عبد اللہ
بن عباس رض کی) صاف کھلم کھلا دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ وہ
صلی اللہ علیہ وسلم
بزرگ اپنی قبر میں تبارک الذی پڑھتے تھے جن کا قصہ حضور اقدس

جناب ختم نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پہنچایا گیا اور حضور نے اسکی تقریر اور
تصدیق اور تائید فرمائی اس سے ثابت ہوا کہ بعض اولیاء اللہ کو حق تعالیٰ
یہ کرامت عطا فرماتا ہے اور بعضوں کی نماز کی کرامت ثابت ہے کہ
وہ زندگی میں دعا کرتے تھے کہ مجھے قبر میں نماز پڑھنی نصیب ہو تو
حق تعالیٰ نے ان کو اس کرامت کیساتھ نوازا اور جب اولیاء اللہ کے
واسطے یہ کرامت ثابت ہوئی کہ حق تعالیٰ ان کو اپنی طاعت اور عبادت
پر قدرت عطا فرماتا ہے قبر میں تو انبیاء علیہم السلام کے واسطے اس کا
ثبوت بطریق اولیٰ محقق ہے امام حافظ زین الدین رحمۃ اللہ علیہ
اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اہل برزخ کو اعمال صالحہ کرنے کی
کرامت عطا فرماتا ہے کہ وہ نیک عمل مانند ذکر اللہ اور نماز اور اعانت
مستغیثین اور دعا واسطے زائرین کے کرتے ہیں اور اس سے انکو
کیف اور حظ اور ذوق حاصل ہوتا ہے جیسے اہلِ جنت کو جنت میں
نیک کاموں سے کیف اور ذوق حاصل ہوگا اگرچہ وہ دار العمل نہیں
ہے جس پر اجر اور ثواب مرتب ہو لیکن حق تعالیٰ کا ذکر اور اسکی طاعت
کی نعمت بہت بڑی نعمت ہے اور حق تعالےٰ کا بڑا فضل ہے جس سے انکا محفوظ
ہونا متعین ہے جسطرح تمام اہل دنیا دنیا کی نعمتوں سے لذت پاتے ہیں اور حظ اٹھاتے
ہیں اور آئندہ ہم نقل کرینگے کہ بعض بزرگانِ دین مانند حضرت غوث الثقلین قدس سرہ کی
قبر میں ویسا ہی تصرف کرتے ہیں جسطرح دنیا میں حالت حیات میں اللہ تعالیٰ کی کمال قدرت
کا مظہر تھے اور فریادوں کی فریاد رسی کرتے اور حاجتمندوں کی حاجت روائیاں

فرماتے۔ اسیطرح عالم برزخ میں وہ یہ امور حقتعالیٰ کے حکم اور قدرت دینے سے کرتے ہیں معتقدین کو اس کا مشاہدہ اور معائنہ ہے عیاں را چہ بیاں۔ اور منکر تو خدا اور رسول کے منکر ہیں اولیاء تو اولیا رہیں اور سابقاً بھی اشارہ قدرت و تصرف کا بعد الوفاۃ کما کان فی الحیاۃ حضرت غوث اعظم قطب عالم اور حضرت موسیٰ کاظم اور حضرت معروف کرخی رضی اللہ عنہم کی نسبت گذرچکا ہے وسیاتی المزید انشاء اللہ تعالیٰ فی محلہ۔

دلیل ایک سو بیالیس (۱۴۲)۔ اخرج الخلال فی کتاب السنۃ من طریق ابراہیم بن الحکم عن ابیہ عن عکرمۃ قال قال ابن عباس رضی اللہ عنہما المومن یعطی مصحفاً فی قبرہ یقرأ فیہ وروی الحافظ ابوالعلاء الہمدانی فی النوم بعد موتہ وہو فی مدینۃ جدرانہا وحیطانہا کلہا کتب فسئل عن ذلک فقال سألت اللہ تعالیٰ ان یشغلنی بالعلم کما کنت اشتغل بہ فانا اشتغل بالعلم فی قبری۔ وروی ابن مندۃ وابو احمد الحاکم فی الکنی عن طلحۃ بن عبید اللہ قال اردت مالی بالغابۃ فادرکنی اللیل فآویت الی قبر عبد اللہ بن عمرو بن حرام فسمعت قراءۃ من القبر ما سمعت احسن منہا فجئت الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فذکرت ذلک لہ فقال ذلک عبد اللہ الم تعلم ان اللہ قبض ارواحہم فجعلہا فی قنادیل من زبرجد ویاقوت ثم علقہا وسط الجنۃ فاذا کان اللیل ردت الیہم ارواحہم فلاتزال کذلک حتی اذا طلع الفجر ردت ارواحہم الی مکانہا الذی کانت فیہ۔

ف: چھیالیسویں حدیث

ف: مومن قرآن شریف کی تلاوت
قبر میں قرآن شریف ملتا ہے
مردہ اسکو وہاں پڑھتا ہے

واخرج النسائی والحاکم والبیہقی فی شعب الایمان عن عائشة
رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمت
فرائیتنی فی الجنۃ لفظ النسائی دخلت الجنۃ فسمعت صوت قارئ
یقرأ فقلت من ھذا قالوا حارثۃ بن النعمان فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کذاک البر کذاک البر وکان ابر الناس
بامہ ان حدیثوں اور روایتوں سے اولیاء اللہ کے واسطے قبر میں
صرف حیات ہی ثابت نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ثابت
ہے کہ وہ کبھی جنت میں ہوتے ہیں کبھی قبر میں اور یہ بھی ثابت ہے
کہ ان کو جس نیک کام کا دنیا میں شوق اور ذوق تھا وہ ان کو عالم برزخ
میں عطا ہوتا ہے مثلاً کسی کو قرآن شریف پڑھنے کا شوق تھا تو اُسے
قرآن شریف کی تلاوت نصیب ہوگی اور جس کسیکو علوم دین میں ذوق
حاصل تھا۔ تو اسے علم دین کی مشغولی اور ہر قسم کی کتب دینیہ کا انبار
عطا ہوگا امام ابوالقاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ قشیریہ میں اور
حضرت فریدالدین عطار قدسنا اللہ بسرہ تذکرۃ الاولیاء میں تحریر فرماتے
ہیں کہ ایک بزرگ وعظ فرمایا کرتے تھے بعد انتقال بھی اللہ تعالیٰ نے انکو
عالم برزخ میں یہی خدمت سپرد فرمائی اس سے معلوم ہوا کہ جو اکابر
اولیا اپنی حیاتِ مبارک میں امور تکوینیہ اور افاضہ اور تکمیل پر مامور تھے
وہ اپنی خدمت و منصب پر بعد وفات قائم دائم رہیں گے اور مخلوق
کو ان سے فیض بدستور پہنچتا رہے گا اور وہ خلق کی تربیت اور تکمیل

کی طرف بعد مرنے کے بھی متوجہ ہیں بحکم الٰہی جل وعلی شانہ بحسب باطن
اگرچہ بحسب ظاہر ان کے نائبین اور خلفا ان کے قائم مقام ہیں
چنانچہ یہ امر اہل اللہ کے نزدیک متفق علیہ ہے حتی کہ ایک گروہ اولیاء اللہ
کا وہ ہے جو بلا واسطہ پیر ظاہر کے اہل قبور سے فیض پاتے ہیں
جنکو اویسیہ کہتے ہیں حضرت مولانا روم رضی اللہ عنہ سے خدام
نے عرض کیا کہ بعد رحلت حضور ہماری طرف متوجہ ہوں گے فرمایا کہ میں بعد
مرنیکے بالکل تمہارا ہونگا کہ تجرد محض ہوگا اور علائق ظاہرہ سے فراغ
کلی۔

دلیل ایک سو تینتالیس (۱۴۳) - اخرج ابن ابی الدنیا - عن
یزید الرقاشی قال بلغنی ان المؤمن اذا مات وقد بقی علیہ شئی من
القرآن لم یتعلمہ بعث اللہ الیہ ملائکۃ یحفظونہ ما بقی علیہ منہ
حتی یبعثہ اللہ من قبرہ واخرج عن الحسن قال بلغنی ان المومن اذا مات
ولم یحفظ القرآن امر حفظتہ ان یعلموہ القرآن فی قبرہ حتی یبعثہ
اللہ یوم القیامۃ مع اہلہ اخرج ابن ابی الدنیا وابن مندہ
عن عطیۃ العوفی قال بلغنی ان العبد اذا لقی اللہ تعالی ولم یتعلم
کتابہ علم اللہ تعالی فی قبرہ حتی یثیبہ اللہ علیہ وفی الفردوس للدیلمی
ولم یسندہ ولدہ من حدیث ابی سعید الخدری مرفوعا مثلہ ثم وقفت علیہ
مسندا فی الجزء الاول من فوائد ابی الحسین بن بشران فاخرجہ من طریق
عطیۃ العوفی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قرأ القرآن

ثم مات قبل ان یستظہرہ اتاہ ملک یعلمہ فی قبرہ ویلقی اللہ وقد استظہرہ واخرجہ
ایضا ابو القاسم الازہری فی کتاب فضائل القرآن والسلفی فی
انتخابہ لحدیث القرار واخرج ابن مندۃ عن عکرمۃ قال یعطی المومن
مصحفا یقرا فیہ واخرج ابن مندہ۔ عن عاصم السقطی قال حفرنا
قبرا ببلخ فنفذ فی قبر فنظرت فاذا شیخ فی القبر متوجہ الی القبلۃ وعلیہ ازار اخضر
واخضر ما حولہ وفی حجرہ مصحف وہو یقرا واخرج ابن مندۃ عن ابی النضر
النیسابوری الحفار وکان صالحا ورعا قال حفرت قبرا فانفتح فی القبر قبر آخر
فنظرت فیہ فاذا انا بشاب حسن الوجہ حسن الثیاب طیب الریح جالسا
مربعا وفی حجرہ کتاب مکتوب بخضرۃ احسن ما رأیت من الخطوط وہو
یقرأ القرآن واخرج ابو نعیم عن مجاہد فی قولہ تعالی فلانفسہم
یمہدون قال فی القبر وعن بشر بن الحارث قال نعم المنزل القبر
اخرجہ ابن ابی الدنیا ۱۲
لمن اطاع اللہ عزوجل ان احادیث سے ثابت ہے کہ قبر میں مومن
اور مطیع کیواسطے آرام وچین ایسا ہے کہ حق تعالی اس کو طرح طرح کی
کرامتیں عطا فرمائیگا منجملہ ان کے قرآن شریف کی تلاوت اور حفظ قرآن
کی تکمیل کیلئے قبر میں فرشتے معلم کا مقرر کرنا کہ وہ اس سے دور کرے
اور جسقدر قرآن کا حفظ رہگیا ہے اسے پورا کردیوے اس حدیث سے
یہ بھی ثابت ہے کہ اہل کمال کو اور سالکین طریقت کو عالم برزخ میں ترقی
واقع ہوتی ہے اور جو نقصان ان کے کمال میں یہاں رہگیا ہے حق تعالی
وہاں اسے پورا کردے گا اور جب ترقی عالم برزخ میں ثابت ہوئی

مومنین صالحین مطیعین کیو لسطے تو خواص اور اخص الخواص کا کیا پوچھنا ہے
جو ارباب تربیت اور تکمیل خلق اللہ ہیں جب زندگی میں مظہر عون اور
قدرت و تصرف الٰہی بوجود وصفات الٰہی ہیں تو بعد وفات جو عالم تجرد
صرف ہے اس میں ان کے فیضان اور توجہ کا کیا کہنا جنکی روح مبارک
کے سامنے مشرق سے مغرب تک اور تحت الثریٰ سے عرش اعظم تک
سب پیش نظر ہے ان کے مزار شریف پر جو طالب اور حاجتمند حاضر ہو تو
کسقدر اس کا دامن آرزو گلہائے مقاصد سے پُر ہو گا مولانا شیخ عبدالحق
محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوۃ میں افادہ فرماتے ہیں۔
در صحاح اخبار بہ ثبوت پیوستہ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فرمود کہ ابراہیم پسر من رضاع تمام نکردہ از دنیا رفت و بدرستی کہ
وی را مرضعہ و بروایتے دو مرضعہ در بہشت خواہد بود تا ایام رضاع او را کامل
گرداند و مانا کہ مراد بہ بہشت عالم برزخ داشتہ آید یا الآن او را بہشت
بردہ باشند و بعضے از مشائخ کہ قائل اند بترقی بعد الموت تمسک باین
حدیث می کنند کہ دلالت بر تکمیل این نقصان می کند این بندہ نیز باین
قائل است و تمسک باین حدیث دیگر آمدہ است کہ ہر کہ در حفظ قرآن
ریاضت می کند و تمام نکردہ از عالم بگذرد حق سبحانہ در گورے فرشتہ بگمارد
کہ حفظش تمام گرداند ظاہر آنست و باید دریافت کہ بعد از موت چہ پردہا برمی افتد
و چہ چیزہا منکشف و مشہود می گردد بالاتر ازیں چہ ترقی باشد سالکے را اگر
چیزے از عالم غیب منکشف میگردد چہ بتہیج و مسرور رود و پُر نور میگردد

آنجا کہ ایں ہمہ انوار و اسرار ظاہر و باہر گردد چہ حال باشد شیخ ابن مزنی در بعض رسائل خود در اثبات ایں مدعا میگوید کہ علم مرسہل تستری قدس سرہ یا فتم کہ ہر یک حکمی و اعتقادے بود انتہی ملخصا اقوال محققین میں انشاءاللہ تعالیٰ اسکی مزید تحقیق مع استناد بآیات قرآنیہ عنقریب آتی ہے۔

دلیل ایک سو چوالیس (۱۴۴) - آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حی اور زندہ ہونا قبر شریف میں اور استوا حالت حیات و ممات میں اور واقف ہونا احوال زائرین سے بلکہ تمام امت کے احوالِ خیر و شر کا پیش ہونا حضور میں خصوصاً جمعہ کے دن علی وجہ القبول پیشی اور حضور کا خود ارشاد فرمانا اور امر بالصلوٰۃ بکثرت یوم الجمعہ میں اور خود بسمع شریف سننا درود شریف اہل محبت کو اور اس شخص کے درود و سلام کو جو روضہ شریفہ پر حاضر ہوکر عرض کرے آیات و احادیث و آثار اور اجماع امت سے ثابت اور محقق ہے چنانچہ بعضے آیات اور احادیث اور نقل اجماع اسپر سابقاً گذر چکا بلکہ تمام انبیا علیہم السلام بلکہ جملہ مومنین کا حی اور مدرک ہونا قبر میں بھی ثابت ہے اور اسپر بھی سندیں گذریں اور آئندہ مزید آتی ہیں حتی کہ امام و پیشوا منکرین و مخالفین کے بھی حیات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے ہیں مانند ابن تیمیہ و ابن قیم وغیرہ کے اور حدیث حیات کے مصحح اور ناقل ہیں اور اپنے بعض مقاصد اور اغراض کے لئے محل احتجاج میں اس کو پیش کرتے ہیں کما ستعرف عنقریب ابن ماجہ وغیرہا صحاح میں ہے

عن اوس بن اوس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان من

حدیث حیات النبی

افضل ایامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم (الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم) فاکثروا
علی الصلوٰة فیه فان صلوٰتکم معروضة علی فقال رجل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کیف تعرض صلوٰتنا علیک وقد ارمت یعنی بلیت قال ان اللہ حرم علی
(ارمت رمیما او ماکولا للارض)
الارض ان تاکل اجساد الانبیاء وعن ابی الدرداء قال قال رسول اللہ
صلی علیہ وسلم اکثروا الصلوٰة علی یوم الجمعة فانه مشهود تشهده
الملائکة وان احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلوٰته حتی یفرغ منها
قال قلت وبعد الموت قال وبعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان
تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق **مرقاة شرح المشکوٰة ملا علی قاری**
میں ہے **قوله** معروضة علی یعنی علی وجه القبول فیه والا فهی دائما تعرض علیه
(ای الصلوٰة اولا لا کال)
صلی اللہ علیہ وسلم بواسطة الملائکة الا عندروضته فیسمعها بحضرته **قوله** ان تاکل
اجساد الانبیاء وکذلک سائر الاموات ایضاً یسمعون السلام والکلام ویعرض
علیهم اعمال اقاربهم ثم الانبیاء یکون حیاتهم علی وجه الاکمل انتہیٰ جب تمام انبیاء
علیہم السلام کے واسطے حیات جسدی حقیقی اکمل حیات دنیوی سے ثابت ہے
توحضرت خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بدرجہ اولیٰ باوجود ورود
تنصیص اور صراحت کے خاص حضور کے باب میں کہ حضور زندہ ہیں
حق تعالیٰ کیطرف سے رزق پاتے ہیں قبر شریف میں نماز پڑھتے ہیں
جوکوئی حضور پر سلام ودرود بھیجے سنتے ہیں اور جواب فرماتے ہیں تمام
امت کے جملہ احوال روزانہ سے واقف اور عالم ہیں توجب مشتاق
زیارت قبر شریف پر حاضر ہوکر عرض ومعروض کرے حضور سے مدد مانگے

استغاثہ کرے تو کیونکر فائز المرام نہ ہو پھر اسکی ممانعت کی وجہ کیا وہی خیال
باطل منکرین کا جو حضور کی شان اعظم میں سخت بے ادبی اور کفر خالص
مانند تفوہ تقویۃ الایمان والے اور ابن عبدالوہاب کے کہ وہ مرکر مٹی
میں مل گئے نعوذ باللہ اور جب اس کا بطلان واضح ہو گیا دلائل قاہرہ
اور براہین روشن و باہرہ سے تو حقیت زیارت روضۂ منیفہ بلکہ اور
قبور شریفہ انبیاء علیہم السلام میں شبہ نہ رہا اور جب سوائے انبیاء کے
عامۂ مومنین کے واسطے حیات اور سمع اور ادراک بعد وفات بلکہ عرض
اعمال بھی اپنے اقارب کے انپر ثابت ہو تو اولیاء اللہ خصوصاً اکابر مشائخ
کیواسطے بطریق اولیٰ محقق اور مبرہن اور انہیں دلائل سے یہ تمام مدعا
ظاہر اور روشن جب حیات الانبیاء اور اولیاء اور ان کا ادراک
پایۂ ثبوت کو پہنچا ثبوت لامرد لہ اور منصب استغاثہ و استعانت بوجہ
مظہر عون الٰہی ہونے کے ان کے لیے مسلم ہوا کما مر فی المقدمۃ اور حکم
زیارت کا بطور عموم قول صاحب شریعت صلوات اللہ علیہ وسلامہ
فزوروھا سے ہم کو پہنچ گیا تو اب ان کے مزارات شریفہ اور مقابر
منیفہ کے لیے سفر کر کے جانیکے استحباب میں کوئی تردد نہ رہا۔

تفسیر روح البیان میں تحت آیۂ کریمہ ویکون الرسول علیکم
شہیدا کے مرقوم ہے ومعنی شہادۃ الرسول علیہم اطلاعہ علی رتبۃ کل متدین
بدینہ وحقیقتہ التی ہو علیہا من دینہ دجابہ الذی ہو بہ محجوب عن کمال
دینہ فہو یعرف ذنوبہم وحقیقۃ ایمانہم واعمالہم وحسناتہم وسیاتہم واخلاصہم

و نفاقہم وغیر ذلک بنور الحق وامتہ یعرفون ذلک من سائر الامم بنورہ علیہ الصلوٰۃ
والسلام انتہی۔

مولانا شاہ عبد العزیز فتح العزیز میں اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے
ہیں وباشد رسول شما بر شما گواہ زیراکہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین
بدین خود کہ کدام درجہ از دین رسید وحقیقت ایمانِ او چیست وحجابے کہ
بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او میداند گناہان شمارا
ودرجاتِ ایمان شمارا واعمالِ نیک وبد شمارا لہذا شہادت او بحکم شرع
درحق امت مقبول است وازین است کہ درروایات آمدہ کہ ہر نبی رابر
احوال امتیانِ خود مطلع می سازند کہ فلانے امروز چنیں میکند وفلانے
چناں تاروزِ قیامت انتہی مختصرا اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت کے عارفین کاملین دینداروں کے
رتبے ان کے درجے اور ان کے ایمان کی حقیقت پر اور اس حجاب
پر جو ان کو ترقی سے مانع ہے اور ان کے گناہوں اور جملہ اعمال
جوارح پر خواہ نیک ہوں یا بد اور اعمال قلوب پر مانند اخلاص اور نفاق
وغیرہا غرض سب حالات ظاہرہ وباطنہ اور جملہ واقعات ماضیہ آتیہ پر
مطلع اور ان سے واقف وخبردار ہیں بلکہ ہر نبیؑ کو ہر امتی کے ہر ہر عمل
سے روزانہ اطلاع ہوتی ہے کہ فلاں شخص آج فلاں کام کر رہا ہے
نیک ہو خواہ بد اور جب عام نبیوں کا اور خواص امتیونکا علم غیب اور کمال
ادراک کا یہ حال ہے بعد وفات تو حضرت سلطان المرسلین خاتم النبیین کے
(صلی اللہ علیہ وسلم)

علم غیب دادراک کا کیا پوچھنا جنکے علوم اولین و آخرین سے لوح محفوظ ایک سطر اور ماکان اور مایکون جنکے بحر ادراک سے ایک قطرہ بلکہ قطرے سے کمتر ہے

وان من جودک الدنیا وضرتہا — ومن علومک علم اللوح والقلم

خود فرمایا کہ علمت علم الاولین والآخرین اور علمت ماکان وما سیکون اور تجلی لی کل شئی اور رفع لی الدنیا فانا انظر فیہا والی ماہو کائن فیہا الی یوم القیامۃ کانما انظر الی کفی ھذہ اور مامن شئی لم اکن رأیتہ الا ورایتہ فی مقامی ھذا ترجمہ مشکوٰۃ میں شیخ محدث رحمۃ اللہ علیہ تحت حدیث عبدالرحمن بن عابش رض فعلمت مافی السموات ومافی الارض تحریر فرماتے ہیں پس دانستم ہرچہ در آسمانہا وہرچہ در زمین بود عبارت است از حصول تمامہ علوم جزوی وکلی واحاطہ آں۔

ملا علی قاری۔ اس کی شرح میں لکھتے ہیں فی السموات جمیع کائنات التی فی السموات بل وما فوقہا کما یستفاد من قصۃ المعراج والارض ہی بمعنی الجنس ای جمیع مافی الارض السبع بل وما تحتہا کما افادہ اخبارہ صلی اللہ علیہ وسلم عن الثور والحوت اللذین علیہما الارضون کلہا نیز یہی ملا علی قاری شرح قصیدہ بردہ میں تحت بیت مذکور ارقام فرماتے ہیں کون علومہا من علومہ صلی اللہ علیہ وسلم ان علومہ تتنوع الی الکلیات والجزئیات وحقائق ودقائق وعوارف ومعارف یتعلق بالذات والصفات وعلمہا یکون سطرا من سطور علمہ مدارج النبوۃ میں ہے۔

وھو بکل شیٔ علیم و وے صلی اللہ علیہ وسلم دانا ست بہ ہمہ
چیز از شیونات ذات الٰہی و احکام صفات حق و اسمار و افعال و آثار
و بجمیع علوم ظاہر و باطن اول و آخر احاطہ نمودہ و مصداق فوق کل ذی علم
علیم شدہ انتہی ابن تیمیہؒ اپنی کتاب مسمی بہ الفرقان بین اولیاء
الرحمن و اولیاء الشیطان میں لکھتے ہیں و قال صلی اللہ علیہ وسلم
ما من رجل یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام
و قال صلی اللہ علیہ وسلم ان اللہ وکل بقبری ملائکۃ
تبلغونی عن امتی السلام و قال صلی اللہ علیہ وسلم اکثروا
علی من الصلوٰۃ یوم الجمعۃ و لیلۃ الجمعۃ فان صلوٰتکم
معروضۃ علی قالوا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیف تعرض
صلاتنا علیک و قد ارمت ای یقولون بلیت فقال ان اللہ حرم
علی الارض ان تاکل لحوم الانبیاء انتہی ہم ابن تیمیہؒ کے احباب
ہیں تہ دل سے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے حدیث حیات النبی صلی اللہ
علیہ وسلم جیسی وارد ہے اسی طرح اس جگہ نقل کی اور اس پر کوئی
آئیں بائیں نہیں کیا جیسا کہ ان کا دستور ہے اور لفظ یقولون کا
بڑھا کر یہاں فی الجملہ ادب کا بھی برتاؤ کیا اگرچہ علامہ محقق امام
ابن حجرؒ نے انکی شان میں اور ان کے تلمیذ رشید ابن قیم کی آن
بان میں اپنے فتاوے میں یہ لکھا ہے کہ ابن تیمیہؒ و ابن قیمؒ ممن یحرم
النظر فی کتبہ و ممن اضلہ اللہ علی علم و ختم علی قلبہ و سمعہ و جعل علی البصرہ غشاوۃ

فمن یہد یہ من اضل اللہ اور واقعی یہ لوگ انہیں اوصاف کے مصداق ہیں جس مصنف کی نظر انکے کتب پر پڑے گی وہ بے تحاشا انکو بے نقط کی سنائے گا اس وقت میرے پاس استاد و شاگرد دونوں کی تصانیف سے متعدد کتابیں موجود ہیں بحکم الضرورات تبیح المحذورات دیکھنے کا اتفاق ہوا یہی فرقان جس میں در پردہ دعوی نبوت کا اعلان طشت از بام ہے مانند عبدالوہاب نجدی وغیرہ کے عجیب تبحر علمی بے علمی کیساتھ بگھارا ہے جس سے عیاں کام میں نام اور نام میں کام ہے اپنے جتھے کی تمام چیلوں کو اولیاء الرحمن اور معاذ اللہ اکابر اولیاء اللہ کو جنکی ولایت اور کمال عرفان پر عرب اور عجم کا اتفاق اور جنکی کرامات متواترہ ہیں ان کے نام لے لیکر اولیاء الشیطان کا مصداق ٹھیرایا کفار سے بدتر بنایا اور آئندہ ہم ان کے فتاوے سے نقل کریں گے جس سے منکرین زیارات اور حیات انبیا و اولیاء کا کافر مطلق اور ملعون ہونا واضح ہوگا ابن عبدالوہاب اپنے خلاصۃ التوحید میں لکھتا ہے عن النبی فی الصحیح واللہ ما ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم فہذا الحدیث صریح فانہ کان لایعلم امر خاتمتہ فی حال حیاتہ فکیف یعلم حال امتہ بعد وفاتہ جسکے رد میں علمائے مکہ شرفہا اللہ سبحانہ وعظمہم وکثرہم ہدیہ مکیہ اور رجم الشہاب علی ابن عبدالوہاب میں تحریر فرماتے ہیں ایہا الجاہل کیف تقول انہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کان لایعلم امر خاتمتہ وقد قال اللہ تعالے

لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر وعسی ان یبعثک ربک
مقاما محمودا ولسوف یعطیک ربک فترضی وانا اعطیناک الکوثر
واحادیث شفاعتہ لامتہ وشفاعتہ امتہ اکثر من ان یحصی وکیف قلت
فکیف یعلم حال امتہ بعد مماتہ الم تسمع انہ صلی اللہ علیہ وسلم قال حیاتی
خیر لکم تحدثون بحدیث لکم فاذا انا مت کان وفاتی خیر الکم تعرض
علی اعمالکم فان رایت خیرا حمدت اللہ وان رایت شرا استغفرت
لکم یعرض علیہ اعمال امتہ کل یوم غدوۃ وعشیۃ فیعرفہم بسیماہم واعمالہم
ویستغفرلہم ویرد سلام کل من سلم علیہ ولو کانوا فی کل لمحۃ اکثر من الف الف
وتبلغہ صلوٰۃ المصلین حیث کانوا فی مشارق الارض ومغاربہا انتہی مختصراً

اور راقم الحروف کے رسالہ اعلام الاذکیا فی اثبات علوم
الغیب لخاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم میں اسکی تحقیق مسطور ہے کہ حدیث
ما ادری منسوخ ہے آیات اور احادیث سے اور ابن عبدالوہاب
ومن یحذو حذوہم کا رد بلیغ میری کتاب جوابات مفصلہ میں جو
نوّے (۹۰) جز کی کتاب ہے مفصل مرقوم ہے من شاء فلیطالع ثمہ اور
جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خواص امت کا مطلع ہونا
احوال زائرین پر ثابت ہوا تو اب زہے سعادت اس شخص کی جو
آستانہ بارگاہ عالم پناہ صاحب لولاک پر حاضر ہو یا حضرت غوث الثقلین
یا خواجہ صاحب قدسنا اللہ بسرہم الاقدس کے آستانہ فیض نشانہ پر بقصد
زیارت یا توسل حاضر ہو کہ اس حاضری کی حضور کو اطلاع ہو کہ فلاں

شخص ہمارا مخلص و محب ہمارے یہاں اس قصد سے بمقتضائے
اخلاص و محبت و اعتقاد حاضر ہوا ہے اس صورت میں کیا کچھ عنایت
خاص و فیض و توجہ اس کے حال پر مبذول ہوگی پس حاضری دربار دُربار
موجب ہے اُنکے مخلصین و معتقدین کے دفتر میں اپنا نام مندرج کئے
جانیکا اور شک نہیں کہ ہر مومن اور سعادت مند کا یہ مطلوب دلی اور
مقصود قلبی ہے اور سبب ہے حصول رضامندی اللہ تعالےٰ اور
اللہ کے رسولؐ کا پس جو امر موجب حصول خوشنودی اللہ اور اللہ کے
رسول اور ان کے مقبولوں کا ہو وہ کیونکر ممنوع ناجائز ہو سکتا ہے

ومن ادعی فعلیہ البیان۔

دلیل ایک سو پینتالیس (۱۴۵)۔ بعد مرنے کے جطرح انبیا علیہم السلام
اور شہدائے کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اسی طرح دوسرے مومنین
صالحین زندہ ہیں اور جسطرح شہدا اور صالحین اپنی زیارت کرنیوالوں کا
سلام اور کلام سنتے ہیں اور ان کی معاونت وغیرہ کرتے ہیں حیات
حسی دنیاوی کے ساتھ جیسا کہ ہم سابق میں اسکی تفصیل لکھ چکے
اسیطرح مردوں کی باہم ملاقات ہوتی ہے اور زندوں کی طرف سے
مردوں کو سلام اور پیام اور ہدیہ وغیرہ بھی پہنچاتے ہیں صحابہ کرام میں
یہ دستور تھا کہ مرنہار سے کہتے کہ ہمارا سلام علیک جناب سرورعالم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پہنچا نا کوئی اپنے کسی مردی کو
کسی قسم کا ہدیہ وغیرہ پہنچانا چاہتا تو ان سے کہدیتا کہ یہ امانت ہماری

فلاں کے عزیز قریب کی ہے ان کو دیدینا پھر بعد ان کے مرنے کے
وہ ہدیہ تحفہ یا جوڑا اس کے کفن یا قبر میں رکھدیتے اور وہ ان کو پہنچادیتے
غرض جیسے زندہ زندے کیساتھ معاملہ کرتا ہے ایسا ہی مردے
کیساتھ کرتا ہے اس سے واضح ہے کہ مومن صالح بعد مرنیکے بھی زندہ ہے
اور آثار قیامت حقیقی اس سے ظاہر ہیں اسیواسطے علما کا اس پر
اتفاق ہے کہ بزرگوں کی قبر پر جب جائے تو صاحب قبر کی ایسی
تعظیم و توقیر اور ادب کرے جیسے کہ حالت حیات میں کرتا تھا حضرت
جابر بن عبد اللہ رض کی وفات کیوقت حضرت محمد بن المنکدر آئے
اور حضرت جابر رض سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہماری طرف
سے السلام علیک عرض کرنا حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی وفات کے
وقت بشر کی ماں آئیں اور کعب سے کہا کہ ہمارے بیٹے بشر کو ہمارا
سلام کہنا انہوں نے کہا کیا مجھے اپنے معاملات اور مشاغل سے ایسی
فرصت ملے گی کہ میں تمہارے بیٹے کو تمہارا سلام کہنے کو جاؤں ام بشر
نے کہا کہ تم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ نہیں سنا ہے کہ
مومنین کی ارواح کو سواریاں ملتی ہیں وہ جہاں چاہتے ہیں پھرتے ہیں فرمایا ہاں
سنا ہے۔ ام بشر نے کہا اسیواسطے تو میں کہتی ہوں تم سے سلام پہنچا دے
کو یعنی آپ انہیں لوگوں میں سے ہیں جنکو سواریاں ملیں گی اور زمین
و آسمان اور جنت وغیرہا میں سیر اور گشت کی اجازت ہوتی ہے۔

ص۱۰۰ دہلی فاروقی
ابن ماجہ وغیرہ صحاح میں ہے حدثنا محمد بن المنکدر قال دخلت

علی جابر بن عبد اللہ وھو یموت فقلت اقرأ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم السلام ایضاً عن عبد الرحمن بن کعب بن مالک عن ابیہ قال لما حضرت کعباً الوفاۃ اتتہ ام بشر بنت البراء بن معرور فقالت یا ابا عبد الرحمن ان لقیت فلاناً فاقرأ علیہ منی السلام قال غفر اللہ یا ام بشر نحن اشغل من ذلک قالت یا ابا عبد الرحمن اما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ارواح المومنین فی طیر خضر تعلق بشجر الجنۃ قالت بلیٰ قالت فھو ذاک اس کے حاشیہ میں قال الطیبی جواب عن اعتذارہ بقولہ نحن اشغل ای انت ممن لا یشغل عما کلفتک بل انت ممن قال فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیت وکیت وقال القرطبی ان ارواح المومنین کلھم فی الجنۃ یعنی انہ غیر مختص بالشھداء واخرج ابن عدی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسنوا اکفان موتاکم فانھم یتزاورون فی قبورھم وکذا رواہ العقیلی والخطیب عن انس والترمذی وابن ماجۃ عن ابی قتادہ والبیہقی فی شعب الایمان وغیرھم من المحدثین واخرج ابن ابی الدنیا عن راشد بن سعد ان رجلا توفیت امرأتہ فرأی نساء فی المنام ولم یر امرأتہ معھن فسألھن عنھا فقلن انکم قصرتم فی کفنھا فھی تستحی ان تخرج معنا فاتی الرجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انظر ھل الی ثقۃ من سبیل

(بین السطور: کیت وکیت — یعنی ولد یا بشر — ای ما کمل انتظار)

عہ ای فی جوف طیر خضر من الجنۃ الذی ہو کفایۃ عن مراکبہم یسیرون علیہا حیث شاؤا من الجنۃ والسماء والارض ۱۲

(حاشیہ: چالیسویں حدیث — اکتالیسویں حدیث — بیالیسویں حدیث)

فاتی رجلا من الانصار قد حضرتہ الوفاۃ فاخبرہ فقال الانصاری ان کان احد یبلغ الموتی بلغت فتوفی الانصاری فجاء بثوبین مصبوغین بالزعفران

حاصل ترجمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانۂ فیض نشانی میں ایک صحابی کی بی بی صاحبہ کا انتقال ہوا صحابی نے خواب میں اپنے ٹبر کی بہت سی عورتوں کو دیکھا ان میں اپنی بی بی کو نہ دیکھا تو ان عورتوں سے پوچھا کہ فلانی کہاں ہے انہوں نے کہا کہ تم نے اس کے کفن میں کمی کی تھی اس واسطے وہ شرماتی ہے ہمارے ساتھ نکلنے میں وہ صحابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور قصہ نقل کیا حضور نے فرمایا کہ کسی ثقہ امانت دار کی تلاش کرو وہ صحابی ایک انصاری کے یہاں گئے جو قریب انتقال تھے اور ان سے ماجرا بیان کیا اور کہا کہ حضور نے ایسا فرمایا ہے اور میں اپنی بی بی کو جوڑا بھیجنا چاہتا ہوں آپ اسے لیتے جائیں اور میری بی بی کو دیدویں انصاری نے کہا اچھا میں پہنچادوں گا ان صحابی نے دو کپڑے رنگین زعفرانی ان کے کفن میں رکھوادئے رات میں صحابی نے ان عورتوں کو پھر دیکھا اور ان کے ساتھ ان کی بی بی بھی تھیں اور وہ دونوں کپڑے زعفرانی جو انہیں بھیجے تھے پہنی ہوئی تھیں۔ واخرج ابن ابی الدنیا

عن الشعبی قال ان المیت اذا وضع فی لحدہ اهله وولدہ

فیسألهم عمن خلف بعدہ کیف فعل فلان وما فعل فلان۔ ترجمہ جب مردہ قبر میں جاتا ہے اس کے متعلقین بی بی بچے دوست

عزیز قریب سب اس کی ملاقات کو آتے ہیں جن جنکو یہ چھوڑ مرا ہے انکا
حال اس سے دریافت کرتے ہیں کہ فلانا کیسا ہے فلانا کیا کرتا ہے
کہاں ہے۔

دلیل ایک سو چھیالیس (۱۴۶)۔ واخرج عن مجاہد قال ان الرجل
لیبشر بصلاح ولده فی قبره وقال السدی (المفسر) فی قوله تعالی ویستبشرون
بالذین لم یلحقوا بهم من خلفهم الآیۃ یوتی الشہید بکتابہ فیہ ذکر من یقدم
علیہ من اخوانہ بیبشر بہ فیستبشر بہ کما یستبشر اہل الغائب بقدومہ فی الدنیا
یعنی شہیدوں کو اور اولیاء اللہ کو جو شہداء حقیقی ہیں تیغ محبت حق
سے جہاد اکبر میں شہید ہوئے ہیں انکو ایک فرد اور فہرست ملتی ہے
جس میں ان لوگوں کے نام مرقوم ہوتے ہیں جو ان کے پاس
آنیوالے ان کی زیارت کرنیوالے ہوتے ہیں اور ہوں گے تو اس سے
وہ ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے کسی غائب کے متعلقین عزیز قریب
دوست آشنا اس غائب کے آنیکی خبر سنکر خوش ہوتے ہیں اور آپس
میں اشارات اور مبارکباد دیتے ہیں اسی طرح وہ شہید اور اولیا ایک
دوسرے کو مژدہ سناتے ہیں اور مبارکباد دیتے ہیں کہ تمہارا فلانا عزیز
یا فلانا لڑکا یا قریب ایسا نیک ہے اور فلانے دن تمہارے پاس
یوں آئے گا۔

دلیل ایک سو سینتالیس (۱۴۷)۔ اخرج الطبرانی فی الاوسط وغیرہ
عن ابی ایوب الانصاری ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ان نفس

(حاشیہ: بچوں وغیرہ کی خبر — چھیالیسویں حدیث)

المومن اذا قبضت تلقاها اهل الرحمة من عباد الله كما يلقون البشير من

اهل الدنيا فيقولون انظروا صاحبكم يستريح فانه كان في الكرب شديد

ثم يسئلونه ما فعل فلان وفلانة هل تزوجت فاذا سألوه عن الرجل الذی

قد مات قبله فيقول انه قد مات ذالك قبلی فيقولون انا لله وانا اليه

ذهب به الى امه الهاوية فبئست الام وبئست المربية وقال ان اعمالكم

ترد على اقاربكم وعشائركم من اهل الآخرة فان كان خيرا فرحوا واستبشروا

وقالوا اللهم هذا فضلك ورحمتك فاتمم نعمتك عليه وامته عليها ويعرض

عليهم عمل المسئ فيقولون اللهم الهمه عملا صالحا ترضى به وتقربه اليك

ترجمہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب مومن مرتا ہے تو رحمت والے بندے

اللہ کے یعنی اولیاء اور صالحین اس سے ملاقات کو آتے ہیں جس طرح

اہل دنیا بشیر سے ملنے کو جاتے ہیں پس وہ کہتے ہیں دیکھو اس یار کو

کیسا چین اور آرام اسنے پایا یہ بڑی مصیبت میں تھا پھر اس سے پوچھتے

ہیں کہ فلانے شخص کا کیا حال ہے۔ فلانی عورت کی کیا حال ہے

کیا نکاح اس کا ہو گیا یا نہیں پھر وہ پوچھتے ہیں اس شخص کا

حال جو اس سے پہلے مر چکا ہے تو وہ کہتا ہے کہ وہ تو سب سے پہلے

مر گیا ہے تو وہ لوگ کہتے ہیں انا للہ یعنی افسوس کرتے ہیں اور کہتے

ہیں وہ اپنی اصل جو دوزخ کا ایک طبقہ ہاویہ نام وہاں بھیجا گیا وہ بُری

ماں ہے اور بُری پرورش کرنیوالی پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا کہ تمہارے اعمال تمہارے قریب رشتہ داروں اور ٹبر کے لوگوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں جو آخرت والے ہیں پس اگر نیک عمل ہے تو وہ نہایت خوش اور شادماں ہوتے ہیں اور کہتے ہیں اللہ تعالیٰ یہ تیرا فضل و رحمت ہے اس پر اپنی نعمت تمام کر اور اسی پر اسے مار اور برے اعمال جو پیش کئے جاتے ہیں تو وہ دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے نیک عمل کو توفیق دے جس سے تو راضی ہو اور موجب تیرے قرب کا ہو اس حدیث سے صاف صاف معلوم ہوا کہ جو لوگ بزرگوں کی زیارتوں کو جاتے ہیں اور اولیاء کے ساتھ اخلاص و محبت کا برتاؤ کرتے ہیں، جو عمدہ اعمال صالحہ سے ہی زائرین کے عزیز و اقارب اور ہم قوم کے لوگ جو اہل آخرت سے ہیں انکے سامنے پیش کیا جاتا ہے اور وہ اسے کمال شادماں اور نہایت خوش ہوتے ہیں۔ (۱۳۸)

دلیل ایک سو اڑتیس۔ اخرج۔ ابن ابی الدنیا عن ابی لبیبة قال لما مات بشر بن البراء بن معرور وجدت علیه ام وجد اشد یدا فقالت یا رسول اللہ لا یزال الهالك یهلك من بنی سلمة فهل تتعارف الموتی فارسل الی بشر بالسلام قال نعم والذی نفسی بیده انهم لیتعارفون کما یتعارف الطیر فی رؤس الاشجار وکان لا یهلك من بنی سلمة الا جاءته ام بشر فقالت یا فلان علیك السلام فیقول وعلیك فتقول اقراء علی بشر السلام

حدیث

واخرج البخاری فی تاریخه عن خالدة بنت عبد اللہ بن انیس قالت جاءت ام البنین بنت ابی قتادة بعد موت ابیها بنصف شهر الی عبد اللہ بن انیس وهو مریض فقالت یا عم اقرا ابی السلام۔

دلیل ایک سو انچاس(۱۴۹)۔ اخرج احمد و الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن عبد اللہ بن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان روحی المومنین لیلتقیان علی مسیرة یوم وما رای احدهما صاحبه قط

حاصل مطلب جب بشر بن برار کا انتقال ہوا تو انکی ماں کو نہایت حزن وملال ہوا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی سلمہ کے لوگ آخر مرتے جائیں گے آپ یہ فرمائے کہ مردے آپس میں جان پہچان رکھتے ہیں اور کسی کا پیغام سلام لیجا سکتے ہیں یا نہیں اگر لیجا سکتے ہوں تو میں بشر اپنے بیٹے کو کسی کی معرفت سلام کہلا بھیجوں فرمایا ہاں لیجا سکتے ہیں اور مردے سب آپس میں ایک دوسرے کو جانتے ہیں اور پہچانتے ہیں قسم ہے خدا کی آپس میں وہ تعارف رکھتے ہیں جیسا کہ پیڑ پر جانور آپس میں تعارف رکھتے ہیں اسدن سے ام بشر کا یہ معمول ٹھہر گیا کہ بنی سلمہ یعنی ان کے ٹبر کا کوئی شخص مرنہار ہوتا تو وہ بشر کو اسکی معرفت سلام کہلا بھیجا کرتیں امام بخاریؒ نے عبد اللہ بن انیس کی بیٹی خالدہ سے روایت کی ہے کہ جب ابو قتادہ صحابی کا انتقال ہوا تو اس سے پندرہ دن کے بعد عبد اللہ بن انیس کا انتقال

ہونیکو تھا کہ ان کے پاس ابو قتادہ کی بیٹی ام البنین آئیں اور عرض کیا کہ اے چچا میر اسلام آبا سے کہدینا امام احمد حنبل اور حکیم ترمذی نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے نے فرمایا کہ دو مومنوں کی روحیں مہینہ بھر کی مسافت کے فاصلہ سے آپسمیں ملاقات کرتی ہیں حالانکہ دنیا میں ان کی آپس میں ملاقات نہ تھی بلکہ ایک نے دوسرے کو دیکھا بھی نہ تھا۔ وعن سعید بن جبیر قال اذا مات المیت استقبله ولده کما یستقبل الغائب مردہ جب مرتا ہے اس کا بیٹا مرا ہوا اس کے استقبال کو آتا ہے جسطرح لوگ غائب کے استقبال کے واسطے جاتے ہیں جب وہ آتا ہے وعن عبید بن عمیر قال اذا مات المیت تلقته الارواح یستخبرونه کما یستخبر الراکب ما فعل فلان و فلان و ذکر الثعلبی من حدیث ابی ھریرة مثل ذلک وفی آخرہ حتی انھم لیسئلونه عن ھرة البیت جب کوئی شخص مرتا ہے تو اس سے ملاقات کو اروا حیں آتی ہیں اور اس سے تمام خبریں اس کے گھر بھر کے لوگوں کی اور ہر چیز کی نسبت پوچھتی ہیں اور دریافت کرتی ہیں جسطرح کسی مسافر کو سفر میں کوئی گھر سے آنیوالا ملجائے تو اس سے گھر کے لوگوں کی خبر خیریت اور تمام احوال مفصل طور سے پوچھتا ہے یہانتک کہ گھر کی بلی کا حال پوچھتے ہیں۔

دلیل ایک سو پچاس (۱۵۰) - اخرج ابن عساکر۔ عن عبدالرحمن بن مھدی یقول لما اشتد بسفیان المرض جزع جزعا شدیدا

اکتیسویں حدیث

بتیسویں حدیث

تینتیسویں حدیث

فدخل علیه عمر بن عبد العزیز فقال یا ابا عبد اللّٰہ ما هذا الجزع تقدم علی رب عبدته ستین سنة صمت له وصلیت له وحججت له امائمك لو کان لك عند رجل ید الیس کنت تحب ان تلقاه حتی یثبتك قال فسری عنه قال ابو جعفر حدث بهذا السند ونحن مع ابی نعیم فقال ابو نعیم لما اشتد بالحسن بن علی بن ابی طالب وجعه جزع فدخل علیه رجل فقال یا ابا محمد ما هذا الجزع ما هو الا ان تفارق روحك جسدك فتقدم علی ابویك علی وفاطمة وعلی جدیك النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم وخدیجة وعلی عمیك حمزة وجعفر وعلی اخوالك القاسم والطیب والطاهر وابراهیم وعلی خالاتك رقیة وام کلثوم وزینب قال فسری عنه۔ حضرت امام حسنؓ بن علیؓ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے مرض وفات میں نزع کیوقت جب شدت ہوئی ایک شخص ان کے پاس آئے اور کہا گھبرانیکی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ کی روح جسم سے جس وقت جدا ہو اُسی وقت آپ اپنے والدین حضرت علی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہما کے پاس پہنچیں گے اور اپنے نانا نانی کے حضور میں حاضر ہوں گے جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور اپنے چچاؤں سے جا ملیں گے حضرت حمزہ اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہما اور اپنے ماموؤں سے ملاقات کریں گے جو حضرات قاسم اور طیب اور طاہر اور ابراہیم ہیں۔ اور اپنی خالاؤں کی زیارت سے مشرف ہوں گے حضرت رقیہ اور ام کلثوم اور زینب سے پس

یہ سنتے ہی حال بدل گیا اور وہ حالت کرب و جزع کی جو تھی دور ہو گئی واخرج

ابو نعیم - عن اللیث بن سعد قال استشہد رجل من اہل الشام وکان یاتی

الی ابیہ کل لیلۃ جمعۃ فی المنام فیحدثہ ویستانس بہ فغاب عنہ جمعۃ ثم جاء فی الجمعۃ

الاخری فقال یا بنی لقد احزنتنی وشق علی تخلفک فقال انما شغلنی عنک

ان الشہداء امروا ان یتلقوا عمر بن عبد العزیز فتلقیناہ وذلک عند موت

عمر بن عبد العزیز ایک شخص ملک شام سے شہید ہوئے اور ہمیشہ جمعہ کی

شب میں اپنے باپ کے پاس خواب میں آتے اور ان سے باتیں

کرتے اور انس پاتے اور مانوس ہوتے ایک جمعہ کو غائب ہو گئے

نہ آئے پھر جب دوسرے جمعہ کو آئے ان کے باپ نے ان سے

شکایت کی کہ بیٹا تم نے ہمیں غمگین کیا اور محزون تمہارا نہ آنا مجھ پر شاق

گذرا تم کیوں نہیں آئے تھے گذشتہ جمعہ کو - انہوں نے عرض کیا

کہ میرا آنا اس وجہ سے نہیں ہوا کہ تمام شہیدوں کو حکم ہوا تھا حق تعالی

کا کہ عمر بن عبد العزیز کے جنازے میں شریک ہوں اُن سے جا کر سب

ملاقات کریں لہذا میں بھی ان کے ساتھ میں وہاں چلا گیا تھا اور

جا کر ہم سب نے ان سے ملاقات کی اور ان کے جنازے کی نماز پڑھی

اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ اور شہداء صالحین کے جنازے میں شریک

ہوتے ہیں وقت احتضار میں ان سے ملاقات کو آتے ہیں اور جسطرح

ارواحوں سے باہم ملاقاتیں ہوتی ہیں اور تمام کنبے کے لوگوں سے

ملتے ہیں ان کی زیارتیں کرتے ہیں اسیطرح زندوں سے انکی ملاقاتیں

ہوتی ہیں ان سے مدد پہنچتی ہے اور اولیاء اور شہداء کا یہ حال ہے
تو انبیاء تو ان سے ارفع رتبۃً اور اعظم مکانۃً ہیں خصوصاً حضرت
خاتم النبیین محبوب رب العالمین تو سب سے کمال میں اعلیٰ اور اجل
اور افضل اور اکمل ہیں چنانچہ تبشیر الوریٰ بحضور المصطفیٰ میں میں نے
اپنی مدعا کو ڈیڑھ سو دلیلوں سے ثابت اور مبرہن کیا اور حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا ثبوت دیا ہے کہ جنازہ صالحین
اور عیادت مرضاء اور محافل متبرکہ اور ختم قرآن شریف وغیرہا میں حضور
رونق افروز ہوتے ہیں۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

دلیل ایک سو اکیاون (۱۵۱) ہر مردے کو بعد مرنے کے ایسا ادراک
اور سماع اور بصر اور فہم کلام ناس و ملائکہ کا عطا ہوتا ہے کہ اپنے
نہلانے والوں کو اور کفن دینے والوں کو اور قبر میں لٹانے والوں کو
اور جو امور اس کے بعد مرنے کے اس کی بی بی بچے اور متعلقین
میں واقع ہوتے ہیں اور جو جو باتیں لوگ کرتے ہیں وہ سب خوب دیکھتا
ہے اور سب کو خوب جانتا ہے اور پہچانتا ہے اور سب کی باتوں کو اچھی
طرح سنتا ہے اور سمجھتا ہے اور جواب ان کے کلام کا دیتا ہے اور
حیات حسی حقیقی کے آثار اس سے بخوبی ظاہر ہوتے ہیں جسطرح عالم غیب
و برزخ کے امور اور واقعات کی اس کو سمجھ اور ادراک اور فہم ہوتی ہے
اسیطرح عالم دنیا اور اہل دنیا کے جملہ امور واقعہ اور حوادث موجودہ
اور آئندہ سب کچھ جانتا ہے جسقدر حق تعالیٰ کی طرف سے اسے علم

و ادراک سمجھا جاتا ہے صحاح ستہ کی صحیح حدیثوں سے ثابت ہے
کہ مردہ جوتیوں کی کھسکھاہٹ تک سنتا ہے اور جب عام مردوں کا
یہ حال ہے تو خواص اور خص الخواص کا کیا پوچھنا پھر ان کی نسبت ادراک
وفہم اور استغاثہ و توسل اور اعانت اور اغاثت کا انکار محض جہالت
اور سراسر ضلالت ہے اگرچہ اسباب میں کتب محققین اس تحقیق سے
مالامال ہیں اور احادیث و آیات و آثار وحکایات اولیا اور شہدا
اور صالحین اس باری میں لاتعد ولاتحصی وارد ہیں مگر مشتی نمونہ اس کا پتہ
لکھنا چاہتا ہوں وما توفیقی الا باللہ وہو حسبی ونعم الوکیل تفاسیر واحادیث
اسکی مبین ومثبت ہیں کہ آیات کریمات۔ انک لاتسمع الموتی اور ما انت
بمسمع من فی القبور۔ سے مجازاً بطور تشبیہ مراد کفار ہیں نہ اہل اسلام
وایمان اور نیز ان سے نفی سماع ثابت نہیں بلکہ نفی اسماع رسول کی ہے
اور اسماع کی نفی سے سماع کی نفی لازم نہیں ہے اور نیز سماع موتی
باسماع حق تعالی ہے کیونکہ اسماع کے معنی پہونچانا کلام مسموع کا ہے
سمع سامع میں اور یہ شان خدائے تعالی کی ہے توجسطرح سے زندے
کا اسماع بخلق حق تعالی ہے اسی طرح مردے کا۔ رہا انکار سمع موتی
حضرت ام المومنین صدیقہ رضی اللہ عنہ سے جو منقول ہے اولاً ماول
ہے ثانیاً مرجوع عنہ ثالثاً معارض بقول وفعل حضرت صدیقہ رضی اللہ
عنہا اور جمع کی کوئی صورت نہیں سوائے تاویل اور تسلیم رجوع کے
بل ہو المتعین عند التحقیق کما سیاتی عنقریب انشاء اللہ تعالے۔

تفسیر کبیر میں ہے کہ دستور یہ ہے کہ جب تک آدمی کو کسی سے
کسی قسم کی توقع ہوتی ہے تو وہ آدمی اس شخص کی مخالفت کرنے میں تامل
کرتا ہے جب وہ توقع جاتی رہتی ہے تو بیدھڑک اسکی مخالفت کرتا ہے
اس لئے اللہ تعالیٰ نے حضرت حبیب سے اس توقع کو قطع فرمایا
اور کہدیا کہ یہ کفار مثل مردی کے ہیں ان سے ایمان کی توقع نہ رکھے
ان الانسان مادام یطمع فی احد ان یاخذ منه شیئاً فانه لایقوی قلبه علی اظہار
مخالفته فاذا قطع طمعه عنه قوی قلبه علی اظہار مخالفته فالله سبحانه وتعالیٰ قطع
محمداً صلی اللہ علیه وسلم عنهم بان بین له انهم کالموتی وکالصم وکالعمی فلایفقهون
ولایسمعون ولایبصرون ولایلتفتون الی شیئ من الدلائل وہذا سبب
لقوة قلبه صلی اللہ علیه وسلم علی اظہار الدین تفسیر روح البیان میں
ہے فانک لاتسمع الموتی ای من کان من الکفار کما وصفنا فلا تطمع یا محمد
فی فهمهم مقالتک وقبولهم دعوتک فانک لاتسمع الموتی والکفار فی التشبیه
کالموتی لانسداد مشاعرهم عن الحق وهم الذین علم اللہ قبل خلقهم انهم لایومنون به
ولابرسله وفی الآیة دلیل علی ان الاحیاء قد یسمون امواتاً اذا لم یکن لهم منفعة
الحیاة قال امیرالمومنین علی کرم اللہ وجهه مات خزان الاموال وهم
احیاء والعلماء باقون مابقی الدهر اجسادهم مفقودة وآثارهم بین الوری
موجودة واعلم ان الکفر موت القلب کما ان العصیان مرضه فمن مات
قلبه بالکفر بطل سمعه بالکلیة فلاینفعه النصح اصلاً ومن مرض قلبه بالعصیان
فیسمع سمعاً ضعیفاً کالمریض فیحتاج الی المعالجة فی ازالته حتی یعود سمعه

الی الحالۃ الاولیٰ بھی اس میں ہے۔ ان اللہ یسمع کلامہ اسماع
فہم واتعاظ وذلک باحیار القلب من یشاء ان یسمعہ فینتفع بانذارک
وما انت بمسمع من فی القبور جمع قبر وہو مقر المیت وقرینۃ جعلتہ فی القبر
وہذا الکلام ترشیح لتمثیل المصرین علی الکفر بالاموات واشباع فی اقناطہ
علیہ الصلوٰۃ والسلام من ایمانہم وترشیح الاستعارۃ اقترانہا بما یلائم
المستعار منہ شبہ اللہ تعالیٰ من طبع علی قلبہ بالموتی فی عدم القدرۃ علی الاجابۃ
ان ما انت الا نذیر منذر بالنار والعقاب واما الاسماع البتۃ فلیس
من وظائفک ولا حیلۃ لک الیہ فی المطبوع علی قلوبہم الذین ہم بمنزلۃ
الموتی وقولہ ان اللہ یسمع وقولہ انک لاتہدی من احببت لتمییز مقام
الالوہیۃ عن مقام النبوۃ کیلا یشتبہا علی الامۃ فیضلوا عن سبیل اللہ کما
ضل بعض الامم السالفۃ فقال بعضہم عزیر ابن اللہ وبعضہم المسیح ابن اللہ
وذلک من کمال رحمتہ لہذہ الامۃ وحسن توفیقہ ان قلت قد ثبت
انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام امر یوم بدر بطرح اجساد الکفار فی القلیب ثم ناداہم
باسمائہم وقال ہل وجدتم ما وعد اللہ ورسولہ حقا فانی وجدت ما وعدنی اللہ
حقا فقال عمر رضی اللہ عنہ یا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیف تکلم اجسادا لا ارواح
فیہا فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام ما انتم باسمع لما اقول منہم غیر انہم لا یستطیعون
ان یردوا شیئاً فہذا الخبر یقتضی ان النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اسمع من
فی القلیب وہم موتی وایضاً تلقین المیت بعد الدفن للاسماع والا فلا معنی لہ
قلت اما الاول فیحتمل ان اللہ تعالیٰ احیی اہل القلیب

یہ حدیث ہے

میت کی تلقین دلیل ہے
سماع موتی کی

حینئذ حتی سمعوا کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توبیخا لہم وتصغیرا ونقمۃ حتی وحسرۃ وقولہ علیہ الصلوۃ والسلام ما انتم باسمع الخ یدل علی ان الارواح اسمع من الاجساد مع الارواح واما الثانی فانما یسمعہ اللہ ایضا بعد احیائہ بمعنی ان یتعلق الروح بالجسد تعلقا شدیدا بحیث یکون کما فی الدنیا فقد اسمع الرسول علیہ الصلوۃ والسلام وکذا الملقن باسماع تعالی وخلق الحیاۃ والافلیس من شان احد الاسماع انتہی خلاصہ یہ کہ موتی اور من فی القبور سے مراد مجازا وہ کفار ہیں جنکا خاتمہ کفر پر علم آلہی میں مقرر ہو چکا اس واسطے کہ ان کے قلوب مردہ ہیں انہیں وعظ و نصیحت کا مطلق اثر نہیں ہوتا ان کے اجسام جن میں ان کے قلوب ہیں گویا اُن کی قبریں ہیں اور نفی سماع سے مقصود یہ ہے کہ وہ حق کو قبول نہیں کرتے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ مردے اصلا نہیں سنتے اور اسکی دلیل قاطع اور برہان ساطع یہ ہے کہ یہہ دونوں آیتیں اس باب میں نازل ہوئی ہیں کہ کفار کو ایمان قبول کرنے کی دعوت ہوتی تھی اور وہ قبول نہیں کرتے تھے مخالفین کے پیر کی اسپر تصریح موجود ہے ابن قیم کی کتاب الروح میں ہے واما قولہ تعالی - وما انت بمسمع من فی القبور فسیاق الآیۃ یدل علی ان المراد منہا ان الکافر میت القلب لایقدر علی اسماعہ سماعا ینتفع بہ کما ان من فی القبور لایقدر علی اسماعہ سماعا ینتفعون بہ ولم یرد سبحانہ ان

ای انتفاع تکلیف ۱۲

اصحاب القبور لایسمعون شیئا البتۃ وہذہ الآیۃ نظیر قولہ تعالی انک لا تسمع الموتی انتہی مختصرا حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے

انکار جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کیا اور ما انتم باسمع منہم کی
تاویل یوں کی انما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہم لیعلمون
ان الذی کنت اقول لھم ھو الحق پھر یہ آیت پڑھی انک لاتسمع
الموتی ولاتسمع الصم الدعاء اذا ولوا مدبرین آپ مردوں کو
سنوا نہیں سکتے اور نہ بہروں کو بلانے کی آواز سنا سکتے جس وقت
وہ منہ پھیریں پیٹھ پھیر کر اس کا جواب اولاً یہ ہے کہ حضرت صدیقہ
رضی اللہ عنہا فہم و ذکاوت میں بے مثل تھیں غوامض مسائل کو خوب
سمجھتی تھیں لیکن جب کثیر صحابہ سے سماع موتیٰ کی حدیث بایۂ ثبوت
کو پہنچ گئی تو اس کی کوئی سبیل نہیں تاوقتیکہ اسکی کوئی نص ناسخ یا مخصص یا للاحتمال
کی مثبت ثابت نہ ہو اور وہ یہاں ندارد اسیواسطے انکار صدیقہ رضؓ کو علما
نے قبول نہ فرمایا۔ ثانیاً اصل وقت تعارض کے جمع بین الدلیلین ہے
حتی الامکان یہاں آیت و حدیث میں تطبیق بخوبی ممکن ہے کہ آیت
سے نفی اسماع کی ہے نہ سماع کی اور حدیث میں ثبوت سماع موتی
ہے نہ اسماع نبی موتی کو فلا منافاۃ حینئذ ثالثاً خود حضرت صدیقہ رضؓ
حدیث سماع موتی کی راوی ہیں مثل اور صحابہ کے اس سے معلوم
ہوا کہ حضرت صدیقہ رضؓ نے اپنے انکار سے رجوع کیا ہے اور اس کی
وجہ یہ ہے کہ جس موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے موتیٰ کے سننے
کی حدیث فرمائی یعنی واقعہ بدر میں وہاں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا موجود
نہیں تھیں اسوجہ سے آپ نے اولاً انکار فرمایا جب صحابہ سے

ف حضرت صدیقہؓ کے انکار کا پہلا جواب
ف دوسرا جواب
ف تیسرا جواب

اس کی تحقیق ان کو پہنچ گئی مثل ان صحابیوں کے جوراوی حدیث کے ہیں اسوقت خود انہوں نے بھی روایت کی اور انکار سے رجوع اس سے مبرہن ہوگیا رابعاً حضرت صدیقہؓ جب اپنے بھائی عبدالرحمن کی قبر پر زیارت کو تشریف لے گئیں ان کو خطاب کرکے کلام فرمایا اگر سماع موتی ان کے نزدیک ثابت نہ ہوتا تو مخاطبہ کے کوئی معنی نہ تھے چنانچہ ترمذی شریف وغیرہ سے گذرچکا ان عائشۃ لما زارت قبر اخیہا عبد الرحمن بن ابی بکر خاطبتہ و قالت واللہ لو حضرتک ما دفنتک الا حیث مت و لو شہدتک ما زرتک پس سماع موتی کا انکار اور یہ خطاب کیونکر جمع ہوسکتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ رجوع عندالتحقیق متعین ہے۔ خامساً مستدرک علی الصحیحین للحاکم فضائل عائشہ میں ہے قالت کنت ادخل البیت الذی دفن معہما عمر واللہ ما دخلت الا و انا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر قال ہذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاہ کذا فی شفاء الاسقام اور رسالہ حدیث میں کامل نقل کرچکا ہوں کہ بعد انتقال حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے حضرت عائشہؓ کا یہ معمول تھا کہ بدون حجاب کے بے تکلفی کے ساتھ مزار شریف پر حاضر ہوتی تھیں اس خیال سے کہ بجز اپنے زوج مطہر اور اپنے باپ کے کوئی تیسرا غیر وہاں مدفون نہ تھا جس سے تکلف اور پردے کی ضرورت ہوتی جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ وہاں مدفون ہوئے تو ان سے شرم کے مارے

چوتھا جواب

پانچواں جواب

جب آئی تھیں اچھی طرح کپڑے میں لپٹی ہوئی آتیں اس سے یہ امر ثابت ہے کہ حضرت صدیقہ میت کے ادراک کو ہمپایہ ادراک احیا کے جانتی تھیں، ورنہ اسقدر شرم وحجاب کی کیا ضرورت تھی پس جو شخص ادراک موتیٰ کو مثل ادراک زندوں کے سمجھے اس موتیٰ کے سماع کا انکار کسطرح صحیح اور ممکن ہوسکتا ہے اب جواب اول وثانی وثالث کی سند ملاحظہ ہو رسالہ جواز استغاثہ شیخ عابد سندہی رحمۃ اللہ علیہ میں ہے انہ لم یتلق العلماء انکارہا بالقبول قال الاسمٰعیلی کان عند عائشہ رضی اللہ عنہا من الفہم والذکاوۃ وکثرۃ الروایۃ والغوص علی غوامض العلم مالامزید لکن لاسبیل الی رد روایۃ الثقۃ الابنص مثلہ یدل علی نسخہ او تخصیصہ او استحالتہ فکیف والجمع بین الذی انکرتہ واثبتہ غیرہا ممکن لان قولہ تعالیٰ انک لا تسمع الموتیٰ لاینافی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انہم یسمعون لان الاسماع ہو ابلاغ الصوت من المسمع فی اذن السامع فاللہ تعالیٰ ہو الذی اسمعہم بان ابلغہم صوت النبی صلی اللہ علیہ وسلم ولم یسمعہم المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم فحصل التوفیق بین الآیۃ والحدیث نیز اس میں ہے۔ ان عائشہ رضی اللہ عنہا رجعت عن انکارہا بدلیل ما قال فی المواہب اللدنیۃ عن عائشۃ رضی اللہ عنہا مثل حدیث ابی طلحۃ وفیہ ما انتم باسمع لما اقول منہم واخرجہ الامام احمد باسناد حسن فلعلہا لما ثبت عندہا الحدیث من روایۃ الصحابۃ رضی اللہ عنہم المتعددین رجعت وروت موافقۃ لمرواتہم وعذرہا فی ذلک انہا لم تحضر بدراً الغرض روایۃ

درایۃً اور قولاً و فعلاً حضرت صدیقہؓ سے ثابت ہوا کہ انکار سماع موتیٰ
سے ان کو نہیں ہے اور اگر کبھی تھا بوجہ کسی عذر کے جیسے عدم موجودگی
بدر میں مثلاً تو اس سے رجوع کیا انہوں نے اور جب عموماً سماع موتیٰ
ثابت ہوا تو خواص کیواسطے بطریق اولیٰ اس کا ثبوت ماننا پڑا اس لئے
کہ جب ہر مردہ کافر ہو یا مومن اللہ تعالیٰ کے سنوانے سے سنتا ہے
تو اہل اللہ جو کہ حیات اکمل کے ساتھ حی ہیں کیونکر اللہ تعالیٰ کے سنانے سے
نہ سنیں گے پس اگر مستغیث و حاجتمند یا معتقد نے کسی بزرگ کی زیارت
کیلئے حاضر ہو کر حق تعالیٰ سے التجا کی کہ ان بزرگ کی برکت اور طفیل
سے میرا مدعا بر لایا ان بزرگ سے عرض کیا کہ آپ میرے واسطے
دعا فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کی جناب میں شفاعت کریں اور اللہ تعالیٰ نے
ان بزرگ کو اس مستغیث و معتقد کی التجا و عرض کو سنوا دیا تو اس میں کونسا
شرک ہو گیا جسکی وجہ سے یہ کہا جاوے کہ مزارات کو بزرگوں کے جانا
اور ان سے التجا و عرض ناجائز اور حرام ہے۔

دلیل ایک سو اکاون (۱۵۱) اخرج احمد والطبرانی فی الاوسط

عن ابی سعید الخدریؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المیت

یعرف من یغسلہ و یحملہ و یکفنہ و من یدلیہ فی حفرتہ مردہ
پہچانتا ہے اس شخص کو جو اسے غسل دیتا ہے اور جو لوگ اسکا جنازہ
اٹھاتے ہیں اور جو اسے کفن پہناتے ہیں اور جو لوگ اسے قبر میں
اتارتے ہیں اسے صاف صریح ثابت ہوا کہ میت کو ادراک اور علم

اور شعور اور سمع وبصر وغیرہ آلۂ ادراک زندوں کی طرح باقی رہتے ہیں
بلکہ آیہ کریمہ فکشفنا عنک غطاءک فبصرک الیوم حدید سے
صراحت ہے اس امر کی کہ آلۂ ادراک انکے یعنی مردوں کے بہ نسبت
زندوں کے تیز ہوتے ہیں و سیاتی تحقیقہ وتفصیلہ وتفسیرہ انشاء اللہ
تعالیٰ۔

دلیل ایک سو باون۔ عن ابن عباس۔ عن النبی صلی اللہ
علیہ وسلم قال ما من میت یموت الا وھو یعرف غاسلہ ویناشد
حاملہ ان کان بشر بروح وریحان وجنۃ نعیم ان یعجلہ وان کان
بشر بنزل من حمیم وتصلیۃ جحیم ان یحبسہ رواہ ابو الحسن من البراز
فی کتاب الروضۃ ہر مردہ اپنے نہلانے والے اور جنازہ اٹھانے
والوں کو پہچانتا ہے اور جس مردے کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنت کی
بشارت دیجاتی ہے وہ اپنے جنازہ اٹھانیوالوں سے کہتا ہے کہ
تمکو قسم ہے خدائے تعالیٰ کی مجھے جلدی لیچلو اور جس کو دوزخ کی
اور قہر و عذاب الٰہی کی بشارت دیدی جاتی ہے وہ اپنے
اٹھانیوالوں کو قسم دیکر کہتا ہے کہ ارے اسے روکو اور دیر لگاؤ
اور جلدی مت لیجاؤ کیونکہ وہ جانتا ہے یقیناً کہ قبر میں جاتے ہی
سخت عذاب میں گرفتار ہوگا۔

دلیل ایک سو ترپنویں۔ اخرج ابن ابی الدنیا عن مجاہد
قال اذا مات المیت فملک قابض نفسہ فما من شیٔ الا وھو یراہ

ف: بیہقی مجموعی جدید

عند غسله وعند حمله حتی یوصله الی قبرہ کذا فی شرح الصدور للعلامۃ الامام المحقق الجلال السیوطی رحمۃ اللہ علیہ جب مردہ مرتا ہے تو فرشتہ اسکی روح پکڑے ہوتا ہے اور وہ مردہ ہر چیز کو دیکھتا ہے نہلاتے وقت اور جنازہ اٹھاتے وقت قبر میں جانے تک یہ قید اخیر کی احترازی نہیں ہے بلکہ واقعی ہے اسواسطے کہ ہم آیندہ آیات واحادیث سے ثابت کرینگے کہ اس کی نگاہ تیز ہوتی ہے اور سابقاً گذر چکا کہ مردہ کو ادراک ومعرفت اور شعور اور قدرت علی الکلام ورد السلام جو عطا ہوتا ہے وہ قیامت تک یعنی تمام مدت برزخ میں ہمیشہ باقی بدستور رہتا ہے اور نیز سابقاً گذر چکا کہ مردہ کی نسبت ہر چیز باہر قبر سے ایسی ہے جیسے شیشے میں پانی ہو کہ صاف صاف نظر آتا ہے کوئی چیز مخفی نہیں رہتی شرح الصدور میں ہے سمعت الاسد بن موسی یقول کان لی صدیق فمات فرأیتہ فی النوم وہو یقول لی سبحان اللہ جئت الی قبر فلان صدیقک فقرأت عندہ وترحمت علیہ وانا ما جئت الیّ ولا قربتنی قلت لہ وما یدریک قال لما جئت الی قبر صدیقک فلان رأیتک قلت وکیف رأیتنی والتراب علیک قال ما رأیت الماء اذا کان فی الزجاج ما یتبین قلت بلی قال فکذلک نحن نری من یزورنا انتہی اور صرف ادراک نہیں بلکہ زمین وآسمان وجنت وغیرہا عالم دنیا وآخرت میں اس کو پھرنے کی اجازت ہوتی ہے جہاں چاہتا ہے پھرتا ہے یعنی مردہ مومن صالح کا کما ہو مصرح فیما بعد ہذا الدلیل۔

دلیل ایک سو چوون۱۵۴ - اخرج ابن ابی شیبۃ فی المصنف عن عبد اللہ بن عمرو قال الدنیا سجن المومن فاذا مات یخلی سربہ یسرح حیث یشاء دنیا مومن کے واسطے قید خانہ ہے جب مرجاتا ہے قید سے چھوٹ جاتا ہے سیر کرتا پھرتا ہے جہاں کہیں وہ چاہتا ہے کذا فی رسالۃ الامام الہمام المذکور اعنی المحقق الجلال السیوطی المسماۃ ببشری الکئیب بلقاء الحبیب

دلیل ایک سو پچپن۱۵۵ - اخرج ابو نعیم عن عمرو بن دینار قال ما من میت یموت الا و روحہ فی ید ملک ینظر الی جسدہ کیف یغسل و کیف یکفن و کیف یمشی بہ و یقال لہ وھو علی سریرہ اسمع ثناء الناس علیک -

دلیل ایک سو چھپن۱۵۶ - اخرج ابن ابی الدنیا عن عمرو بن دینار قال ما من میت یموت الا وھو یعلم ما یکون فی اھلہ بعدہ وانھم یغسلونہ و یکفنونہ وانہ ینظر الیھم عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہر مردہ اپنے جسم کو دیکھتا ہے کہ کیسے غسل دیا جا رہا ہے - اور کس طرح کفنایا جاتا ہے اور کس صورت سے اسے لیکر چلتے ہیں اور جب لوگ اس کی تعریفیں کرتے ہیں تو اس مردے سے فرشتے کہتے ہیں کہ لوگوں کی تعریفیں سن جو تیری کر رہے ہیں اور سب تجھے سراہ رہے ہیں اور جو کچھ اس کے گھر میں اسکے گھر والے کریں گے یا کرتے ہیں اس کے مرنے کے بعد وہ مردہ سب جانتا ہے اور سب کچھ دیکھتا ہے لوگ اسے غسل و کفن

ایک سو چوونویں حدیث

ایک سو پچپنویں حدیث

ایک سو چھپنویں حدیث

دیتے ہیں اور وہ نظر کرتا ہے ان کی طرف اور اپنے جسم کی طرف۔

دلیل ایک سو ستاون[۱۵۷]۔ عن سفیان قال ان المیت لیعرف کل شیئ حتی انہ لینا شد غاسلہ باللہ علیک الاخففت غسلی داخرج الشیخان۔ عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقف علی قتلیٰ بدر فقال یا فلان بن فلان ھل وجدتم ما وعد ربکم حقا فانی وجدت ما وعدنی ربی حقا قال عمر یا رسول اللہ کیف تکلم اجساد الا ارواح فیھا فقال ما انتم باسمع لما اقول منھم غیر انھم لایستطیعون ان یردوا علی شیئا۔ ترجمہ مردہ ہر چیز کو جانتا ہے پہچانتا ہے اپنے نہلانے والے کو قسم خدا کی دیکر کہتا ہے کہ میرے غسل میں تخفیف کرنا۔ جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کے مرداروں کفاروں پر کھڑے ہوئے اور ایک ایک نام لیکر اور اُن کے باپ کے نام لے لیکر پکارا اور فرمایا کہ جو تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا اسے پالیا کہ وہ وعدہ حق تعالیٰ کا سچا تھا اور میں نے تو اپنے پروردگار کا وعدہ جو واقعی تھا پالیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ مردوں سے کیونکر بات کرتے ہیں جن میں جان نہیں ہے فرمایا تم ان سے زیادہ ہماری بات کے سننے والے نہیں ہو۔ اتنی بات ضرور ہے کہ وہ جواب دینے سے بے بس ہیں روایت کیا

اس حدیث کو بخاری و مسلم نے۔

دلیل ایک سو اٹھاون ۱۵۸۔ عن عبید بن مرزوق قال کانت امرأۃ بالمدینۃ تقم المسجد فماتت فلم یعلم بھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم فمر علی قبرھا فقال ما ھذا القبر قالوا ام محجن قال التی کانت تقم المسجد قالوا نعم فصف الناس فصلی علیھا ثم قال ای العمل وجدت افضل قالوا یا رسول اللہ اتسمع قال ما انتم باسمع منھا۔ فذکرانھا اجابتہ قم المسجد ترجمہ ایک عورت مدینہ شریف میں تھی مسجد نبوی میں جھاڑو دیا کرتی تھی اسکا شب میں انتقال ہوا اور شب ہی میں اسکی تجہیز و تکفین کی گئی تو لوگوں نے بخیال تکلیف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع نہ کی ان کی قبر پر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا فرمایا یہ کسکی قبر ہے لوگوں نے عرض کیا ام محجن کی۔ فرمایا جو مسجد میں جھاڑو دیا کرتی تھی صحابہ نے عرض کیا ہاں۔ حضور نے صحابہ کی صفیں کھڑی کرکے ان پر نماز جنازہ پڑھی۔ پھر ان سے حضور نے باتیں کیں اور ان سے خطاب کرکے فرمایا کہ تو نے اپنے کاموں میں کونسا کام اللہ تعالی کے نزدیک افضل اور بہتر پایا۔ اس نے قبر میں سے آواز دی کہ مسجد میں جھاڑو دینا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ بھلا وہ سنتی ہے اس حالت میں۔ فرمایا تم اس سے زیادہ نہیں سنتے۔

دلیل ایک سو انسٹھ ۱۵۹۔ عن ابی سعید الخدری قال قال

حدیث نمبر

حدیث نمبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا وضعت الجنازۃ واحتملھا
الرجال علی اعناقھم فان کانت صالحۃ قالت قدمونی وان
کانت غیر صالحۃ قالت یا ویلھا این تذھبون بھا یسمع صوتھا
کل شیٔ الا الانسان ولو سمعہ الانسان لصعق حضرت ابو سعید
خدری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ جب جنازہ رکھا جاتا ہے۔ اور جب اسے مرد لوگ اپنی
گردنوں پر اٹھا لیتے ہیں پس اگر نیک ہے تو کہتا ہے کہ مجھے
جلدی سے لے چلو اور اگر صالح نہیں ہے تو کہتا ہے تمہاری خرابی
ہو مجھے کہاں لئے جاتے ہو ہر مخلوق اس کی آواز کو سنتی ہے
سوائے انسان کے اور جو انسان سن لے تو بیہوش ہوجاوے
اور مرجاوے۔

دلیل ایک سو ساٹھ[۱۶۱]۔ اخرج ابن ابی الدنیا عن عمر بن الخطاب
رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مامن
میت یوضع علی سریرہ فیخطی بہ ثلاث خطوات الا تکلم بکلام
یسمعہ من شاء اللہ الا الثقلین الانس والجن یقول یا اخوتاہ
یا حملۃ نعشاہ لا تغرنکم الدنیا کما غرتنی ولا یلعبن بکم الزمان
کما لعب بی خلفت ما ترکت لورثتی والدیان یوم القیامۃ یخاصمنی
ویحاسبنی وانتم تشیعون وتدعونی۔ ترجمہ حضرت عمر بن الخطاب رضی
اللہ عنہ سے روایت ہے کہا فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ

ہر میت جب اس کا جنازہ لیکر چلتے ہیں تب وہ کلام کرتی ہے جسے سوائے انس و جن کے سب سنتے ہیں جسکو اللہ تعالیٰ سناتا ہے کہتی ہے اے بھائیو اٹھانیوالو میری چارپائی کے دنیا تمکو مغرور نہ کرے جیسا کہ مجھے مغرور کیا اور کھیل و تماشے میں عمر ضائع مت کرو جیسا کہ میں نے ضائع کی جسکو میں نے چھوڑ چلا وہ تو وارثوں کا ہو گیا اور جزا دینے والا قیامت کے دن مجھ سے جھگڑے گا اور مجھ سے حساب کرے گا اور تم تو میرے ساتھ ساتھ چلتے ہو مگر تنہا چھوڑ کر چلے جاؤ گے۔ واخرجہ احمد ایضا فی الزہد عن ام الدرداء قالت ان المیت اذا وضع علی سریرہ فانہ ینادی یا اہلاہ یا جیراناہ یا حملۃ سریراہ لا تغرنکم الدنیا کما غرتنی ولا تلعبن بکم کما تلاعبت بی فان اہلی لم یتحملوا عنی من وزری شیئا۔

حدیث جبر (حاشیہ)

دلیل ایک سو اکسٹھ فی تاریخ ابن النجار عن ابی محمد بن النجار وکان من اصحاب المروزی وکان الخلال یقدمہ لفضلہ قال غسلت میتاً فانا اغسلہ اذا فتح عینیہ ثم قبض علی یدی وقال یا ابا محمد احسن الاستعداد لھذا المصرع ابو محمد بن نجار سے جو بڑے بزرگ ہیں روایت ہے کہ میں نے ایک مردے کو غسل دیا اثنائے غسل دینے میں آنکھیں کھولیں اور میرا ہاتھ پکڑ کر یہ کہا کہ اے ابو محمد اس بچھڑنے کیواسطے اچھا سامان کر۔

دلیل ایک سو باسٹھ اخرج ابن ابی شیبۃ عن ربعی بن حراش

حدیث جبر (حاشیہ)

قال أتيت فقيل لى قد مات اخوك فجئت سريعا وقد سجى بثوبه فانا
عنده ربيع¹¹ اس اخى استغفر له و استرجع اذ كشف الثوب عن وجهه
فقال السلام عليكم فقلنا و عليك السلام سبحان الله قال
سبحان الله انى قدمت على الله بعدكم فتلقيت بروح وريحان
ورب غير غضبان وكسانى ثيابا خضرا من سندس واستبرق
ووجدت الامر ايسر مما تظنون ولا تتكلوا وانى استاذنت ربى
اخبركم وابشركم احملونى الى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فان عهد الا ابرح حتى آتيه ثم طفى مكانه واخرج ابونعيم
عن ربعى قال كنا اربعة اخوة وكان ربيع اخى اكثرنا صلوة واكثرنا
صياما وانه توفى فبينا نحن حوله اذ كشف الثوب عن وجهه فقال
السلام عليكم فقلنا وعليكم السلام ابعد الموت قال نعم انى
لقيت ربى بعدكم فلقيت ربا غير غضبان فاستقبلنى بروح وريحان
واستبرق الا وان ابا القاسم صلى الله عليه وسلم ينتظر الصلوة على فعجلوا بى ولا
تؤخرونى ثم طفى فنمى الحديث الى عائشة رضى الله عنها فقالت
اما انى سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول يتكلم رجل
من امتى بعد الموت قال ابونعيم حديث مشهور واخرج البيهقى فى الدلائل
وقال صحيح لا شك فى صحته ربعى ابن حراش فرماتے ہیں کہ میرے بھائی
ربیع کا انتقال ہو گیا مجھے خبر ہوئی تو میں جھپٹ کر اُن کے پاس
پہنچا لوگوں نے کہا تمہارے بھائی مرگئے میں ان کے سرانے

بیٹھا اور استغفار اور انا اللہ وانا الیہ راجعون پڑھ رہا تھا اور ان پر
چادر ڈھکی ہوئی تھی انہوں نے چادر میں سے اپنا منہ کھولا اور کہا
السلام علیکم ہمنے اس کے جواب میں وعلیکم السلام کہا اور تعجب سے
سبحان اللہ کہا تب وہ بولے کہ سبحان اللہ میں اللہ تعالے کے پاس
مرنیکے بعد پہنچا اور رحمت اور خوشبو قرب اور جنت کی پائی اور حق تعالے
کو راضی پایا اللہ تعالیٰ نے مجھے عمدہ ریشمی لباس کا خلعت پہنایا
اور جو تمہارا گمان ہے اس سے زیادہ میں نے آسانی پائی تم بھروسا
مت کیجیو اپنے عمل پر اور نیک کاموں سے باز مت رہنا میں نے
اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی کہ تمہیں خبر کر آؤں اور بشارت دی آؤں
میرا جنازہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس لیچلو حضور میرے
پر نماز کے منتظر ہیں میری تجہیز وتکفین میں عجلت کرو۔ دیر مت لگائیو
یہ کہکر ٹھنڈے ہوئے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس
یہ حدیث پہنچی تو فرمایا بے شک میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا کہ فرماتے تھے کہ میری امت میں سے بعض لوگ مرنے کے
بعد باتیں کریں گے امام ابو نعیم محدث رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث
مشہور ہے امام بیہقی نے اس حدیث کو دلائل النبوۃ میں نقل کر کے
فرمایا کہ یہ حدیث صحیح ہے اسکی صحت میں کوئی شک وشبہ نہیں۔
دلیل ایک سو تریسٹھ ۱۶۳ - عن ابان بن ابی عیاش قال حضرنا وفاۃ مورق
العجلی فلما سجی وقلنا قد قضی رأینا نوراً ساطعا قد سطع من

عند رأسه حتى خرق السقف ثم رأينا نوراً قد سطع من من عند رجليه مثل الاول ثم رأينا نوراً قد سطع من وسطه فمكثنا ساعة ثم انه كشف الثوب عن وجهه فقال هل رأيتم شيئا قلنا نعم واخبرناه بما رأينا فقال تلك سورة السجدة قد كنت اقرؤه في كل ليلة والنور الذي رأيتم عند رأسي اربع عشرة آية من اولها والنور الذي رأيتم عند رجلي اربع عشرة آية من اخرها والنور الذي رأيتم في وسطي آية السجدة بنفسها صعد تشفع لي وبقيت سورة تبارك تحرسني ثم قضى۔ ترجمہ ابان سے روایت ہے کہ ہم لوگ حضرت مورق عجلیؒ کی وفات میں حاضر ہوئے جب ان کا انتقال ہو گیا اور چادر سے ڈھانک دیئے گئے اور ہم لوگ باتیں کرنے لگے کہ وہ چل بسے ان کی قضا آگئی تھی پھر ہم نے ایک نور روشن دیکھا کہ ان کے سر کے پاس سے چمکا اور چھت کو پھاڑتا ہوا پار ہو گیا پھر ہم سب نے ایک نور اور دیکھا کہ ان کے پاؤں کے نزدیک سے روشن ہوا اول نور کی طرح پھر ایک اور نور نظر آیا کہ ان کے سینے سے نکلا اور بھڑکا پھر ہم تھوڑی دیر ٹھیرے رہے اتنے میں انہوں نے اپنے منہ پر سے کپڑا اٹھایا اور منہ کھول کر بولے کہ تم نے کچھ دیکھا ہمنے عرض کیا ہاں۔ اور جو دیکھا تھا اُسکی خبر دی تو کہنے لگے کہ یہ سورہ سجدہ تھی میں ہر رات اسے پڑھا کرتا تھا وہ نور جو تم نے میرے سر کے پاس سے نکلتا دیکھا وہ چودہ ۱۴ آیتیں اول سورت کی ہیں

اور جو نور تم نے پاؤں کے پاس سے نکلتا دیکھا وہ چودہ آیتیں آخر سورت کی ہیں اور جو میرے سینے سے چمکتا ہوا نور دیکھا وہ عین سجدی کی آیت ہے کہ یہ سب آیتیں یعنی پوری سورت سجدہ میری شفاعت کے لئے اوپر جارہی تھی اور سورہ تبارک جسے میں ہر رات پڑھتا تھا میری محافظت کے لئے میرے پاس تھی یہ کہکر پھر ٹھنڈے ہو گئے یعنی چل بسے

وعن عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال احضروا اموا تکم وذکروھم فانھم یرون مالاترون وفی روایۃ اخری عنہ رضی اللہ عنہ احضروا اموا تکم ولقنوھم لا الٰہ الا اللہ فانھم ویقال لھم وفی اخری ایضا لقنوا موتکم لا الہ الا اللہ واعقلوا ما تسمعون من المطیعین منکم فانہ یجلی لھم امور صادقۃ وعن لیث بن ابی رقیۃ ان عمر بن عبد العزیز لما کان فی مرضہ الذی مات فیہ رفع راسہ فاخذ النظر فقالوا لہ انک لتنظر نظرا شدیدا فقال لاری حضراً ماھم بانس وجن ثم قبض ان احادیث سے ثابت ہے کہ جس طرح بعد مرنیکے امور غیبیہ اور محسوسات وغیرہا مردے کو مشاہد اور محسوس ہوتے ہیں اسیطرح عند الاحتضار اسکا ادراک تیز اور زیادہ ہوتا ہے جس سے ایسی چیزیں وہ دیکھتا ہے جسکو زندے عوام نہیں دیکھ سکتے۔ وعن الحسن بن صالح السماجی قال قال لی اخی علی بن صالح فی اللیلۃ التی توفی فیھا یا اخی اسقنی ماء وکنت قائما اصلی فلما قضیت صلاتی اتیتہ بماء فقلت

اشھب فقال لی شہبت الساعۃ فقلت من سقاک ولیس فی الغرفۃ غیری وغیرک فقال اتانی جبرئل الساعۃ بما نسقانی وقال لی انت واخوک وامک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین وخرجت نفسہ حضرت حسن بن صالح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس رات میرے بھائی کا انتقال ہوگیا میں بموجب حدیث شریف کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی امر حزن وملال میں ڈالنے والا پیش آتا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موافق امر الٰہی کے واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ نماز کو کھڑے ہوجاتے کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزنہ امر قام الی الصلوٰۃ۔ نماز کو کھڑا ہوگیا میرے بھائی مرے ہوئے نے مجھے آواز دیا کہ اے بھائی مجھکو پانی پلاؤ میں نے نماز میں سنا جب نماز سے فارغ ہوا ان کے پاس پانی لیکر حاضر ہوا اور کہا لیجیے پانی پی لیجیے تو کہا میں پانی پی چکا میں نے کہا آپ کو کس نے پانی پلایا کیونکہ سوائے میرے اور ان کے اُس بالاخانے پر کوئی تیسرا نہ تھا وہ بولے کہ ابھی حضرت جبرئیل علیہ السلام پانی لیکر آئے تھے اور مجھے پلا گئے اور کہہ گئے کہ تو اور تیرا بھائی اور تیری ماں ان لوگوں میں سے ہیں جنکی شان میں حق تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ اللہ ورسول کے فرمانبردار ہوتے ہیں وہ ان لوگونکے ساتھ ہوں گے جنپر اللہ تعالیٰ نے انعام اور فضل کیا ہے یعنی انبیاؑ

اور صدیقین اور شہدا اور صالحین اتنی بات کہکر پھر جیسے مردے تھے
ویسے ہی مردے ہو گئے واخرج الطبرانی فی الکبیر عن میمونة
بنت سعد قالت قلت یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ھل یرقد
الجنب قال ما احب ان یرقد حتی یغتسل فانی اخاف ان یتوفی فلا
یحضرہ جبرائیل علیہ السلام ترجمہ حضرت میمونہ بنت سعدؓ نے
عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا جنب کو سونا جائز ہے فرمایا
میں اسکے سونے کو حالت جنابت میں بے نہائے پسند نہیں کرتا
اسوجہ سے کہ شائد اس حالت میں اس کی موت آئے تو حضرت
جبرئیل علیہ السلام اس کے پاس نہ آویں اس سے معلوم ہوا کہ وقت
احتضار اور عند الوفات حضرت جبرئیل علیہ السلام مومنین صالحین کے
پاس تشریف لاتے ہیں اور معاونت فرماتے ہیں جیسا کہ حدیث
حسن بن صالح سے واضح ہوا اور امام حجة الاسلام غزالی رحمة اللہ علیہ
نے الدرة الفاخرة فی احوال الآخرة میں لکھا ہے کہ وقت احتضار
اور نزع کی حالت میں شیاطین آدمی کے خیرخواہوں اور نصیحت
کرنیوالوں کی صورت اور شکلوں میں آتے ہیں جیسے باپ ماں بھائی
بہن دوست غمخوار جو مر چکے ہیں اس سے آکر کہتے ہیں کہ یہ حالت
جواب تجھپر طاری ہے ہمپر پہلے گذر چکی ہم مر کر سب حالوں سے برزخ
کے واقف ہو چکے ہیں تو یہودیت اختیار کر یہ بہت اچھا دین اور
مقبول ہے اللہ تعالی کے نزدیک عزیز خدا کے بیٹے ہیں اگر

حدیث ابتشر

ف جبرئیل علیہ السلام کا تشریف لانا احتضار اور نزاع مومن کے وقت جو جنابت کی حالت میں نہ ہو۔

محتضر نے اس سے انکار کیا اور اسکا کہنا نہ مانا تو دوسرا آتا ہے
اور کہتا ہے کہ تو نصرانیت پر مرکہ یہ دین مقبول ہے عیسی علیہ السلام
اللہ تعالی کے بیٹے ہیں اسیطرح ہر ایک ملت باطلہ اور منسوخہ کے
عقائد بیان کر کے اسے بہکانا چاہتے ہیں پس اللہ تعالی کی رحمت
جس کے شامل حال ہوتی ہے اور اس کے واسطے ہدایت اور
تثبیت یعنی ایمان پر ثبات کا ارادہ فرماتا ہے تو حضرت جبرئیل
علیہ السلام کو اسوقت اس کے پاس بھیجتا ہے وہ آکر شیاطین کو ہنکاتے
ہیں اس سے ہٹاتے ہیں ان کے تشریف لاتے ہی شیاطین
سب بھاگ جاتے ہیں اور حضرت جبرئیل علیہ السلام فرماتے ہیں تو
مجھے نہیں پہچانتا میں جبرئیل ہوں اور یہ سب جو تجھ سے باتیں کر رہے
تھے شیاطین ہیں تیرے دشمن ہیں تو ملت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم اور شریعت حنیفی
احمدی پر مر وہ مردہ اسوقت بہت خوش ہوتا ہے اور تبسم کرتا ہے
اور یہی معنی ہیں اللہ تعالی کے اس کلام مبارک کے ربنا لا تزغ قلوبنا
بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب
لہذا ہر مسلمان کو چاہیئے کہ اس دعاے مبارک کا ورد ہمیشہ رکھے
کہ ایمان کی حفاظت کے واسطے اسوقت کام آوے۔ درہ فاخرہ کی
عبارت بقدر ضرورت یہ ہے۔ ان ابلیس قد انفذ اعوانہ
الی ہذا الانسان خاصۃ واستعملہم علیہ ووکلہم بہ فیأتون المرء وہو فی تلک
الحال فیتمثلون لہ فی صورۃ من سلف من الاحباء المیتین البالغین

یعنی نزع کی حالت میں ۱۲

دعای حفظ ایمان

لہ الناصح فی دار الدنیا کالاب والام والاخ والاخت والصدیق الحمیم فیقول لہ انت تموت یا فلان ونحن قد سبقناک فی ہذا الشان فمت یہودیا فہو الدین المقبول عند اللہ تعالیٰ فان انصرف عنہ وابی جاءہ آخرون وقالوا لہ مت نصرانیا فانہ دین المسیح ونسخ بہ دین موسی ویذکرون لہ عقائد کل ملۃ فعند ذلک یزیغ اللہ من یرید زیغہ وہو معنی قولہ تعالیٰ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب ای لا تزغ قلوبنا عند الموت وقد ہدیتنا من قبل ہذا الی الایمان فاذا اراد اللہ تعالیٰ بعبدہ ہدایۃ وتثبیتا جاءتہ الرحمۃ وہو جبریل علیہ السلام فطرد عنہ الشیطان ویمسح الشحوب عن وجہہ فیتبسم المیت ضاحکا لا محالہ وکثیر من یری متبسما فی ہذہ الحالۃ فرحا مسرورا بالبشیر الذی جاءتہ رحمۃ من اللہ تعالیٰ یقول یا فلان ما تعرفنی انا جبریل وہولاء اعداءک من الشیاطین امت علی الملۃ الحنیفیۃ والشریعۃ المحمدیہ فما شیٔ احب الی الانسان وافرح منہ بذلک الملک وہو قولہ تعالیٰ وہب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوہاب انتہی بقدر الحاجۃ بعض تفسیروں اور کتب سیر اور غنیۃ الطالبین حضرت غوث اعظم قدسنا اللہ بسرہ الاقدس وغیرہ کتب میں بھی مرقوم ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نزول شب قدر میں اور مومنین صالحین عابدین مستیقظین سے ان کا مصافحہ کرنا اور وقت نزع آنا اور حق تعالیٰ کا محتضر کو سلام پہنچانا جملہ خصوصیات اس امت سے ہے

دلیل ایک سو چونسٹھ[۱۶۴]۔ اخرج ابن عساکر۔ عن ابن الماجشون

قال ارج بروح ابی الماجشون فوضعناہ علی سریر الغسل وقلنا
للناس نروح به فدخل غاسل الیه فرأی عرقا یتحرک من اسفل
قدمیه فاخرناه فلما کان بعد ثلاث استوی جالسا وقال
ائتونی بسویق فاتی به فشربه فقلنا له اخبرنا بما رأیت قال
نعم انه عرج بروحی فصعد بی الملک حتی اتی السماء الدنیا
فاستفتح ففتح له ثم هکذا فی السموات حتی انتهی الی السماء
السابعة فقیل له من معک قال الماجشون فقیل له لم یأت له
بقی من عمره کذا وکذا ثم هبط فرأیت النبی صلی الله علیه وسلم
ورأیت ابا بکر عن یمینه وعمر عن یساره ورایت عمر بن عبد العزیز
بین یدیه فقلت للذی معی من هذا قال او ما تعرفه فقلت انی
احببت ان استثبت قال هذا عمر بن عبد العزیز فقلت انه لقریب
المقعد من رسول الله صلی الله علیه وسلم قال انه عمل بالحق
فی زمن الجور وانهما عملا بالحق فی زمن الحق واخرج ابن عساکر
ایضا عن عبد الرحمن بن غنم الاشعری ان معاذ بن جبل طعن ابنه
عام عمواس فمات فصبر واحتسب فلما طعن هو فی کفه قال حبیب
جاء علی فاقة لا افلح من ندم قال فقلت یا معاذ هل تری شیئا قال
نعم شکرلی ربی حسن عزائی اتانی روح ابنی فبشرنی ان محمدا
صلی الله علیه وسلم فی مائة صف من الملائکة المقربین

والشہداء والصالحين يصلون على روحي ويسوقوني الى الجنة

ثم اغمى عليه فرائيته كانه يصافح قوما ويقول مرحبا مرحبا اتيتكم

فقضى فرأيته فى المنام بعد ذلك حوله زحام كرماما على خيل

بلق عليهم ثياب بيض وهو ينادى ياسعد بين راسع ومطعون

الحمد لله الذى رزقنا الجنة نتبوأ منها حيث نشاء فنعم اجر

العالمين۔ **حاصل مطلب** حضرت ماجشون رضی اللہ تعالیٰ

عنہ کا انتقال ہو گیا جب ان کو تخت پر نہلانے کے واسطے رکھا نہلانے

والے نے ان کے پاؤں میں ایک رگ کی حرکت دیکھی ہم نے

اس نہلانے والے کو ہٹا دیا اور انہیں چھوڑ دیا تین دن کے بعد

وہ اُٹھ بیٹھے اور ستو مانگا ہم نے لاکر انہیں دیا انہوں نے پی لیا

پھر ہم نے ان سے پوچھا کہ آپ نے جو امور دیکھے ہیں اس کی

ہمیں خبر دیجئے انہوں نے فرمایا بہت اچھا میری روح کو فرشتے

آسمان دنیا پر لیگئے اور کیواڑ کھلوائے اسیطرح ساتویں آسمان تک

پہنچے وہاں فرشتے سے جو میرے ساتھ تھا پوچھا گیا کہ تمہارے ساتھ کون

ہے انہوں نے بتایا کہ ماجشون ہیں تو ان سے کہا گیا کہ ابھی انکا

وقت نہیں آیا ان کی عمر میں سے اسقدر ایام باقی ہیں پھر وہ فرشتہ

مجھے لیکر اترا تو میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ انکی سیدھی طرف تھے اور حضرت عمر فاروق

رضی اللہ عنہ ان کی بائیں طرف تھے اور عمر بن عبدالعزیز کو میں نے

دیکھا کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آگے بیٹھے ہوئے
تھے میں نے اس فرشتے سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہے اس نے
کہا کہ یہ عمر بن عبد العزیز ہیں میں نے پوچھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم سے ان کو ایسا قرب کا مرتبہ حاصل ہے تو فرشتے نے کہا
کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ شیخین کا عمل حق کے ساتھ حق کے زمانہ اور
عدل وخیر کے زمانہ میں تھا اور ان کا عمل حق اور عدل کے ساتھ
جور وظلم کے زمانہ میں تھا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے
بیٹے عمر اس کے سال میں جو وبائے عام کا سن تھا طاعون سے
شہید ہوئے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے صبر جمیل کیا پھر جب
ان کو طاعون کی بیماری لاحق ہوئی تو فرمایا محبوب فاقہ پر تشریف
لایا اور میرے یہاں مہمان ہوا مگر ندامت والے کو فلاح نہیں
عبد الرحمن بن غنم اشعری کہتے ہیں کہ میں نے حضرت معاذ سے پوچھا
کہ اسوقت کیا آپ کچھ دیکھ رہے ہیں فرمایا ہاں اللہ تعالی نے میرے
صبر کا عوض شکر اور قدر دانی فرمائی اور میری مصیبت کی اچھی جزا
عطا کی میرے بیٹے کی روح نے آکر مجھے بشارت دی کہ جناب
سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سو صفیں ملائکہ مقربین اور شہدا
اور صالحین کے ساتھ میرے جنازہ کی نماز کیواسطے تشریف لائیں گے
اور میرے جنازے پر پڑھیں گے اور مجھے جنت کو لیجائیں گے
پھر جب ان پر بیہوشی طاری ہوئی تو میں نے دیکھا کہ وہ ایک قوم سے

یعنی جماعت کثیرہ ناس سے مصافحہ فرماتے ہیں اور مرحبا کہہ رہے اور فرما رہے ہیں کہ میں تمہارے پاس آگیا سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الآخرۃ لا تبدیل لکلمات اللہ ذٰلک ھو الفوز العظیم۔ اس حدیث سے چند امور ثابت ہوئے۔

اول۔ یہ کہ بعد مرنے کے مردوں کو خصوصاً شہدار وصالحین کو ایسی قدرت عطا ہوتی ہے کہ وہ زندوں کو بشارتیں دیتے ہیں چنانچہ نص قطعی ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم اس مدعا پر برہان قاطع اور دلیل ساطع ہے وقد قدمنا فیما اسلفنا فی الآیات فتذکر اور یہ حدیث اور مثل اسکے بہت سی احادیث اس استبشار کی مبین ہیں۔

دوسرے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ محتضر سے یعنی اس شخص سے جو قریب مرگ ہے اور نزع کی حالت میں ہے اس سے ارواح صالحین اولیاء اللہ اور شہدار مثلاً ملاقات کرتے ہیں اور زندہ ان سے مصافحہ کرتے ہیں اور منشاء اس کا نہیں ہے مگر صلاح اور تجرد محتضر کا اور انقطاع عالم شہادت سے عالم غیب کی طرف پس جو لوگ ایسے ہیں کہ حیات دنیوی کی حالت میں قبل احتضار ان کو تجرد اور انقطاع حاصل ہوگیا ہے وہ اولیا اور شہدار سے ملاقات کرتے ہیں اور ان کی زیارت سے

مشرف ہوتے ہیں اور اسمیں کچھ استبعاد نہیں ہے جسکو عقل سلیم اور فہم مستقیم سے ہے باوجود عقیدت کے اولیاء اللہ پھر ورود نصوص ظاہرہ کے ہرگز اسمیں متردد اور شاک نہ ہوگا۔

تیسرے۔ اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء و اولیاء، صحابہ اور شہداء اور صالحین مثل ملائکہ مقربین کے جنازۂ صالحین میں شریک ہوتے ہیں خصوصاً حضرت ختم الانبیاء علیہ افضل صلوات الکبریا کہ ان کے جملہ اعمال برزخ سے ہے تشریف آوری جنازۂ صالحین اور ختم قرآن شریف اور مخلصین اور محافل متبرکہ میں مانند میلاد شریف وغیرہ کے چنانچہ فقیر نے اس مضمون کو مستقل ایک رسالہ میں جس کا نام تبشیر الوری بحضور المصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے ڈیڑھ سو دلیلوں سے مبرہن کیا ہے اور بعضے اقوال محققین مصرح اس مضمون کے انشاء اللہ تعالیٰ ہم آئندہ بھی نقل کریں گے اور جب یہ تصرف اور سیر اطراف عالم میں اور اس قسم کی معاونت ارواح طیبہ انبیاء، اولیاء اور شہداء سے مخلصین کیواسطے گھر بیٹھے محقق ہوئی تو بہ تقدیر حاضری ان کے مزارات پر جو بشوق زیارت یا بقصد تبرک و استغاثہ حاضر ہو اس کے حال پر کسقدر فیض و عنایت انکی مبذول ہوگی۔

دلیل ایک سو پینسٹھ [۱۶۵] بعد دفن کے جو مردوں کو تلقین کے باب میں احادیث وارد ہیں وہ بھی ادراک سماع موتیٰ کی دلیل کامل ہیں ح

صفحہ ۔۔۔ انتہی

ہیں اس جگہ ایک دو حدیث نقل کرتا ہوں اخرج الطبرانی فی الکبیر عن ابی امامۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اذا مات احد من اخوانکم فسویتم علیہ التراب فلیقم احدکم علی راس القبر ثم لیقل یا فلان ابن فلانۃ فانہ یسمعہ ولا یجیب ثم یقول یا فلان بن فلانۃ یستوی قاعدا یقول یا فلان بن فلانۃ فانہ یقول ارشدنا رحمک اللہ ولکن لا تشعرون فلیقل اذکر ما خرجت علیہ من الدنیا شہادۃ ان لا الہ الا اللہ وان محمدا عبدہ ورسولہ وانک رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد نبینا وبالقرآن اماما فان منکرا ونکیرا یاخذ کل واحد منہما بید صاحبہ ویقول انطلق بنا ما نقعد عند من لقن حجتہ فیکون اللہ حجیجہ دونہما قال رجل یا رسول اللہ فان لم یعرف امہ قال ینسبہ الی حواء یا فلان ابن حواء یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم میں سے کوئی مرے اور اس کو دفن کر چکو تو ایک شخص تم میں کا اس کی قبر پر کھڑا ہو کر مردے کو پکارے اس کا نام لیکر اور اس کی ماں کا نام لیکر کہ اے فلانے فلانے کے بیٹے۔ کیونکہ مردہ سب کچھ سنتا ہے وہ تمہاری ندا کو سنے گا اور پھر دوبارہ ندا کرے تو وہ مردہ اٹھکر بیٹھ جاوے گا پھر تیسرے بار اسے پکارے تو مردہ کہے گا کہ تو مجھے ہدایت کر خدا تجھپر رحم کرے مگر تم کو خبر نہیں ہوتی تو اس شخص کو جس نے مردے کو پکارا ہے چاہیے کہ یوں کہے

ف اسی جواب ابیت انتقال وہذا حال بعض الموتیٰ اذ قد ارواح الشہداء ما قدیمہ الا انتہی ن ۱۲ منہ

کہ یاد کرو وہ توحید اور کلمہ شہادت جس پر تو مرا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالےٰ کے بندے اور پیغمبر ہیں اور اللہ تعالیٰ میرا پروردگار ہے اور میرا دین اسلام ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم میرے نبی ہیں اور قرآن شریف میرا پیشوا ہے جب یہ تلقین ہوگی زندہ کی طرف سے مردہ کو تو منکر نکیر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے کہ چلو ہم ایسے شخص کے پاس نہیں بیٹھیں گے جس کو حجت سکھلا دی گئی کیونکہ اب اللہ تعالیٰ سے اس کا معاملہ ہوگیا نہ ہم سے - ایک صحابی نے عرض کیا کہ اگر ماں کا نام نہ معلوم ہو تو فرمایا حوا علیہ السلام کی طرف نسبت کرکے پکارے کہ فلانے حوا کے بیٹے - واخرج سعید بن منصور عن راشد بن سعد وضمرة بن حبیب وحکیم بن عمیر قالوا اذا سوی علی المیت قبرہ وانصرف الناس عنہ کان یستحب ان یقال للمیت عند قبرہ یا فلان قل لا الٰہ الا اللہ ثلث مرات یا فلان قل ربی اللہ ودینی الاسلام ونبیی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ثم ینصرف یعنی جب میت کے قبر کی مٹی برابر کردیجائے تو مستحب ہے تلقین اسکی قبر کے پاس تین باریوں کہے کہ اے فلانے کہہ تو لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اے فلانے یہ کہہ تو کہ میرا رب اللہ تعالیٰ ہے اور میرا دین اسلام ہے اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں پھر چلا جاے

دلیل ایک سو چھاسٹھ (۱۶۶) - حدیث صحیح بخاری شریف اور

صحیح مسلم شریف کی مشہور ہے۔ اور کتب متداولہ درسیہ میں مذکور ہے عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا وضع فی قبرہ وتولی عنہ اصحابہ وانہ لیسمع قرع نعالھم قال یاتیہ ملکان فیقعدانہ الی قولہ صلی اللہ علیہ وسلم فیراھما جمیعا وفی روایۃ فانہ لیسمع خفق نعالکم ونقض ایدیکم اذا ولیتم (ای مقعدہ من النار ومقعدہ من الجنۃ ۱۲) عنہ مدبرین کما فی شرح الصدور للعلامہ السیوطی۔

دلیل ایک سو ساٹھ۔ اخرج البیہقی۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کیف بک یا عمر اذا انتھی بک الی الارض تحفرلک ثلاثۃ اذرع وشبر فی ذراع وشبر ثم اتاک منکر ونکیر اسودان یجران اشعارھما کان اصواتھما الرعد القاصف وکان اعینھما البرق الخاطف یحفران الارض بانیابھما فاجلساک فزعا فتلتلاک[1] وھولاک قال یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وانا یومئذ علی ما انا علیہ (ای من الحواس والادراک ۱۲) قال اکفیکھما باذن اللہ یا رسول اللہ یعنی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہوگا اسوقت جب قبر میں جاؤ گے جو تنگ جگہ ہے اور منکر نکیر اس کیفیت سے آئیں گے کہ اون کی شکل کالی اور ڈراونی صورت ہوگی اپنی

[1] قال فی الصحاح تلتلہ ای زعزعہ والقلقلہ وزلزلہ وبشا ثین ۱۲ شرح الصدور

لٹیں کھودے گھسیٹتے ہوئے اور چیختے ہوئے آئیں گے انکی آواز
ایسی سخت ہوگی جیسے بادل کی گرج اور رعد کا کڑکا اور آنکھیں انکی
ہیبتناک چمکتی ہوئی مانند بجلی اوچک لینی والی کے اپنے دانتوں
سے زمین چیرتے اور کھودتے ہوئے آئیں گے اور تمہیں
گھبراہٹ کی حالت میں بٹھلائیں گے اور تم کو سخت قلق اور غم
اور ہول میں ڈالیں گے حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کیا اسدن ہمارے حواس اور ادراک
ایسے ہی بجا ہوں گے جیسے کہ اسوقت ہیں فرمایا ہاں ایسی ہی درست
اور ٹھیک ہوں گے عرض کیا تو ہم انکو اللہ تعالیٰ کے حکم سے
کفایت کریں گے ای رسول اللہ کے صلی اللہ علیہ وسلم واخرج
احمد والطبرانی وابن عدی بسند صحیح عن ابن عمر ان رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ذکر فتانی القبر فقال عمر اترد الینا
عقولنا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال نعم کھیئتکم الیوم
ان حدیثوں سے صاف صاف واضح ہوا کہ مومن خصوصا صالحین
کاملین کے ادراک اور حواس میں بعد مرنے کے کچھ تفاوت نہیں
ہوتا بلکہ بحکم دیگر آیات واحادیث جو سابقاً گذریں اور آئندہ مزید براں
آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ علم وشعور وادراک بوجہ تجرد بہ نسبت
ادراک وشعور حسی دنیاوی کے الطف اور ازید اور روشن
ہوں گی اور جب یہ امر محقق اور ثابت ہوا تو اس سے التفات

انبیاء اور اولیاء اور شہداء اور صالحین و مشائخ کا اپنے زائرین
کی طرف جو انکے مزارات پر دور و دراز سے بقصد زیارت یا بارادۂ
توسل اور استغاثہ حاضر ہوتے ہیں خوب مبرہن ہو گیا اور جب
امر برہان سے ثابت ہو لیا اور ہمکو شارع سے زیارت کا حکم عموماً
ہو چکا علی الامر تو جواز و استحباب حاضری میں مزارات مقدسہ پر
کوئی شبہ نہ رہا اور وہ شبہ جو آیت کریمہ ومن اضل ممن یدعوا
من دون اللہ من لا یستجیب لہ الی یوم القیمۃ وھم عن دعائہم
غافلون سے بظاہر ظاہر فہم والوں کو بلکہ نافہموں کو ہوتا تھا یکسر اُٹھ گیا
اس لئے کہ آیت کریمہ خاص بتوں کی شان میں اور بت پرستوں کی
رد ایمان میں وارد ہے اس کو اولیائے کرام اور انبیائے عظام
علیہم السلام اور ان کے متوسلین و استغاثہ سے کچھ تعلق نہیں
اس لئے کہ بتوں کے لئے ادراک اور شعور اپنے پکارنے والونکی
پکار کا نہیں ہے کیونکہ وہ جماد ہیں بخلاف انبیاء علیہم السلام اور
اور اولیائے کرام کے کہ وہ زندہ ہیں حیات حقیقی حسی کے ساتھ
پس بتوں پر ان کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اس کے
علاوہ انبیاء اولیا اور بتوں سے استمداد میں ایک بڑا فرق یہ ہے
کہ بت معبود ہیں اور اولیاء انبیاء کو کوئی مسلمان معبود نہیں جانتا جطرح
بت پرست بتونکو پوجتے ہیں اولیاء انبیاء کو کوئی اہل اسلام نہیں پوجتا بلکہ انکو
مظہر عون الٰہی جانکر انسے استمداد یعنی طلب مدد کرتے ہیں معبود بنانا اور معبود

بنا کر استمداد اور ہے اور بغیر معبود بنانے اور معبود جاننے کے صرف
اللہ تعالیٰ کا بندہ مقبول قابل شفاعت سمجھکر اس سے مدد مانگنا اور
چیز ہے ایک کو بعینہ دوسرا جاننا یا ایک پر دوسرے کا حکم کرنا سخت
نادانی ہے بلکہ اپنے آپ کو مشرک بنانا تمام وہابی مسلمانوں کو
کافر اور مشرک کہکر خود کافر اور مشرک بنتے ہیں موافق فرمان
حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم من قال لاخیه یا کافر
فقد باء به احدهما ان کان کما قال والا رجع علی من قال ہکذا فی
الحدیث وشروحہ وحواشیہ۔

دلیل ایک سو اٹھ (۱۷۸) ۔ اخرج الامام احمد والحکیم الترمذی
فی نوادر الاصول عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان اعمالکم تعرض علی اقاربکم وعشائرکم
من الاموات فان کان خیرا استبشروا به وان کان غیر
ذلک قالوا اللهم لا تمتهم حتی تهدیهم کما هدیتنا۔ واخرجه
الطیالسی عن جابر بن عبداللہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہکذا ان اعمالکم تعرض علی عشائرکم واقربائکم فی قبورهم فان کان خیرا
استبشروا به وان کان غیر ذلک قالوا اللهم الهمهم ان یعملوا بطاعتک
واخرج ابن المبارک وابن ابی الدنیا عن ابی ایوب قال تعرض اعمالکم علی الموتی فان
رأوا حسنا فرحوا واستبشروا وان رأوا سوءًا قالوا اللهم راجع به
ترجمہ فرمایا جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

تمہارے اعمال تمہاری قرابتوں اور قبیلوں پر جو مر گئے ہیں قبر میں پیش کیے
جاتے ہیں اگر بہتر ہوتے ہیں تو وہ اس سے خوش ہوتے ہیں
اور اگر بد اعمال ہوتے ہیں تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ
اللہ تعالیٰ انہیں مت ماریو یہانتک کہ ان کو ہدایت کرے تو نیک
اعمال کی جیسا کہ تو نے ہدایت کی ہم کو اے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں
اپنی طاعت کے عمل کا شوق ڈال اے اللہ تعالیٰ ان پر رجوع برحمت کر۔

دلیل ایک سو انہتر (۱۶۹) ۔ اخرج الامام احمد والحکیم الترمذی وابن
ابی الدنیا۔ عن ابراھیم بن میسرۃ قال غزا ابو ایوب القسطنطنیۃ
فمر بقاصٍ وھو یقول اذا عمل العبد العمل فی صدر النھار عرض
علی معارفہ اذا امسی من اھل الاٰخرۃ واذا عمل العمل فی آخر النھار
عرض علی معارفہ اذا اصبح من اھل الاٰخرۃ فقال ابو ایوب
انظر ما تقول قال واللہ انہ لکما اقول فقال ابو ایوب اللھم
انی اعوذبک ان تفضحنی عند عبادۃ بن الصامت وسعد بن عبادۃ
بما عملت بعدھم فقال القاص واللہ لا یکتب اللہ ولایتہ لعبد
الا ستر عورتہ واثنی علیہ باحسن عملہ۔ ترجمہ حضرت ابو ایوب
انصاری رضی اللہ عنہ جو بڑے جلیل القدر صحابی ہیں رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کے قسطنطنیہ کے جہاد میں تشریف لے گئے ایک واعظ
کیطرف ان کا گذر ہوا سنا کہ وہ کہتے تھے بندہ جو اول روز میں
عمل کرتا ہے وہ آخرت والوں پر جو اس کے آشنا اور جان پہچان والے

حدیث چورانوے

ہیں شام کو پیش کیا جاتا ہے اور جو آخرہ دن میں عمل کرتا ہے۔ صبح کو
ان کے سامنے اسکی پیشی ہوتی ہے حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ
نے فرمایا دیکھو کیا کہتے ہو کہا خدا کی قسم جو میں کہتا ہوں وہ سچا کلام
اور واقعی ہے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمودہ ایسا ہی ہے
حضرت ابوایوب نے فرمایا اللہ تعالی میں تیری ذات کیساتھ پناہ
مانگتا ہوں اسبات سے کہ تو مجھے فضیحت اور رسوا کرے عبادہ بن
صامت اور سعد بن عبادہ کے سامنے اس عمل سے جو میں نے انکے
بعد کئے پھر ان واعظ نے فرمایا کہ قسم ہے اللہ تعالی کی اللہ تعالی
جسکو اپنی ولایت لکھ دیتا ہے اور اپنا ولی بناتا ہے تو اس کے عیبونکو
چھپاتا ہے اور اس کے نیک عمل کیساتھ اسپر ثنا کرتا ہے اور شہرت
دیتا ہے یعنی آپ بوجہ صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور
حضور کی عنایتوں کے سبب اللہ تعالی کے مقبول اولیاء میں سے
ہیں آپ کو اللہ تعالی رسوا اور فضیحت نہ کرے گا اپنے ہمچشموں اور
یاروں میں۔

دلیل ایک سو ستر اخرج الحکیم الترمذی فی نوادر الاصول عن
عبد الغفور بن عبد العزیز عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تعرض الاعمال یوم الاثنین والخمیس علی اللہ
عزوجل وتعرض علی الانبیاء وعلی الآباء والامہات یوم الجمعۃ
فیفرحون بحسناتہم وتزداد وجوہہم بیاضاً واشراقاً فاتقوا اللہ

صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت ابوایوب کے بارے میں

[illegible]

ولا تؤذوا امواتكم واخرج البیہقی فی شعب الایمان عن النعمان بن بشیر سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اللہ فی اخوانکم من اہل القبور فان اعمالکم تعرض علیہم واخرج ابن المبارک والاصبہانی عن ابی الدرداء قال ان اعمالکم تعرض علی موتاکم فیسرون ویساءون یعنی تمہارے اعمال اللہ تعالی کے روبرو پیش کئے جاتے ہیں ہفتہ میں دو دن دوشنبہ اور جمعرات اور انبیاء علیہم السلام اور ماں باپوں کے سامنے پیش کئے جاتے ہیں جمعہ کے دن تو وہ نیکیاں دیکھکر خوش ہوتے ہیں اور ان کے منہ خوشی سے دمکتے اور چمکتے ہیں تو اللہ تعالی سے ڈرو اپنے مردوں کو ایذا مت پہنچاؤ برے اعمال ان کو دیکھا کر۔

دلیل ایک سو اکہتر - اخرج ابن ابی الدنیا والاصبہانی فی الترغیب عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تفضحوا امواتکم بسیأت اعمالکم فانہا تعرض علی اولیاءکم من اہل القبور - واخرج ابن ابی الدنیا وابن مندہ وابن عساکر عن احمد بن عبد اللہ بن ابی الحواری قال حدثنی اخی محمد بن عبد اللہ قال دخل عباد الخواص علی ابراہیم بن صالح الہاشمی وہو امیر فلسطین فقال لہ ابراہیم عظنی فقال بلغنی ان اعمال الاحیاء تعرض علی اقاربہم من الموتی فانظر ما تعرض علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عملک ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بد اعمالوں سے اپنے

حدیث اکہاسی ونواسی

مردوں کو رسوا و فضیحت مت کرو تمہارے اعمال تمہارے اولیا پر جو اہل قبور سے ہیں پیش کیے جاتے ہیں حضرت عباد خواص رضی اللہ عنہ ابراہیم بن صالح ہاشمی کے پاس گئے جو فلسطین کے حاکم تھے ابراہیم نے عباد سے عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجیے فرمایا حدیث شریف میں وارد ہے کہ زندوں کے سب اعمال ان کے اقربا پر جو مردے ہیں پیش کیے جاتے ہیں پس تجھکو اس میں سوچ اور فکر چاہیے کہ تو اپنے کیسے عمل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کراتا ہے ان حدیثوں سے واضح ہوا کہ انبیا علیہم السلام اور اولیاء کرام اور ماں باپ اور قریب رشتہ دار اور یار و آشنا و دوست مومنین صالحین کے روبرو اعمال زندوں کے پیش ہوتے ہیں تو وہ برے عمل سے محزون و مغموم ہوتے ہیں اور ان کے واسطے دعائیں کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انکو توفیق نیک عمل کی دے اور اپنی رضامندی عطا فرمائے پس جب کوئی شخص مخلص یا حاجتمند بقصد زیارت باعتقاد قبولیت دعاے انبیاء و بزرگان مقبولین اولیاء یا باستغاثہ مزار اقدس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو یا کسی ولی کے اولیاء اللہ سے مانند حضرت غوث اعظم قطب عالم قدس سرہ کے مثلاً تو یہ حاضری بالضرور اس کے اعمال کیساتھ پیش ہوگی پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یا وہ بزرگ اس مخلص معتقد کے شوق زیارت یا حاجتمندی کا ملاحظہ فرمائینگے تو کسقدر عنایت اسکے حال پر انکی طرف سے مبذول ہوگی جب غائبانہ وہ عموماً دعا فرماتے ہیں تو اس خصوصیت پر بطریق اولیٰ اور توجہ خاص متوجہ ضرور ہونگی اور جب وہ اسطرح متوجہ ہوئے تو خواہ یہ شخص معتقد مخلص حاضر بارگاہ عالم پناہ گنہگار رہا

نیکو کار بہر حال اس حاضری سے بہرہ مند اور فیضیاب ہوگا یا اس کے مدارج قرب بڑھیں گے یا توفیق توبہ وطاعت نصیب ہوگی اور جب یہ حاضری مزارات پر بسبب قرب الٰہی اور توفیق توبہ وطاعت اور خوشنودی حضرت رسالت پناہی اور دوسرے مقبولوں کی باعث ہوئی تو پھر اس کے استحباب اور جواز میں کوئی تردد اور کلام نہ رہا۔ ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور۔

دلیل ایک سو بہتر اخرج ابو الشیخ ابن حبان فی کتاب الوصایا عن قیس بن قبیصۃ مرفوعاً من لم یوص لم یؤذن لہ فی الکلام مع الموتی قیل یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھل تتکلم الموتی قال نعم ویتزاورون۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص وصیت کرکے نہ مرے گا اس کو کلام کرنے کی اجازت نہ ہوگی مردوں کیساتھ پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا مردے کلام کرتے ہیں فرمایا ہاں اور (یعنی صحابہ نے) آپس میں وہ ایک دوسرے کی زیارت اور ملاقات کرتے ہیں وعن جابر مرفوعاً من مات غیر وصیۃ لم یؤذن لہ فی الکلام الی یوم القیامۃ قالوا یا رسول اللہ ویتکلمون قبل یوم القیمۃ قال نعم ویزور بعضھم بعضاً واخرج الدیلمی عن انس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت فی المنام امرأتین واحدۃ تتکلم والاخری لا تتکلم کلتاھما من اھل الجنۃ فقلت لھا انت تتکلمین وھذہ لا تتکلم فقالت اما انا فاوصیت وھذہ

حدیث قیس

حدیث جابر انس

ماتت بلا وصیۃ فلا تتکلم الی یوم القیمۃ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں نے خواب میں دو عورتیں دیکھیں ایک تو کلام کرتی تھی اور دوسری بول نہیں سکتی تھی اور دونوں جنتی تھیں میں نے اس سے پوچھا کہ تو باتیں کرتی ہے اور یہ نہیں بولتی اسکی کیا وجہ اس نے کہا میں وصیت کرکے مری تھی اور یہ بے وصیت کئے مری تھی اسواسطے یہ قیامت تک بات نہیں کرسکے گی واخرج

ابن ابی الدنیا عن رجل من اہل البصرۃ کان یحفر القبور قال حفرت قبراً ذات یوم ووضعت راسی قریباً منہ فاتتنی امراتان فی منامی فقالت احداہما یا عبد اللہ انشدتک باللہ الاصرفت عنا ہذا المراۃ ولم تجاورنا فاستیقظت فزعا فاذا بجنازۃ امراۃ قد جی بہا قلت القبر ورائکم فصرفتہم الی غیر القبر فلما کان اللیل اذا انا بالمراتین تقول لی احداہما جزاک اللہ عنا خیرا فلقد صرفت عنا شراً طویلا قلت ما بال صاحبتک لا تتکلمنی کما کلمتنی انت قالت ہذہ ماتت من وصیۃ وحق لمن مات عن غیر وصیۃ ان لا یتکلم الی یوم القیامۃ احادیث سابقہ اور حکایات لاحقہ سے ثابت ہو چکا کہ جو شخص وصیت کرکے مریگا وہ مردوں زندوں دونوں سے کلام کرسکتا ہے اسے بات کرنیکی مردوں کے ساتھ اور زندوں کے ساتھ اجازت ہوتی ہے حق تعالی کی طرف سے اور مردے جسطرح آپس میں ایک دوسرے سے باذن اللہ ملاقات بات کرتے ہیں اسیطرح زندوں سے ملاقات اور باتیں کرتے ہیں چنانچہ دونوں عورتیں

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خواب میں آئیں انمیں حضور سے ایک نے بات کی اور حضور نے اس سے بات کی اور اسیطرح ان بزرگ سے جو قبریں کھودا کرتے اہل بصرہ میں سے اس عورت کا قبر میں سے بات کرنا جس کے قریب یہ قبر کھود رہے تھے کہ مجھے اس عورت کے شر سے بچاؤ جو بے وصیت مری ہے اور ان بزرگ نے جب آنکھ کھولی اور ایک عورت کا جنازہ سامنے سے آیا انہوں نے موافق کہنے اس عورت کے جس نے انسے خواب میں وہ بات کی تھی اہالیان جنازہ کو اس قبر سے پھیر دیا اور دوسری قبر جو اس سے دور اور پیچھے تھی وہاں اسے دفن کرا دیا پھر رات میں دونوں عورتیں انکے خواب میں آئیں اور جو عورت وصیت کر مری تھی اس نے اپنا ماجرا بیان کیا اور ان بزرگ کی شکر گزار ہوئی اور انکو دعا دی کہ خدائے تعالی تمھیں جزائی خیر دے کہ مجھے بڑے شر سے بچایا یعنی پڑوس سے ایسی عورت کے جو بے وصیت مر گئی تھی اور بات نہیں کر سکتی تھی پس اگر مردوں کو ادراک اور شعور زندوں اور مردونکا اور اپنے خیر و شر اور دوسرونکی بھلائی برائی کا نہ ہوتا اور زندوں مردوں سے ملاقات بات نہیں کر سکتے تو یہ باتیں کیونکر ہوتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیوں فرماتے کہ وہ ملاقاتیں اور باتیں کرتے ہیں اس سے مبرہن ہوا کہ زندگی اور مردگی میں درباب ادراک و شعور اور ملاقات

وہاں کچھ فرق نہیں سوائے ایک حجاب ظاہر کے جو ظاہرا وہ ہم سے مخفی اور محجب ہیں سو اہل اللہ کے ساتھ ان کو یہ احتجاب و اختفا بھی نہیں ہے صرف نظر عوام سے ان کو حجاب و خفا ہے ورنہ زندوں سے ان کا ادراک اور احساس بڑھا ہوا ہے اور ان کی توجہ اور التفات اور ملاقات وہاں جسطرح مردوں سے اور مردوں کیطرف ہے اسیطرح زندوں سے اور زندوں کی طرف ہے۔

دلیل ایک سو تہتر [۱۷۳] اخرج سعید بن منصور فی سننہ وابن جریر الطبری فی کتاب الادب لہ عن فی المغیرۃ بن عبد الرحمن قال لقی سلمان الفارسی عبد اللہ بن سلام فقال ان مت قبلی فاخبرنی بما تلقی وان مت قبلک اخبرتک بما القی قال وکیف وقد مت قال ان الروح اذا خرج من الجسد کان بین السماء والارض حتی یرجع الی جسدہ فقضی ان سلمان مات فرآہ عبد اللہ بن سلام فی المنام فقال اخبرنی ای شیئ وجدتہ افضل قال رأیت للتوکل شیئا عجیبا۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عبداللہ بن سلام رضؓ سے ملاقات ہوئی انہوں نے حضرت عبداللہ سے فرمایا اگر تم مجھ سے پہلے مرو تو اپنے ماجرے کی ہمیں خبر دیجو اور اگر میں تم سے پہلے مروں تو اپنی سرگذشت کی تمہیں آکر اطلاع دوں گا۔ انہوں نے کہا مرنے پر ایسا ہو سکتا ہے؟ فرمایا مرنے کے بعد صالح مردے کو اجازت ہوتی ہے جہاں چاہتا ہے زمین و آسمان سے وہاں پھرتا ہے

اتفاقاً حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا انتقال پہلے ہوا وہ حضرت عبد اللہ
بن سلام کے پاس حسب وعدہ آئے انہوں نے پوچھا کس چیز کو افضل
اور بہتر پایا تمنے۔ فرمایا توکل عجب چیز ہے اس کے عجائب مرتبے اور
فضائل ہیں شواہد النبوۃ میں حضرت مولانا جامی قدس سرہ السامی
اس حدیث کو ادا خذا ور طریق سے نقل فرماتے ہیں تبرکاً حوالہ قلم ہے
سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وے از اصفہان بودہ است
کنیت وے ابو عبد اللہ است امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ ویرا والی
مدائن ساخت و در وقت خلافت عثمان رضی اللہ عنہ در مدائن وفات
کرد۔ قال اہل العلم بالسیر کان سلمان من المعمرین ادرک وصی عیسیٰ
بن مریم علیہما السلام وعاش مائتین وخمسۃ سنۃ ویقال اکثر از انس
بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کنند کہ گفت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم صہیب سابق الروم وسلمان سابق ورسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم در روز خندق در حق وے فرمودہ است کہ سلمان
منا اہل البیت چوں وفات وے نزدیک رسید خاتون خودرا
گفت کہ مقدار مشک واشتے چہ کردی آنرا در آب کن وبرہم زن
وآن آب را در حوالی سر من بپاش کہ حالا قومے خواہند آمد کہ نہ از انس
یعنی از ملائکہ وارواح مقربین ۱۲
اند ونہ از جن خاتون وے گفتہ است کہ چوں آنچہ فرمود بجائے آوردم
وبیرون رفتم از درون خانہ آواز آمد کہ السلام علیک یا ولی اللہ
السلام علیک یا صاحب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

چوں در آمدم دیدم کہ روح وے مفارقت کردہ است و بر روی فراش خود
چناں خفتہ است کہ گویا درخوابست سعید بن مسیب از عبداللہ بن سلام
رضی اللہ عنہ روایت کردہ است کہ وے گفتہ کہ روزے سلمان رضی اللہ
عنہ با من گفت اے برادر من ہر کدام از ما کہ بیشتر وفات کند می باید
کہ خود را در خواب فرا آن دیگرے نماید من گفتم ایں می تواند بود مردہ را
اختیار آن ہست کہ خود را در خواب فرا آن دیگرے نماید فرمود کہ
آرے روحِ بندۂ مومن سیر گذار است ہر جا کہ می خواہد از زمین می رود
و روح کافراں در سجین محبوس است بعد ازاں چوں سلمان رضی اللہ
عنہ وفات کرد روزے در میان روز قیلولہ میکردم چوں چشم من گرم شد
ناگاہ دیدم کہ سلمان رضی اللہ عنہ آمد و گفت السلام علیکم و رحمۃ
اللہ و برکاتہ من گفتم وعلیکم السلام و رحمۃ اللہ یا اباعبداللہ
کیف وجدت منزلک قال خیراً وعلیک بالتوکل فنعم الشی
التوکل ردوہ ثلاث مرات انتہی۔

حدیث چورانوے

دلیل ایک سو چوہتر۔ اخرج ابن المبارک

فی الزہد والحکیم الترمذی فی نوادر الاصول وابن ابی الدنیا وابن مندۃ
عن سعید بن المسیب۔ عن سلمان قال ان ارواح المومنین فی
برزخ من الارض تذہب حیث شاءت ونفس الکافر فی

حدیث پچانوے

سجین واخرج الحکیم الترمذی ایضاً عن سلمان رضی اللہ
عنہ قال ان ارواح المومنین تذہب فی برزخ من الارض

حیث شاءت بین السماء والارض حتی یردھا اللہ الی اجسادھا۔

واخرج ابن ابی الدنیا عن مالک بن انس قال بلغنی ان

ارواح المومنین مرسلۃ تذھب حیث شاءت ترجمہ تحقیق مردے

ایمان والوں کی روحیں چھوڑ دی گئیں ہیں جہاں چاہے پھرتی

ہیں۔

دلیل ایک سوپچہتر[۱۷۵] - اخرج ابن ابی الدنیا وابن الجوزی

فی کتاب عیون الحکایات بسندہ عن شہر بن حوشب ان الصعب بن

جثامۃ وعوف بن مالک کانا متواخیین فقال الصعب لعوف ای اخی

ایّنا مات قبل صاحبہ فلیتراٰی لہ قال اویکون قال نعم فمات

الصعبؓ فراٰہ عوفؓ فی المنام فقال ما فعل بک قال غفرلی بعد

المشاق قال ورأیت لمعۃ سوداء فی عنقہ قلت ما ھذہ

قال عشرۃ دنانیر استلفتُھا من فلان الیھودی فھن فی قرنی

فاعطوہ ایاہ واعلم انہ لم یحدث فی اھلی حدث بعد

موتی الا قد لحق بی خبرہ حتی ھرۃ مات منذ ایام۔ واعلم ان

بنتی تموت الی ستۃ ایام فاستوصوا بھا معروفا قال عوف

فلما اصبحت اتیت اھلہ فنظرت الی القرن (وھو بالقاف حرکا

جعبۃ النشاب) فانزلتہ فاذا فیہ عشرۃ دنانیر فی صرۃ

فبعثت الی الیھودی فقلت ھل کان لک علی صعب شئی قال

رحم اللہ صعبا کان من خیار اصحاب رسول اللہ صلی اللہ

حیث چھاپو

علیہ وسلم اسلفنہ عشرۃ دنانیر دفنید تہا الیہ فقال ھی و اللہ

باعیا نہا فقلت ھل حدث فیکم بعد موت صعب قالوا

نعم حدث فینا کذا وکذا فما تروا لوایذ کر دن حتی ذکروا

موت الھرۃ قلت این ابنۃ اخی قال تلعب فاتیت بھا

فمسستہا فاذا ھی محمومۃ فقلت استوصوا بہا معروفا فماتت

لستۃ ایام ترجمہ حضرات صعب بن جثامہ اور عوف بن مالک

رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے درمیان یارانہ اور بھائی چارہ تھا حضرت

صعب نے عوف سے کہا کہ بھائی ہم میں سے جو پہلے مرے تو چاہئے کہ

دوسرے سے ملاقات کرے عوف نے کہا یہ ہو سکتا ہے صعب نے

کہا ہو سکتا ہے اتفاقاً صعب کا پہلے انتقال ہوا تو عوف سے

انہوں نے خواب میں آکر ملاقات کی عوف نے ان سے پوچھا

کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے ساتھ کیا معاملہ کیا فرمایا مغفرت

فرمائی مشقت کے بعد عوف کہتے ہیں میں نے صعب کے

گلے میں ایک کالا ٹیکا دیکھا اس کا سبب پوچھا تو انہوں نے کہا کہ

یہ داغ ہے دس اشرفیوں کا جو میں نے فلانے یہودی سے

قرض لئے تھے اور وہ اشرفیاں میرے ترکش میں رکھی ہوئی ہیں تم

انہیں اس یہودی کو دیدو اور جانلو تم کہ جتنے واقعات اور حوادث

میرے مرنیکے بعد میرے گھر واقع ہوئے اور ہوتے ہیں اور

آئندہ کو ہونگے ان سب کی مجھے خبر ہے یہانتک کہ میرے گھر کی بلی

جو کئی دن ہوئے اسکو مرے ہوئے اسکی بے مجھے اطلاع ہے اور جانلو کہ میری بیٹی چھ دن میں مرے گی اسکی خاطر بات زیادہ کرنا۔ حضرت عوف فرماتے ہیں کہ صبح ہوتے ہی میں حضرت صعب کے گھر پہنچا اور ان کا ترکش منگاکر جو دیکھا اور اسے لوٹا تو ایک ہمیانی اسکے اندر سے نکلی جس میں دس اشرفیاں تھیں میں نے اس یہودی کو بلا بھیجا جب وہ آیا میں نے اس سے پوچھا کہ صعب پر کچھ تیرا قرض تھا اس نے کہا خدائے تعالیٰ رحم کرے صعب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں اچھے اور بہتر صحابی تھے انہوں نے مجھ سے دس اشرفیاں قرض لی تھیں تب میں نے وہ اشرفیاں اس کے آگے پھینک دیں اس نے دیکھکر کہا واللہ بعینہا یہی تھیں میں نے گھر والوں سے پوچھا کہ صعب کے انتقال کے بعد کیا کوئی حادثہ واقع ہوا ہے انہوں نے تمام واقعات بیان کیے کہ فلاں فلاں حادثہ واقع ہوا حتیٰ کہ بلی کا مرنا بھی بیان کیا میں نے پوچھا کہ میری بھتیجی کہاں ہے بولے کھیل رہی ہے اسے بلواکر دیکھا تو اسے بخار تھا میں نے ان سے کہا اسکی خاطر بات اچھی طرح کیجیو آخر چھ دن بعد وہ مرگئی اسی کے قریب قریب صعب کے بھائی جن کا نام محلم تھا ان کا واقعہ ہے کہ عوف نے ان سے کہا تھا کہ جب تم مرو تو مجھے عالم برزخ کی خبر دیجیو اور مجھ سے آکر ملاقات کیجیو اور محلم نے کہا تھا اچھا اگر خدا نے مجھے ایسا کیا تو آؤنگا جب

وہ مر گئے عوف کے خواب میں آئے عوف نے ماجرا برزخ کا
اور حق تعالیٰ کا معاملہ ان سے پوچھا انہوں نے کہا تمام عملوں کا ہمیں
اجر ملا حتیٰ کہ ایک بلی جو میرے مرنے سے ایک دن پہلے گم گئی تھی
اور اس کا مجھے رنج ہوا تھا اس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ نے پورا دیا
عوف نے جب صبح کو خواب سے اٹھکر ان کے گھر جا کر جو تحقیق کی
تو ایسا ہی پایا ان کی بی بی نے سب بیان کیا کما اخرجہ ابن المبارک
فی الزہد۔

دلیل ایک سو چہتر۔ اخرج ابن حبان فی کتاب الوصایا
والحاکم فی المستدرک والبیہقی فی الدلائل وابو نعیم کلاہما عن عطاء الخراسانی

قال حدثتنی ابنۃ ثابت بن قیس بن شماس ان ثابتا قتل یوم الیمامۃ
وعلیہ درع نفیسۃ فمر بہ رجل من المسلمین فاخذھا فبینما رجل
من المسلمین نائم اذ اتاہ ثابت فی منامہ فقال اوصیک بوصیۃ
فایاک ان تقول ھذا حلم فتضیعہ انی قتلت امس فمر بی رجل
من المسلمین فاخذ درعی ومنزلہ فی اقصی الناس وعند خبائہ فرس
یستن[1] فی طولہ وقد کفأ علی الدرع برمۃ وفوق البرمۃ رجل
فأت خالد بن الولید فمرہ ان یبعث الی درعی فیاخذھا واذا

[1] استن الفرس قمص والطول بکسر الطاء وفتح الواو الحبل الذی یطول للدابۃ فترعی
فیہ کذا فی الصحاح ۱۲ قطب الدین احمد عفی عنہ مصحح مجلس اشاعۃ العلوم

(حاشیہ بخط دست:) حدیث ثابت کو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ جاری رکھنا ... وصیت پر ... وصیت کی حالانکہ بعد مرنے کے کسی وصیت کا نفاذ نہیں ہو سکتا۔

قدمت المدینہ علی خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی ابابکر الصدیق رضی اللہ عنہ فقل لہ ان علی من الدین کذا و فلان

من رفیقی عتیق و فلان فاتی الرجل خالد اخبرہ نبعث الی الدرع

فاتی بہا وحدث ابابکر الصدیق برؤیاہ فاجاز وصیتہ قال

ولا نعلم احداً اُجیزت وصیتہ بعد موتہ غیر ثابت بن قیس

سبحان اللہ مردوں کا زندوں سے ملاقات کرنا اور انکی وصیت اور خلیفہ راشد اور سپہ سالار فوج اسلام کا اس وصیت کو نافذ فرمانا کتنی بڑی دلیل واضح اور برہان لائح ہے مردوں کی صحت ادراک اور شعور اور واقعات کی خبرداری کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو بعد رحلت خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین اور مشائخ کرام اور اولیائے عظام کے ساتھ مواسات فرمایا ہے اور اور اپنے شرف لقاسے ان کو مشرف کرکے ان کو عطایا اور ہدایا اور مقاصد دارین ظاہراً و باطناً اور بشارات عطا فرمائے ہیں وہ بے حد و نہایت اور لا تعد و لا تحصی ہیں اور کتب سیر میں مرقوم ہیں اور کچھ سابقاً میں لکھ چکا ہوں اور آئندہ بھی اقوال کے ضمن میں کچھ لکھوں گا اگر چاہا اللہ تعالیٰ نے۔

دلیل ایک سو تہتر۔ اخرج الحاکم فی المستدرک والبیہقی

فی دلائل النبوۃ عن ابن عمرؓ ان عثمان رضی اللہ عنہ اصبح فحدث

فقال انی رأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم اللیلۃ فی المنام

ف عثمانؓ

فقال یا عثمان افطر عندنا فاصبح عثمان صائما فقتل من یومہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جس دن شہید ہوئے اسکی شب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا حضور نے فرمایا کہ اے عثمان ہمارے پاس آکر افطار کرو صبح کو جو حضرت عثمان رضؓ اٹھے تو ان کا روزہ تھا اسیدن انکی شہادت ہوئی واخرج الحاکم والبیہقی فی الدلائل عن سلمی قالت دخلت علی ام سلمۃ وھی تبکی فقلت ما یبکیک قالت رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام یعنی وعلی راسہ ولحیتہ التراب فقلت مالک یا رسول اللہ قال شہدت قتل الحسینؓ آنفا سلمی فرماتی ہیں میں خدمتمیں حضرت ام سلمہ کے حاضر ہوئی ان کو روتے ہوئے پایا عرض کیا آپ کیوں روتی ہیں فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں روتے ہوئے دیکھا اور حضور کا سر مبارک اور داڑھی مبارک غبار آلودتھی میں نے حال پوچھا تو فرمایا کہ میں حسین کی شہادت میں ابھی گیا تھا اس سے ثابت ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ والتفات وخبر گیری اپنے متعلقین کی نسبت بدستور رہے اس باب میں حیات اور ممات دونوں مساوی ہیں اور یہی حال ہے حضور کے نائبین کا علیہم الرحمۃ والرضوان کما قدمر وسیاتی المزید انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور جب غائبانہ متعلقین پر یہ عنایت وتوجہات مبذول ہیں تو حاضرین آستانہ اقدس پر بطریق اولیٰ۔ ومن کان فی ہذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ

غبار ۱۲

واضل سبیلا واعلموا انی کل مانقلت الی ہنا من الاحادیث والآثار والحکایات

فمن شرح الصدور للامام العلامۃ المحقق السیوطی رحمۃ اللہ علیہ۔

دلیل ایک سواٹھتر بشری الکئیب بلقاء الحبیب میں علامہ محقق

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے اخرج ابن المبارک فی الزہد والطبرانی

سویں حدیث

فی الکبیر عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم

قال الدنیا سجن المومن فاذا فارق الدنیا فارق السجن دنیا مومن کا قید خانہ ہے

جب دنیا سے چھوٹا تو قید خانہ سے چھوٹ گیا اس مضمون کی شرح

وتفسیر آئندہ کے روایات ہیں واخرج ابن المبارک عن عبد اللہ

بن عمرو قال الدنیا جنۃ الکافر وسجن المومن وانما مثل المومن حین

تخرج نفسہ کمثل رجل کان فی سجن فاخرج منہ فجعل یتقلب فی الارض

ویتفسح فیہا ترجمہ دنیا کافر کی جنت ہے اور مومن کا قید خانہ ہے

مومن کی مثال اس کے مرنے پر ایسی ہے جیسے ایک شخص قید خانہ

میں بند تھا پھر اس سے نکالدیا گیا تو جہاں چاہتا ہے زمین میں پھرتا ہے

بے روک ٹوک سب جگہ سیر کرتا ہے واخرج ابن ابی شیبۃ

فی المصنف عن عبد اللہ بن عمرو قال الدنیا سجن المومن فاذا مات

یخلی سربہ یسرح حیث یشاء ترجمہ دنیا مومن کا قید خانہ ہے

جب مرا قید سے چھوٹ گیا پھر جہاں چاہے سیر کرتا پھرتا ہے۔

واخرج احمد بن حنبل فی مسندہ وسعید بن منصور فی سننہ بسند صحیح

عن محمود بن لبید ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال یکرہ ابن آدم

الموت والموت خیر له من الفتنة ترجمہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آدم زاد موت کو مکروہ جانتا ہے حالانکہ موت اسکے لیے بہتر ہے کہ تمام فتنے اور آفات سے چھوٹ جاتا ہے یعنی قید خانہ دنیا میں جو تعلقات مانعہ اور علائق شغلہ ہیں اس سے آرام وراحت پاتا ہے جیسا کہ دوسری روایت میں مستریح ومستراح وارد ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں ہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الموت غنیمة المومن رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے فرمایا موت مومن کی غنیمت ہے عبداللہ بن مسعود رض کی روایت میں ہے الموت تحفة لکل مسلم موت مومن کا تحفہ ہے اسپر دلیل کہ موت مومن کے لئے بہتر ہے کلام حق تعالیٰ کا ہی وما عند اللہ خیر للابرار کما اخرج ابن سعید بن منصور فی سننہ وابن جریر فی تفسیرہ عن ابی الدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال ما من مومن الا والموت خیر له فمن لم یصدقنی فان اللہ یقول وما عند اللہ خیر للابرار نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللھم حبب الموت الی من یعلم انی رسولك اور حضرت انس رض سے فرمایا ان حفظت وصیتی فلا یکون شئی احب الیك من الموت حضرت عبید اللہ نے حضرت مکحول سے کہا اتحب الجنة جنت کو دوست رکھتے ہو انہوں نے فرمایا ومن لا یحب الجنة جنت کو کون شخص دوست نہیں رکھتا کہا فاحب الموت فانك لن تری الجنة

حتی تموت۔ تو موت کو دوست رکھو اس لئے کہ تم جنت کو بے مرے
نہیں دیکھ سکتے حیان بن اسود فرماتے ہیں الموت خیر یوصل
الحبیب الی الحبیب موت ایسی بہتر چیز ہے کہ دوست کو دوست کے
پاس پہنچاتی ہے دوست کو دوست سے ملاتی ہے جب عامہ
مومنین کا یہ حال ہے تو خواص کا کیا پوچھنا ابن ابی شیبہ اور حاکم اور
بیہقی کی روایت میں ہے۔ اذا استیلقت نفس عبد المؤمن جاء
ملك الموت فقال السلام علیك یا ولی اللہ اللہ یقرئك السلام
ثم قرأ هذه الآیة الذین تتوفاهم الملائکة طیبین یقولون
سلام علیکم اسیطرح قول اللہ تعالیٰ کا لهم البشری فی الحیوة
الدنیا وفی الآخرة اور قول اللہ تعالیٰ کا ان الذین قالوا ربنا اللہ
ثم استقاموا تتنزل علیهم الملائکة ان لا تخافوا ولا تحزنوا
وابشروا بالجنة التی کنتم توعدون اور قولہ تعالیٰ تحیتهم یوم
یلقونه سلام اور یا ایتها النفس المطمئنة ارجعی الی ربك راضیة
مرضیة اور سوا ان کے اور بہت سے آیات ہیں جنمیں خواص کیلئے
بشارت مذکور ہیں جنکی تفسیر اور تفصیل میں طول ہے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہیں ان روحی المومنین لیلتقیان مسیرة یوم
دو روحیں دو مومن کی ایک منزل سے ملاقات کرتی ہیں ام بشر کی
حدیث میں سابقاً لکھ چکا کہ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا هل تتعارف الموتی فارسل الی

بشر السلام قال نعم والذی نفسی بیدہٖ انھم یتعارفون
کما یتعارف الطیر فی رؤس الشجر وکان لا یھلک ھالک من
بنی سلمۃ الا جاءتہ ام بشر فقالت یا فلان علیک السلام فیقول
وعلیک فتقول اقرأ علی بشر السلام ترجمہ کیا مردے آپسمیں
جان پہچان رکھتے ہیں تاکہ میں اپنے بیٹے بشر کو جو مرگیا ہے کسی
مرنہار کی معرفت سلام بھیجوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
مردے آپسمیں تعارف اور ملاقات رکھتے ہیں قسم ہے اس ذات کی
جس کے قبضہ میں میری جان ہے بے شک وہ ایسا جان پہچان
آپسمیں رکھتے ہیں جیساکہ پرند درخت کی ٹہنی پر تعارف رکھتے ہیں تو جب
کوئی شخص بنی سلمہ کے قبیلہ کا مرنہار ہوتا یعنی مرض الموت اس کو
لاحق ہوتا تو ام بشر اس کے پاس جاتیں اور بعد سلام علیک کے
اس سے فرماتیں کہ میرا اسلام بشر سے کہدینا ۔

دلیل ایک سو اناسی ۔ [۱۷۹] مردے کا معاقب اور مثاب ہونا
قبر میں اور اذیت پانا اقوال وافعال احیار سے اور منتفع اور مستبشر
ہونا خیرات وصدقات اور جمیع وجوہ مبرات سے دلیل کامل ہے
مردوں کے بقائے ادراک اور شعور اور علم ساتھ ثواب اور عذاب
اور ہر موذی اور مبشر کے قبر میں جیسے زندگی میں اپنے گھر
اس کو حاصل تھا ورنہ متاذی اور منتفع ہونے کے کوئی معنی نہ ہونگے
اور جب مردے عموماً اور صالحین اور مشائخ اولیا خصوصاً ان سب

امور کے مدرک ہوئے تو جسطرح حالت حیات میں ان کا مرجع ہونا متعین تھا اور موجب فیض و برکت اسیطرح بعد وفات ان کی حضوری میں حاضری ضرور موجب فیضان و برکات اور حصول مرادات وحاجات دینیہ اور دنیویہ کی ہوگی بسبب باقی رہنے امداد اور تصرف اور توجہ کے طرف متعلقین کے علی حسب المراتب شرح الصدور باب تاذی المیت بما یبلغہ عن الاحیاء من القول فیہ والنہی عن سبہ واذاہ میں مسطور ہے اخرج الدیلمی - عن عائشۃ رضی اللہ عنہا ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان المیت یؤذیہ فی قبرہ ما یؤذیہ فی بیتہ یعنی فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ جس چیز سے آدمی کو اپنے گھر میں تکلیف اور ایذا ہوتی ہے اُس چیز سے قبر میں بھی اسے ایذا اور تکلیف ہوتی ہے مرنے کے بعد اور یہی وجہ ہے کہ مردوں کے حق میں سو قول اور سب وغیرہ سے نہی وارد ہے اور قول بالخیر کا امر - فتم الکلام وثبت المرام ذلک ما کنا نبغی فی ہذا المقام وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین الی یوم الدین -

تمت بالخیر

صحت نامہ عمران القلوب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۰	مولا	مولانا	۹۲	۵	فواعدہا	فوائدہا
۵	۶	ابدل للہ	ابدال اللہ	۹۸	۷	رواابن السنی	راہ ابن السنی
۶	۱۰	سیوطی نے	سیوطی نے	۱۰۷	۹	فرکنتنی	فرلفتتنی
۹	۳	والنصحة	والنصیحة	〃	〃	تبر	برّ
〃	۱۹	فی اریخہ	فی تاریخہ	۱۱۲	۱۱	بشریہ	بشیریہ
۱۶	۴	مرحوح	مرجوح	〃	۱۶	بیث	حیث
۳۱	۹	وودنہتم	دورنہتم	〃	۱۹	ہدیہ کہ	ہدیہ کہ میں
〃	۱۰	من جبث	من حیث	۱۱۳	۱	آوئیں	آویں
〃	۱۶	کدروی	کندوری	۱۱۸	۱۰	سیدالنساءاہل الجنۃ	سیدۃ النساءاہل الجنۃ
۷۵	۶	الکتب المعتبرہ	الکتب المعتبرہ	۱۱	۱۱	رکھی	رکھیں
۷۳	۸	تم اتی	ثم اتی	۱۴۶	۱۲	تابث	ثابت
〃	۱۳	نقال	فقال	۱۴۹	۱۰	جبتان	جنبتان
۷۷	۱۷	سنت میں	سنت میں	〃	〃	مبرقان	مبرورتان
۸۲	۱	آمادہ	آمدہ	۱۵۲	۱۶	آسان	آستان
۸۶	۳	درآمدادو	درامدادو	〃	۱۹	د	دہ
۹۰	۶	تعم	کے	۱۵۵	۳	محقیقین	محققین
۹۳	۶	تلذد	تلذذ	〃	۸	〃	〃

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۵۷	۱۹	روسه	روضته	۱۸۸	۱۱	دینا	دیتا
۱۵۸	۳	بقول	یقول	"	۱۲	کرنیوالی	کرنے والے
۱۵۹	۱۵	إذ ظلموا	إذ ظلموا	۱۹۳	۱۳	شعرہ	شعرة
۱۶۴	۴	رائرا	نہائشا	۱۹۶	۱۸	اخد	احد
"	"	لاتعله	لاتحملہ	۱۹۹	۲	اسحباب	استحباب
"	۲۰	نی	فی	۲۰۰	۳	ی	فی
"	۱۴	لدنته ا	لدنیه	۲۰۶	۳	اسلام	السلام
۱۶۵	۱۰	محبه	حجر	۲۱۰	۸	ثوما	توما
۱۶۷	۹	موصونا بالنجیل	موصوفا بالبخل	۲۱۲	۸	الدین	الذین
"	۱۴	الاتف	الانف	۲۱۳	۱۸	اضیب	اصیب
۱۶۸	۱۴	لاندخل	لاتدخل	۲۱۴	۱	عتمان	عثمان
۱۶۹	۱۸	بما	بما	۲۱۸	۸	نم	نعم
۱۷۰	۹	وسلم	وَسَلَّمَ	۲۲۰	۹	کالوا	کانوا
۱۷۱	۲	اورخیرہا	ودغیرہا	"	۱۲	قابوا	فابوا
"	۱۷	لمائلہ	ملائکہ	۲۲۱	۳	انته	ابنته
۱۷۴	۲	فیظر	فیظہر	"	۹	علیہا	علیہما
۱۷۹	۱۸	ہزالزمان	ہذا الزمان	"	۱۱	لشہد	لتشہد
۱۸۱	۱	وبہم	اوبہم	"	۱۳	معرفین	معروفین
۱۸۷	۲	عن اللہ	عن عبد اللہ	۲۲۳	۸	ڈلے گے	ڈالے گئے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۲۳	۱۹	قیتة	فتیة	۲۳۵	۱۲	اعطات	اصطفیت
〃	〃	الارض	ارض	〃	۱۹	حباءہ	خباءہ
۲۲۴	۳	عتق	عنق	۲۳۶	۱۹	اسکے اس کے	اس کے
۲۲۵	۳	ویمحك	ویحك	۲۳۷	۷	بطریق الاولی	بالطریق الاولی
〃	۷	عند هذا	انّ لهذا	〃	۱۶	المعبول	المقبول
۲۲۷	۴	عما قیل	عما قلیل	۲۳۸	۱۸	ونیا نہیں	دنیا میں
〃	۱۰	ابی عمر	ابن عمر	۲۳۹	۹	الحافظ	الحافظ
〃	۱۴	هردت	هررت	〃	۱۰	حدرا نہا	جدرانہا
〃	〃	مالقبور	بالقبور	۲۴۰	۴	حاثلة	حاسرتاة
۲۲۸	۴	ایک تیس	ایک سو تیس	۲۴۱	۸	کلی	کلی ہوگی
〃	۸	نیکیا	نیکیاں	〃	حاشیہ	یاد کریں گے	یاد کرائیں گے
۲۲۹	۴	ی بکر	الی بکر	۲۴۲	۱۶	پورا کردے	پورا کرادے
〃	۱۴	قبروں	خبروں	۲۴۴	۱۶	ابن قنم	ابن قیم
۲۳۰	۹	الجباتہ	الجبّانتہ	۲۴۵	۱۹	مانگے	مانگے
۲۳۱	۷	ابی التیاح	ابی التیّاح	۲۴۷	۳	عبد العزیر	عبد العزیز
۲۳۲	۷	فاسرک بک	فاسر بک	۲۴۹	۱۴	جیسا	جیسی
۲۳۳	۲	بنیّ	یا بُنَیَّ	۲۵۲	۳	منذول	مبذول
۲۳۴	۱۲	یحیی	یحیٰی	۲۵۳	۱	فلاکے	فلانے
۲۳۵	۲	ایک تالیس	ایک سو اکتالیس	〃	۱	کی ہے	کے ہیں

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۵۴	۷	فهوذالك	فهوذالك
۲۵۵	۱۷	عن شعیبی	عن شعبی
۲۵۷	۱	الومن	المؤمن
؍؍	۲	شدیدۃ	شدید
؍؍	۸	گقریہ	تقریہ
۲۵۸	۷	کوتوفیق	کی توفیق
؍؍	۱۱	وہ اسے	وہ اُس سے
؍؍	۱۵	بنی سلمہ	بنی سلمۃ
۲۶۰	۷	ستقبل	یستقبل
۲۶۴	۴	اخاثث	اخاثت
۲۶۷	۱	حتی	×
؍؍	؍؍	حرہ	حرۃ
۲۷۳	۱۷	نست	سخت
۲۷۴	۱۷	سراہ رہے	سرا رہے
۲۷۸	۱۸	بچھڑنے	بچھڑ گاہ
۲۸۲	۲	جبرئل	جبرئیل
؍؍	۲	بہا	بہار
؍؍	۱۱	تنا	سنی
؍؍	؍؍	آواز دیا	آواز دی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۲۸۴	۱۹	عزیر	عزیز
۲۸۵	۱	دوسرا آتا	دوسرا آتا
؍؍	۱۸	فیاتون	فیاتون
۲۸۶	۱۲	قدسنا	قدسنا
۲۸۷	۲	ارج	عرج
؍؍	حاشیہ	حضرت ساذ	حضرت سعاذ
۲۸۸	۳	کہحامنا	کہحامنا
؍؍	۴	راسح	راسخ
؍؍	۱۳	گیگئے	بیگئے
۲۹۲	۵	یستری	یستقی
۲۹۶	۱۷	انبیار کوئی	انبیار کو کوئی
۲۹۹	۱۹	تزاداد	تزداد
۳۰۳	۸	وصعت	وضعت
۳۰۸	حاشیہ	۲۰۸	۳۰۸
؍؍	۳	تحتق	تحقق
؍؍	۸	احی	اخی
۳۱۷	۲	لا یملک	لایملک

اعلان

دفتر اشاعۃ العلوم حیدرآباد میں بغرض افادت قومی کتب دینیہ طبع و شائع ہو رہے ہیں چنانچہ کتب مندرجہ نقشہ ذیل اصلی لاگت پر دفتر مجلس اشاعۃ العلوم واقع شبلی گنج اندرون مدرسہ نظامیہ حیدرآباد میں ملتے ہیں۔ اور کتب خانہ دائرۃ المعارف واقع چھتہ بازار میں بھی کتب مذکورہ موجود ہیں۔ جن علم دوست اصحاب کو خرید کرنا مطلوب ہو ہر دو جگہ سے خرید فرما سکتے ہیں۔

فہرست کتب طبع شدہ مجلس اشاعۃ العلوم مع حصر تعداد صفحات و قیمت بابتہ سنہ ۱۳۲۳ ف

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	فن	تعداد صفحات	قیمت	کیفیت
۱	خدا کی قدرت نظم اردو	حضرت مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ	استمداد اولیاء	۸	۴	مولوی مرم علی صاحب کے اشعار کی توضیح نسبت استمداد از اولیاء اللہ۔
۲	مقاصد الاسلام حصہ پنجم اردو	"	اخلاق	۱۷۶	۵ر	فقر و فقیری و تصوف و خلافت وجہ اولیٰ کا ثبوت۔
۳	" " حصہ ششم	"	"	۳۰۰	عہ	عبد اللہ بن سبا کے حالات و فتنہ شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے واقعات و ثبوت اتباع اولیاء اللہ اہل بیت رضوان اللہ علیہم سے نسبت تقویٰ و توجہ الی اللہ و توکل و یقین وغیرہ مختصر حالات خلفاء راشدین۔
۴	" " حصہ ہفتم	"	"	۱۸۴	صعہ	عجائب جسم انسانی کے طبی کے حالات طبیعت کے مباحث اور اسکے متعلق اختلاف دلائل ثبوت قیامت تجدد و امثال حی کا اتمام و اعظموں کو معجزہ اور کرامات بیان کرنیکی ضرورت

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	فن	تعداد صفحات	قیمت	کیفیت
۵	انوار اللہ الودود فی مسئلۃ وحدۃ الوجود	حضرت مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ	تصوف	۱۰	۲ر	وحدۃ الوجود کا دلائل عقلیہ سے ثبوت
۶	مکارم الحفظ اردو	مولوی حفیظ اللہ خان صاحب	فضیلت حفظ قرآن	۸۴	[illegible]	حفظ قرآن کے متعلق عمدہ نکات ولطائف وفضائل حفاظ
۷	حکمت بالغہ جلد اول	مولوی [illegible] صاحب چریاکوٹی		۲۸۰	[illegible]	قرآن کی کلام الٰہی ہونیکا ثبوت اور مخالفین کے شبہات کے جواب۔
۸	حکمت بالغہ جلد دوم	؍؍		۳۱۲	۸ر	؍؍
۹	حکمت بالغہ جلد سوم	؍؍		۱۲۰	۶ر	؍؍
۱۰	المسمع الاسمع عربی	؍؍	خطبہ	۲۰	۱ر	نہایت فصیح وبلیغ بے نقطہ عربی خطبہ
۱۱	سرمایۂ نجات	مولوی عبد الجلیل صاحب نعمانی	فقہ	۹۶	۳ر	مسائل ضروریہ دارکان اسلام مسائل [illegible] وصلوات
۱۲	نقشہ انوار الفرائض	مولوی فتح الدین صاحب [illegible]	فرائض		۳ر	[illegible] کی تقسیم مذہب اسلام و شاستر کے موافق
۱۳	نقشہائے فقہ اردو	مولوی عبید اللہ صاحب [illegible]	فقہ	۵ عدد	۲ر	وضو نماز کے فرائض وواجبات ومکروہات [illegible]
۱۴	خطبہ میلاد النبی اردو	مولوی سجاد مرزا بیگ صاحب	خطبہ	۴۴	۳ر	مختصر حالات پیدائش آنحضرت صلعم
۱۵	العروۃ الوثقیٰ عربی	مولوی سید غلام محمد برہان الدین صاحب	میلاد شریف	۱۷۴	۵ر	رویت در فضیلت رویت اور جواز محفل میلاد
۱۶	الوسیلۃ العظمیٰ عربی	؍؍	؍؍	۱۳۶	۴ر	جواز قیام وقت ذکر ولادت آنحضرت صلعم
۱۷	زاد السبیل الی دار الخلیل اردو	مولوی سعد اللہ صاحب	مناسک حج	۱۳۲	۲ر	مناسک حج وعمرہ وممنوعات ومکروہات احرام کا بیان
۱۸	العلم التجوید اردو	مولوی سلامت اللہ صاحب	تجوید	۴۴	[illegible]	قرأت قرآن مدلل ثبوت وقواعد تجوید کمال
۱۹	سخاوت الشرافت اردو	؍؍	فقہ	۴۰	[illegible]	آہستہ اور پکار کر ذکر کرنیکا ثبوت
۲۰	رفع الحجاب عن مسئلۃ الخضاب	؍؍	مسئلہ خضاب	۳۲	۲ر	کالا خضاب جائز ہونیکا ثبوت۔

نمبر شمار	نام کتاب	نام مصنف	فن	تعداد صفحات	قیمت	کیفیت
۲۱	شمار الشفی فی اثبات فضائل شعر رسول صلعم	مولوی سلامت اللہ صاحب	تبرکات آثار شریف	۷۰	۳ر	موئے مبارک و دیگر آثار شریفہ کی زیارت کا ثبوت
۲۲	سفرنامہ حرمین شریفین اردو	مولوی محی الدین حسین صاحب عطار دہلوی	سفرنامہ حج	۳۴۳	۱ر۲ر۳ر	حرمین شریفین و احکام حج و عمرہ و اسفار بحری و بری کے سہولت کے ہدایات
۲۳	احسن التوضیح فی مسئلۃ التراویح	مولوی مشتاق احمد صاحب انبیٹھوی	فقہ	۳۲	ار ۳ر	تراویح کی ۲۰ رکعت کا ثبوت با یراد ادلہ واضحہ
۲۴	تحقیق مسئلۃ الجوربین فارسی	"	"	۲۴	ار	پاتابوں پر مسح کرنیکی تحقیق
۲۵	ثبوت ذکر جہر اردو	"	"	۱۰	۲ر	بلند آواز سے ذکر کرنیکا ثبوت
۲۶	الدلیل الاظہر اردو	"	"	۱۰	۲ر	کلوخ استنجا کا ثبوت
۲۷	فیصلہ شاہ صاحب دہلوی اردو	"	تصوف	۲۶	ار	وحدۃ الوجود کے حق ہونے پر شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا مدلل فیصلہ۔
۲۸	تحفۃ السالکین اردو	"	سلوک	۲۴	ار	صوفیوں کے ذکر و شغل وغیرہ کی توضیح
۲۹	تفسیر سورہ اعلیٰ فارسی	"	تفسیر	۲۴	ار	سورہ اعلیٰ کی مفید تفسیر
۳۰	فتاوی نظامیہ جلد اول	مولوی رکن الدین صاحب مفتی مدرسہ نظامیہ	مسائل فقہ			
۳۱	اصطلاحات صوفیہ عربی	علامہ کمال الدین ابو الغنائم عبدالرزاق کاشی	تصوف	۱۶۸	[illegible]	صوفیوں کے نہایت مفید اصطلاحات
۳۲	خیر المواعظ جلد اول	مولانا محمد زماں خاں شہید	مواعظ و نصائح	۶۲۰	عہ	اوامر و نواہی صحیح حدیثوں سے بیان کئے گئے ہیں
۳۳	خیر المواعظ جلد ثانی	"	"		۲عہ	
۳۴	مذہب منصور	مولانا مولوی منصور علی خاں صاحب مدرس مدرسہ طبیہ آصفیہ	اتباع سنت	۳۴۴		ہدایت اتباع سنت و اجتناب از بدعت
۳۵	انباء الاذکیا فی حیاۃ الانبیاء	امام جلال الدین سیوطی مترجمہ مولوی حفیظ اللہ خاں صاحب	حیات الانبیاء	۳۴	۲ر ۳ر	پیغمبروں کی حیات کا ثبوت
۳۶	عمران القلوب	مولوی سراج الدین صاحب	فضیلت زیارت	۳۲۱	۱۳ر	
۳۷	العلم الجلی فی الکلام اللفظی	مولوی سلامت اللہ صاحب	فقہ	۱۷۸	۱۰ر	

بقیہ کتب زیر طبع

نمبر شمار	نام کتاب	فن	نام مصنف
۱	ہدایۃ الترتیل	فضائل قرآن شریف	مولوی سید عبد الحی صاحب بخاری کرنولی
۲	کتاب العقل	حکما قدیم اور فلسفۂ جدید کے امور مذہبیہ کے متعلق شبہات بدلائل عقلیہ جواب۔	حضرت مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ
۳	نثر المرجان جلد اول از سورۂ فاتحہ تا سورۃ النساء۔	رسم خط قرآن شریف۔	مولانا مولوی قاضی محمد غوث صاحب مدراسی۔
۴	" جلد دوم از سورۂ مائدہ تا سورۂ براۃ	"	"
۵	افادۃ الافہام حصہ اول	رسالۃ الافہام مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی کے جوابات نہایت تحقیق و تہذیب سے دیئے گئے ہیں جس کے ضمن میں کئی ہزار سے زیادہ مذہبی مسائل تحقیقات و تاریخی حالات مندرج ہیں۔	حضرت مولانا مولوی محمد انوار اللہ صاحب قبلہ
۶	تفسیر روح الایمان	تفسیر قرآن مجید	مولوی فتح الدین صاحب

المعلن
حافظ محمد ولی الدین مہتمم مجلس اشاعۃ العلوم حیدرآباد دکن